

بریلویت کی خانہ تلاشی

مرتب

محمد محمود کیرانوی ندوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بریلویت کی خانہ تلاشی

مصنف :-

محمد محمود کیرانوی ندوی

سابق استاذ شعبہ عربی کلیۃ الندوۃ

شولگری

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند یوپی

نام کتاب	بریلویت کی خانہ تلاشی
تصنیف	محمد محمود کیرانوی ندوی
ناشر	
صفحات	
تعداد	گیارہ سو
سنہ طباعت	۲۰۰۰ء

ملنے کے پتے:

کلیۃ الندوہ

ندوہ نگر، شولگیری، ہسور تامل ناڈو۔ ۶۳۵۱۱۷

اقراء کتاب گھر

آئی۔ٹی۔آئی جنکشن، مدینہ مسجد وشاکھاپٹنم

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند یوپی

فہرست مضامین

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابد!

تقریظ

مناظرِ وقت حضرت **مولانا سید طاہر حسین گیاوی** مدظلہ العالی

مولانا محمد محمود کیرانوی ندوی کی تصنیف "بریلویت کی خانہ تلاشی"

اور سی بی آئی جانچ از۔ تا آخر نظر سے گذری

کتاب دلچسپ معلومات اور پرکشش انداز کی وجہ سے شروع کرنے کے بعد چھوڑنے پر دل آمادہ نہ ہوا ایک ہی نشست میں مکمل کتاب پڑھ ڈالی۔ مولانا موصوف نے توحید کے پرجوش داعی ہونے کی وجہ سے پوری دلسوزی کے ساتھ اپنی قوم کے لئے ہمدردانہ بہی خواہی کے جذبہ سے سرشار۔ قلم کی روانی میں خطیبانہ انداز سے فکرانگیز مضامین اور گرانقدر معلومات کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ کتاب کا اسلوب نگارش خطیبانہ ہے۔ لیکن بریلویت کی تصویر کشی اس کے مخفی حقائق اور اس کے پرفریب چہرے کو بے نقاب کرنے میں گہری معلومات اور عمیق مطالعہ کا نچوڑ اپنے اوراق میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس لئے پڑھنے والا اکتاہٹ اور بے مزگی کا شکار نہیں ہوتا۔ ہمارے بہت سے سادہ لوح اور سطحی علم رکھنے والے علماء بھی بریلویت اور اس کی کیفیت و ولادت سے واقف نہیں ہیں۔

زیادہ تر لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اختلاف اجتہادی مسائل اور فروعی عقائد کا اختلاف ہے۔ جس کی بنیاد علم و اخلاص اور نیک نیتی پر قائم ہے۔ حالاں کہ حقیقت واقعہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ کیوں بریلوی خانصاحب کے صحیح مزاج اور ان کی زندگی کی گہری اور واقعی معلومات رکھنے والا غیر مشکوک طریقہ پر انکی بدنیتی کا اعتراف

کرنے پر مجبور ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ انہوں نے خوف خدا سے مکمل بے نیاز ہوکر خالص دنیا کی ناموری اور عزت کے لئے شعوری یا غیر شعوری طور پر انگریزوں کا آلہ کار بن کر تکفیری فتنہ کو ایک مہم کی شکل دی اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اس کے لئے وقف کر دیا اور چوں کہ وہ پڑھے لکھے آدمی تھے ۔اس لئے اپنی علمی اور تصنیفی صلاحیتوں کے ذریعہ مسائل کے اختلاف فروع دین میں مختلف نقطہائے نظر کی بحثوں میں لوگوں کو الجھاکر اپنی ناخدا ترسی اور بدنیتی پر دبیز چادر ڈال دی تھی۔ جس کی وجہ سے کچھ سادہ لوح اور کچھ خالی الذھن لوگ انکے مکر میں آ گئے۔ لیکن۔

مصرعہ! نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلھا۔

"بریلویت کی خانہ تلاشی" اپنے قارئین کو اس راز سے آشنا کرنے والی ایک کتاب ہے۔ مصنف نے حوالوں سے پوری کتاب کو مزین کر دیا ہے تاکہ قارئین کتاب بے اعتمادی کا شکار نہ ہوں۔ بریلویت کی خانہ تلاشی اپنی سادہ عام فہم اور سلیس زبان کی وجہ سے عام مسلمانوں کے لئے بھی مفید ہوگی۔ اور بریلوی فتنہ کے تاریخی خدو خال سے تعلیم یافتہ طبقہ کو بھی آشنا کرے گی۔

اللہ پاک مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تصنیف کو قبول عام کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

سید طاہر حسین گیاوی

۲۵/ جون ۹۹ء

بمطابق

۱۰/ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

تائیدی کلمات

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم۔ امابعد

بریلویت جس کے بانی مولانا احمد رضا خان بریلوی ہیں شریعت محمدی کے متوازی ایک خود ساختہ شریعت ہے جس کے اپنے الگ اصول و عقائد ہیں اپنے الگ فرائض وواجبات ہیں۔ اپنے الگ احکام و قوانین ہیں جن کا شرع محمدی سے دور کا بھی تعلق نہیں اور اس کی اساس و بنیاد علماء حق کی مخالفت و معاندت پر رکھی گئی ہے۔

اس فتنہ کے خلاف علماء حق ہر دور میں آواز اٹھاتے رہیں ہیں۔ اور لوگوں کو اس کی حقیقت سے باخبر وواقف کراتے رہے ہیں تاکہ حق کو باطل میں اشتباہ باقی نہ رہے۔ اور متلاشی حق کے لئے حق کی تلاش میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔ زیر نظر کتاب بریلویت کی خانہ تلاشی بھی اسکی ایک کڑی ہے۔ جس کو اس کے مصنف محترم مولانا محمد محمود کیرانوی ندوی صاحب نے بڑی عرق ریزی و جاں فشانی کے ساتھ مرتب و مدون کیا ہے۔

میں نے متعدد مقامات سے کتاب مذکور کو دیکھا اور استفادہ کیا۔ ماشاء اللہ مصنف زید مجدہ نے موضوع کے متعلق ایک بیش بہا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ گہرائی اور گیرائی کے ساتھ تالیف کا حق ادا کر دیا۔

بندہ دعاگو ہے کہ اللہ تعالی مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تصنیف مذکور کو قبولیت و نافعیت سے نوازے۔ آمین

فقط

محمد شعیب اللہ

مہتمم مدرسہ مسیح العلوم بنگلور

۲۵/ شوال ۱۴۲۰

الحمد الله وکفی وسلام علی عبادہ الذین الصطفی امابعد :

پیش لفظ

حضرات قارئین!

شریعت "بریلویت" کے بانی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا خاندانی تعلق سبائی نسل سے تھا۔ اور اس خاندان کی نسبت عبداللہ بن سبا کی طرف کی جاتی ہے۔ موصوف خان صاحب کے آباواجداد کوفہ کے رہنے والے تھے۔ وہ کوفہ جو خلافت راشدہ میں فتنہ پروری کا پائے تخت اور مرکز رہ چکا تھا۔ یہ خاندان کوفہ سے افغانستان کے علاقہ قندھار پہنچا اور عرصہ دراز تک وہاں آباد رہا۔

یہی وجہ رہی کہ خاں صاحب کا "کوفہ" سے تعلق ہونے کے سبب موصوف کے مزاج میں اکھڑپن، تعصب و تنگ نظری، تند و تیزی حدت و کج روی جیسی صفات موجود تھی۔ اور عبداللہ بن سبا کی نسل سے تعلق ہونے کے سبب "کریلا نیم چڑھا" کی مثال بن گئے۔

عبداللہ بن سبا وہی بدبخت و بد طینت منافقوں کا سرغنہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد خلافت راشدہ میں رخنہ اندازی اور مسلمانوں میں تفرقہ بازی کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ بنادیئے گئے اس وقت بھی اس نے بظاہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خیر خواہ و ہمنوا بنا کر مسلمانوں کو اس شوشہ پر اکسایا کہ خلافت کے زیادہ مستحق بر بنائے قرابت رسول حضرت علی ہیں۔ اور یہ تو کسی طرح بھی روا نہیں کہ رسالت مآب کا قریبی رشتہ دار محروم رہے اور دیگر لوگ خلیفہ بنادیئے جائیں۔

مگر اس ملعون کی یہ ناپاک سازش وقتی طور پر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دُرہ کے سامنے دب کر رہ گئی تھی۔ لیکن اس کے تعصب اسلام کے دبی ہوئی یہ چنگاریاں اس موقع کی تلاش میں تھیں کہ کب محافظ اسلام کی آپسی الفت و شائستگی کے زنجیریں ٹوٹیں اور کب وہ شعلہ جوالہ بن کر خرمن اسلام کو خاکستر کر دے۔

صد افسوس! اس بدبخت کی یہ ناپاک امید حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بر آئی۔ جب اس نے اپنی شاطرانہ چال اور آپ رضی اللہ عنہ کی حلم و بردبار طبیعت سے پورا فائدہ اٹھا کر اپنی سازش میں سو فی صد کامیاب ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوتی۔ اور یہیں سے اس نے ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ کا بیج بو دیا۔ جو ہر دور میں اپنے برگ و بار لاتا رہا۔ بدقسمتی سے یہ منحوس ولایتی بیج ۱۸۵۶ء میں "بریلی" کی سرزمین پر احمد رضا خاں کی شکل میں پیدا ہو گیا اور استعماری طاقت کے بل بوتے پر پرورش پاتا رہا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک نئے دین و دھرم کا روپ اختیار کر گیا ایسے برگ و بار لایا کہ اسلام کا ہرا بھرا شجرہ طیبہ اس کی مسموم ہواؤں سے روز بروز مرجھانے لگا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریز حکومت کو مسلمانوں سے سخت دھکہ لگا۔ اس جنگ آزادی میں مسلمان اگرچہ کامیابی سے ہمکنار تو نہ ہو سکے لیکن انگریز کو اتنا احساس ضرور ہو گیا تھا کہ جب تک مسلمانوں کی قوت ایمانی کو کمزور نہیں کیا جائے گا اس وقت تک آزادی کی بھڑکتی ہوئی آگ کو سرد نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اس روباہ صفت قوم نے اپنی حکومت کی بقا کے لئے ایک نئی پالیسی اختیار کی۔ اس پالیسی کے تحت انہوں نے علماء ربانیین کے ضمیروں کی خرید و فروخت شروع کر دی۔ علماء سے بڑے بڑے عہدوں کے وعدے کئے گئے۔ دنیاوی عیش و تعیش کی حرص و

طمع دلائی گئی۔ مگر سب نے قل متاع الدنیا قلیل کہہ کر اس فانی عیش کو ٹھکرا دیا اور والاخرۃخیروابقی کہتے ہوئے ہزاروں علماء حق تختہ دار کی بلندی پر چڑھتے رہے۔

لیکن قسمت کی سیاہی کچھ ایسے دنیا پرست علماء کے چہروں پر رونما ہوئی کہ انہوں نے انگریز کی اس پیش کش کو سنہرا موقع سمجھ کر ہاتھ سے جانے نہ دیا اور خود آگے بڑھ کر ان کی دلی خواہش کو بڑی خوشی سے قبول کر لیا۔ جن میں قابل ذکر مرزا غلام احمد قادیانی اور دوسرے احمد رضا خاں بریلوی تھے۔ انگریز کو ان دو بہاروں سے وہ تقویت ملی جو اس کو پوری حکومت برٹش کی طاقت سے بھی میسر نہ ہو سکتی تھی، اور ان دونوں جیالوں نے بھی مسلمانوں کے خلاف حکومت کی پائیداری و ثابت قدمی کے لئے بہت مختصر وقت میں وہ کارنمایا انجام دیئے جو ان کے آقا کی مادی توپیں عرصہ دراز میں نہ کر سکیں۔

انگریز اپنی اس کامیابی پر بڑا خوش تھا۔ اب اس نے ان دو ہتھکنڈوں کو استعمال میں لانے سے پہلے اسلامی نام کے مراتب سے نوازا۔

جناب مرزا صاحب کو عام انسانی سطح سے اٹھاکر مقام نبوت پر فائز کیا۔ تاکہ مسلم علماء آزادی کے خیال کو چھوڑکر اس نئے نویلے نبی کے فتنہ میں الجھ کر رہ جائیں۔

اور جناب بریلوی صاحب کو مسلمانوں کی آستین کا سانپ بناکر مجددیت (اعلیٰ حضرت) کے مرتبہ پر لا بٹھایا۔ لہذا آج بھی ان کی ذریت ناہنجار ان کو اسی انگریز کے عطاکردہ القابات کے ساتھ پکارتی ہے۔ موصوف خاں صاحب کو بریلی میں یہ ذمہ داری سونپی گئی جو بھی مسلمان حکومت وقت سے بغاوت کرے آپ کفری توپ سے اس کو نشانہ بنائیں۔ چنانچہ اس خاص مشن کے تحت بریلی شریف میں مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے توپیں نصب کر دی گئیں جو آج بھی بریلی شریف کے مرکزی

دارالافتاء سوداگران میں وراثتاً موجود چلی آرہی ہیں۔ خاں صاحب نے ان توپوں کے استعمال سے خوب دل کے ارمان نکالے اور ہزاروں ہزار علماء کو کفر کا نشانہ بنایا جنکو تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

عرض میں یہ کر رہا تھا کہ بریلوی مجدد صاحب نے اس منصب پر فائز ہوتے ہی حکومت وقت کے حق میں جو پہلا سنہرا کارنامہ انجام دیا وہ یہ کہ سارے علماء حق کے فتوؤں کے خلاف ہندوستان کو دارالاسلام قرار دے دیا۔ اس عنوان پر ایک کتابچہ بنام "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" تحریر کر ڈالا۔ جہاد کے خلاف فتوے شائع کئے گئے کہ "ہم مسلمانان ہند پر جہاد فرض نہیں اور جو اس فرضیت کا قائل ہے وہ مسلمانوں کا مخالف ہے انہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔

اور بعینہ یہی فتوی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی قافیہ بندی کر کے مسلمانوں کے گلے کا ہار بنانا چاہا تھا۔ (دیکھئے المحجۃ المؤتمنہ ص۔۲۰۸) ملاحظہ ہو۔

اے دوستو! جہاد کا اب چھوڑ دو خیال
دین کے لئے اب حرام ہے جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتوی فضول ہے

(تبلیغ رسالت)

لیکن جو قابل داد بات ہے وہ یہ کہ اس مسئلہ میں خاں صاحب کو دہرا فخر حاصل رہا جہاں انہوں نے ایک طرف اپنے گورے آقاؤں کو سیاسی فائدہ پہنچایا انگریز

گورنمنٹ کو تقویت بخشی وہیں اپنے آباء کی روش اختیار کرتے ہوئے اسلام کا بظاہر ہمنوا بن کر جھوٹی حب رسول کے پس پردہ ایک نئی شریعت ایجاد کر ڈالی۔ اور اسلامی عقائد و شریعت محمدیہ کو سخت صدمہ پہنچایا۔ اور اپنی اس جدید شریعت کو مسلمانوں پر اس نوعیت سے تھوپنا چاہا کہ جو بھی اس سے سرمو انحراف کرے وہ اسلام سے خارج۔ اس طرح ان کی شریعت کی نظر میں نہ صرف ہندوستان بھر کے بلکہ بیرون ممالک کے بھی لاکھوں کروڑوں مسلمان اسلام سے بے دخل کر دیئے گئے

مشغلہ ہے ان کا تکفیر مسلمانان ہند
ہے وہ کافر جس کو ہو ان سے ذرا بھی اختلاف

حضرت علامہ مرحوم علیہ الرحمہ نے بھی اس تکفیری مشن سے بیزار ہو کر فرمادیا تھا

چاہے تو خود ایک تازہ شریعت کرے ایجاد

چنانچہ مولوی خاں صاحب نے ایک نئی شریعت کر ہی دی ایجاد۔ اور مرتے دم اپنے گروہ کو یہ کہہ کر مرے کہ "میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"۔

آئیے! دیکھتے ہیں کہ ان کی کتب سے کون سا وہ دین ہے جو ہر فرض سے زیادہ اہم فرض ہے۔ بریلوی اور اس کی شریعت نے سادہ دل مسلمانوں کو جو افکار و نظریات اور عقائد پاکیزہ مرحمت فرمائے کہاں تک اسلامی معیار پر اترتے ہیں۔ جو شریعت مصطفوی کے تعین کردہ فرائض سے زیادہ اہم فرض کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کو ہم دو حصوں میں منقسم کرتے ہیں پہلا حصہ عقائد پر مشتمل ہے دوسرا فرائض پر۔

عقائد:- ہم سب حضور کے بندے ہیں۔ حضور اللہ تعالی کے نائب ہیں۔ حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے حضور ساری زمین اور تمام مخلوق کے ملک

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کے مختار کل نبی صلی اللہ علیہ و سلم ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو حقیقی معبود کہنا جائز ہے۔ اولیاء کرام استقال کے بعد تمام عالم میں تصرف کرتے اور کاروبار جہاں کی تدبیر کرتے ہیں ہر نبی ولی کی قبر کو سجدہ نجات کا باعث ہوتا ہے۔ (الامن والعلی) از احمد رضا۔

فرائض :- کسی ولی بزرگ کی قبر پر عمر بھر میں ایک بار چادر چڑھانے سے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جس نے عرس میں شرکت کی اس کو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ ستر مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔ جس نے کسی ولی کے مزار پر چراغ روشن کیا قیامت میں وہ ولی اس کو ایسی روشنی عطا فرمائیں گے کہ جنت تک روشنی کی ضرورت نہ پڑے گی۔

فاتحہ خوانی، تیجہ، دسواں، بیسواں، پچیسواں تیس واں چالیس واں اور گیارویں، بارویں، تیرویں، نیز میلاد، قیام، عرس، قوالی، نذر و نیاز ایسے اصول شرعیہ ہیں کہ ان پر عمل کرنے والا کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے جاء الحق)

خدا بچائے رکھے ہر اک بلا سے
خصوصا بریلویت کی وبا سے

از مصنف:

محمود ندوی

بریلوی شریعت کے پانچ اہم رکن

قارئین کرام! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ شریعت محمدیہ کے پانچ اہم رکن ہیں جن پر اسلامی اساس قائم ہے۔ یعنی توحید، نماز، روزہ، زکواۃ، حج۔

اسی طرح اس خود ساختہ بریلوی شریعت کے بھی وہ پانچ اہم رکن ترتیب دیئے گئے جن پر بریلوی شریعت کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے کسی بھی ایک رکن کا منکر شریعت سے خارج اور کافر سمجھا جاتا ہے۔

بریلوی شریعت	اسلامی شریعت
۱۔ غوث اعظم کے تصرفات زمانی و مکانی پر ایمان لانا۔	۱۔ توحید۔ اللہ پر ایمان لانا کہ وہ خود سارے جہاں کا کارساز ہے۔
۲۔ فاتحہ خوانی کی پوری پوری پابندی کرنا۔	۲۔ نماز کی پوری پوری پابندی کرنا۔
۳۔ ماہ ربیع الاول کو دیگر مہینوں سے افضل سمجھنا اور میلاد خوانی کرنا۔	۳۔ ماہ رمضان کو دیگر مہینوں سے افضل سمجھنا اور اس کے روزہ رکھنا۔
۴۔ نذر و نیاز دینا۔	۴۔ زکوۃ دینا۔
۵۔ عمر بھر میں ایک بار چھوٹا حج کرنا (یعنی اجمیر شریف کی حاضری)	۵۔ حج۔ استطاعت ہو تو عمر بھر میں ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

بریلوی شریعت کے خلفاء

قارئین۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اسلامی شریعت میں خلفائے راشدین کی تعداد چار شمار کی گئی۔ اسی طرح خود ساختہ شریعت نے بھی دیکھا دیکھی خلفاء سوء، متعین کر دیئے۔ مگر شریعت محمدیہ سے بھی دو قدم آگے چوں کہ شریعت اسلامی میں خلفائے راشدین کی تعداد چار ہے اور بریلوی شریعت میں پانچ۔

بانی مذہب:۔ احمد رضا بریلوی   بانی اسلام:۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ

بریلوی خلفاء	اسلامی خلفاء
۱۔ مولوی نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ عنہ	۱۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۲۔ مولوی امجد علی رضی اللہ عنہ	۲۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
۳۔ مولوی دیدار علی رضی اللہ عنہ	۳۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ
۴۔ مولوی حشمت علی لکھنوی رضی اللہ عنہ	۴۔ حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ
۵۔ مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی رضی اللہ عنہ	

قارئین! آیئے اصل موضوع کی طرف چلتے ہیں اور بریلوی صاحب کے حالات زندگی پر نظر ڈالتے ہیں۔

خان صاحب کی جائے پیدائش

قارئین محترم! موصوف بریلوی صاحب شہر بانس بریلی کے محلہ جسولی میں ۱۰/ شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴/ جون ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ موصوف کے نام تجویز کرنے میں ان کے آباد اجداد نے اگرچہ جمن خاں، لچھن خاں، چھمو میاں جیسے اسماء کا انتخاب کیا ہوگا۔ مگر بعد میں باوفا معتقد سوانح نگاروں نے ان اسماء پر پردہ ڈال کر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ کے ہمسر قرار دے دیا۔ اور جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین نے آپ کے علحدہ علحدہ نام تجویز فرمائے تھے وہی پورا نقشہ احمد رضا کے نام تجویز کرنے میں سوانح نگاروں نے دکھایا۔

خاں صاحب کے اسماء	اسماء سید المرسلین
۱۔ آپ کا اسم شریف محمد رکھا گیا۔ حدائق بخشش ص (۴)	۱۔ آپ کا نام محمد تجویز کیا گیا (الرحیق المختوم ص۔ ۸۳)
۲۔ آپ کے جد امجد نے آپ کا نام احمد تجویز فرمایا۔ ذکر رضا۔ ص (۲۵)	۲۔ آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا نام احمد رکھا (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

خان صاحب کا خاندانی شجرہ

قارئین کرام! موصوف بریلوی صاحب کا شجرہ ملاحظہ فرمانے سے پہلے یہ بات خوب ذہن نشین کرلیجئے کہ آپ کے سوانح نگاروں نے آپ کا خاندانی شجرہ بہت ہی ذوق وشوق کے ساتھ ذکر کرنا چاہا تھا لیکن ناقص ہی چھوڑ دیا آخر کیوں؟ جب انہیں معلوم ہوا کہ اگر شجرہ پورا ذکر کر دیا گیا تو اس کی آخری کڑی کہاں جا کر ملتی ہے ۔ یعنی عبداللہ ابن سبا منافق سے) تو ادھورا چھوڑ دیا گیا۔ جیسے اپنی خوبصورتی دیکھ کر مور ناچا۔ کالے کالے پاؤں پر نظر پڑی رو دیا۔ یہی حال موصوف بریلوی صاحب کے شجرہ کے ساتھ بھی ہوا۔ لیکن پھر بھی یہ بات چھپائے چھپ نہ سکی۔ چوں کہ شجرہ جتنا بھی ذکر کیا گیا اس سے واضح ہو گیا کہ وہ تمام ہی نام روافض والے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اور غور کرتے جائیے۔

احمد رضا بن محمد نقی علی خاں بن رضا علی خان بن کاظم علی خان بن اعظم علی خاں بن سعادت یار خان۔ (حیات اعلحضرت ص۔۲)

بریلوی صاحب کا مادہ تاریخ

قارئین! بریلوی صاحب کو مادہ تاریخ نکالنے کا بھی بڑا ذوق تھا خاص طور سے قرآن کریم کی آیت شریفہ ہے۔ اسی لئے انہوں نے اپنے ایمان کی تائید و توثیق میں قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کا استعمال کر ڈالا جو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ایمان کی تصدیق میں نازل فرمائی گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے میرے ایمان کی شہادت اس آیت سے دی ہے۔

اولئك كتب في قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه : ۱۲۷۲ھ

یہی وہ (احمد رضا) ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف سے روح القدس (جبرئیل) کے ذریعہ ان کے ایمان کی تائید فرمائیں۔

(حیات اعلحضرت ص۔۱)

قارئین کرام! یہ تھی وہ آیت کریمہ جو حضرات صحابہ کرام کے متعلق نازل ہوئی تھی اور اس کو خان صاحب لے اڑے۔ ایسی ہی حرکت و جرات ان کے رفیق خاص مرزا غلام احمد قادیانی بھی کیا کرتے تھے۔ اب ہم ان کے حوارین سے التماس کرتے ہیں کہ خدارا اس آیت شریفہ کا دعوی چھوڑ دیں چوں کہ یہ تو صرف اور صرف حضرات صحابہ کرام ہی کی شان کے لائق ہے ہم خاں صاحب کے شوق کو پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں مایوس نہیں کریں گے اور ان کا مادہ تاریخ قرآن ہی کی متعدد آیات کریمہ سے استخراج کر رہے ہیں آپ اپنی صوابدید کے مطابق جس کا چاہیں انتخاب فرمالیں۔

اولئك الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا اهواءهم

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی اور وہ اپنی خواہشات ہی کی پیروی کرتے ہیں۔

لاملئن جهنم منك و ممن تبعك منهم اجمعين

ضرور میں تم سے اور تمہاری پیروی کرنے والوں سے جہنم کو بھردوں گا۔

بریلویوں کے اعلحضرت کی صورت صادقہ

قارئین! آئیے اب ایک ملاقات آپ کی بریلوی صاحب سے کراتے چلیں۔
لمبا تڑنگا قد، بڑا سا سر، شکنیں پڑا ہوا ماتھا، اندر کو دبی ہوئی بے نور داہنی آنکھ، اس پر کالی کالی تیز پاور والی عینک، چپٹی ناک، کچھ ضرورت سے زیادہ اگے ہوئے بڑے بڑے کانوں پر بال، لمبے اور نوکیلے بے ترتیب پان کی پیک میں سرخ بہ مائل سیاہ دانت۔ لمبوترا چہرہ، سفید داڑھی، چوڑا سینہ، بے ڈھب نکلی ہوئی توند، گہرا سیاہ رنگ، بدن پر سفید ململ کی ایک دھوتی، پشت پر میل کی تہہ بہ تہہ جمی ہوئی، اس شان کے ساتھ اپنے دولت کدہ کے اونچے محراب نما صدر دروازہ پر چارپائی بچھائے، مجلس حقہ جمائے رونق افروز ہیں اردگرد آنے والے زائرین کے لئے کچھ پرانے زمانہ کی شکستہ حالت کرسیاں رکھ دی گئی ہیں۔

ے

دیکھے ہیں چشم فلک نے کیسے کیسے مہ جبیں
ان حسینوں میں ہو تم بھی روح پرور ضو فگن

اعلیٰ حضرت کہ کالا حضرت

قارئین! اسلام نے رنگ و نسل کے بتوں کو پاش پاش کیا اور لافضل لا سود علی ابیض و لا لا بیض علی اسود کی تعلیم فرمائی۔ یعنی کسی کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ مسلمان کا کالا پن اس کے زہد و تقوی کے لئے کوئی عیب نہیں۔

لیکن آج بھی کچھ غیر تعلیم یافتہ بیچارے دیہاتی ان چیزوں کو اہمیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور احساس کمتری میں شکار لوگ ان کا دفاع بھی کر دیتے ہیں۔ کچھ یہی واقعہ خانصاحب کے ساتھ بھی ہوا۔

ایک دیہاتی بڑی خوش عقیدگی کے ساتھ اعلحضرت کی تصور و خیال میں نورانی پاکیزہ دلکش صورت کی تصویر لے کر حاضر ہوا لیکن اس پہلی ملاقات نے اس کے سارے خیالات کو غلط ثابت کر دیا۔ "اور چلتے وقت کہہ کر چلا کہ یہ کلوٹا کیا جانے، خانصاحب کے بھتیجے تک یہ جملہ پہنچا اس نے اس دیہاتی کو کس چالبازی سے تسکین دینا چاہی۔ سنیئے۔

"دراصل ابتدائی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ گہرا گندمی تھا لیکن مسلسل محنت ہائے شاقہ نے آپ کے رنگ کی آب و تا ختم کر دی۔

(اعلی حضرت ص۔ ۳۰ از۔ نسیم بستوی)

آیئے! دیکھیں وہ محنت ہائے شاقہ کونسی تھی۔ جسمانی یا روحانی؟

جہاں تک جسمانی محنت کا تعلق ہے آپ کے ذہن میں خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ شاید

چلچلاتی دھوپ میں محنت و مزدوری کی ہوا اس بنا پر آپ کا رنگ کالا پڑ گیا ہو آیئے ہم خود خانصاحب کی گواہی پیش کرتے ہیں۔

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی تھی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

حدائق بخشش ص ۱۷

اب روحانی محنتوں کا سلسلہ رہا وہ بھی خود ان ہی کی زبان مبارک سے ملاحظہ فرمائیں۔

دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی
لاج آئی نہ ذروں کی ہنسی سے
شب بھر سونے ہی سے غرض تھی
تاروں نے ہزار دانت پیسے

(حدائق ص ۱۴۳)

آخر ان بے جا تاویلوں سے کیا حاصل اس کو خانصاحب کی ذریت کی احساس کمتری ہی کہا جاسکتا ہے۔ قارئین محترم ! اور آگے چلئے اور تحقیق کیجئے کہ جہد مسلسل عمل پیہم اور بزرگوں کی ریاضت و عبادت سے چہرے کی رونق بڑھتی ہے یا اور گھٹتی ہے؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ عبادت کی کثرت کرنے والوں کے چہرے ایسے خوبصورت کس طرح ہو جاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جب وہ تنہائی میں رحمان کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں تو وہ رحمت والا اپنے نور کا سایہ ڈال دیتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ص ۱۶۴)

دیوبند کی وجہ تسمیہ

بریلویوں کے خلیفہ پنجم مفتی یار صاحب کی وریدہ دہنی بھی ملاحظہ فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہاں سے قرن الشیطان یعنی شیطانی گروہ نکلے گا۔ اردو میں قرن الشیطان کا ترجمہ ہے دیوبند۔ اردو میں دیو کہتے ہیں شیطان کو اور بند بمعنی گروہ (جاء الحق ص۔۵)

رنگے ہاتھوں چوری پکڑی گئی

موصوف بریلوی صاحب نے اپنے مقام و مرتبہ کا پورا پورا پاس ولحاظ کرتے ہوئے بے چارے عوام کو دیوبند کے معنی شیطانی گروہ بتائے ہیں۔ ان الفاظ کی تحقیق کیلئے جب ہم نے متعدد لغات مدللہ کی طرف رجوع کیا تو یار صاحب کی چوری کیسے پکڑی گئی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

دیو۔ کے معنی یقیناً شیطان، قوی ہیکل انسان بھوت پریت کے آتے ہیں۔ رہا، بند، اس کے معنی جوڑ، عضو، ڈورہ اور گرہ (یعنی گانٹھ) کے ہیں۔

(دیکھئے القاموس۔ فیروز اللغات وغیرہ)

قارئین! یار صاحب کی اس خیانت پر افسوس تو ضرور ہے مگر کم چوں کہ ان کی اس چال بازی پر بھی داد نہ دی جائے تو یہ ناانصافی ہے کہ انہوں نے آخری معنی کو واؤ کی زیادتی کے ساتھ کس باریک بینی سے گرہ کو بنا دیا۔ گروہ خیر ہم ان کو اس خیانت پر دوش نہیں دیتے۔ ممکن ہے کہ ان کی ضعف بصارت کا نتیجہ ہو۔ لیکن وہ اس کے ساتھ ہم کو ضعف بصیرت سے بھی محروم نظر آتے ہیں دیکھئے کس جرات

کے ساتھ سینہ تان کر حضور پاک علیہ السلام پر الزام تراشی کے مرتکب ہو رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہاں سے شیطانی گروہ نکلے گا۔ موصوف یار صاحب خدا کا خوف اور فکر آخرت رکھتے ہوئے بتائیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی دیو بند علاقہ ہی کے لئے فرمائی تھی؟ ہرگز نہیں۔ قرآن ایسے ہی لوگوں پر لعنت فرماتا ہے۔

اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم واعمى ابصارهم

یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت فرمائی اور باوجوان کی آنکھوں کے اندھا اور بہرا کر دیا۔

الٹے بانس بریلی کو

قارئین! زمانہ قدیم میں بریلی شریف میں ڈاکوؤں کا ایک گروہ تھا اور یہ گروہ اتنا شہرہ پا چکا تھا کہ لوگ اس گروہ کو دیو گروہ کہتے تھے۔ چوں کہ اس گروہ کی شرافت و تہذیب کا یہ عالم تھا کہ جب کہیں ڈاکہ ڈالتے تو پورے جسم پر سیاہی اور تیل کی مالش کرتے اور صرف ایک لنگوٹ پہنتے۔ جس سے ان کی شکلیں ہی دیو جیسی بن جاتی تھیں ہاتھوں میں لوہے کے گرز اور سرنیے ہوتے۔ اور جس علاقہ میں گھس تے وہاں کے لوگ دیو۔ دیو کہتے ہوئے خوف و وحشت سے فرار ہو جاتے۔

مشہور ہے کہ یہ شیطانی گروہ کسی علاقہ سے لوٹ مار کرتا ہوا موجودہ دیو بند جس کا قدیم نام محمود آباد تھا ادھر آنکلا۔ لوگوں پر دہشت چھاگئی۔ چنانچہ یہ گروہ کسی نواب کی کوٹھی میں جا گھسا۔ قسمت سے گھس تو گیا مگر کوٹھی کے پیچیدہ راستوں نے نکلنے کا موقع نہ دیا۔ مزید سارے راستے مسدود کر دیئے گئے۔ عوام میں جو ایک مچل اور

دہشت چھاگئی تھی اب وہ خوشی کے نعروں میں تبدیل ہو گئی۔ اور دیو، بند، دیو، بند کے نعرے ہر طرف سنائی دے رہے تھے۔ اس طرح اس بریلوی شیطانی گروہ کا ہمیشہ ہمیش کے لئے خاتمہ ہو گیا۔

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں
کچھ نہ چال بازی نے کام کیا

یا یوں کہہ لیجئے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

خیر! یہ قصہ تو اس شیطانی گروہ کا تھا جو لوگوں کے دنیاوی مال پر ڈاکہ ڈالتے تھے۔ لیکن بریلی میں آج کل جو ایمانی لٹیروں کا گروہ ہے وہ اس گروہ سے کہیں زیادہ موذی اور خطرناک ہے۔ وہ جسمانی لٹیرے تھے یہ ایمانی روحانی لٹیرے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ بریلی کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ ہر دور میں لٹیروں کا گڑھ اور فتنہ پروری کا مقام رہا ہے۔ اسی لئے لوگ اس کو "ہندی کوفہ" بھی کہتے ہیں

بریلی کا سرمہ اور چاقو

قارئین! آپ کو شاید معلوم ہو کہ بریلی کی مذکورہ یہ دنوں چیزیں بہت مشہور ہیں جن میں سے صرف ایک سرمہ کا تذکرہ کا تو بریلوی مقررین آئے دن اپنی تقریریوں میں ہزار ہا فضائل و مناقب کے ساتھ کیا کرتے ہیں کہ بریلوی کا سرمہ لگائے نور نو بت نظر آئی گئی۔ بریلوی سرمہ کے استعمال سے شان محمدی نظر آتی ہی۔ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ دوسری جو اہم چیز ہے اس کا تذکرہ ایسے غائب کردیا جاتا ہے جیسے خان صاحب کے سر سے سینگ آئیے اس کی تاریخی حیثیت و حقیقت سے پردہ ہم ہٹاتے ہیں۔

قارئین اوپر آپ بریلوی ڈاکوؤں کی پوری تاریخ اور کارکردگی مشاہدہ فرماچکے بس یہ سرمہ اور چاقو بھی اسی گروہ کی یادگار چلی آرہی ہیں جو ڈاکہ ڈالنے سے پہلے یہ دونوں چیزیں استعمال میں لاتے تھے۔ سرمہ سے لوگوں کی دولت جلد نظر آجاتی تھی اور اسکے بعد چاقو کا استعمال آپ جانتے ہی ہیں۔

ناظرین! ایمان و انصاف سے بتائیے کہ اس سرمہ سے نور نبوت نظر آئی یا مظلوم عوام کی دولت؟ جواب آپ کے ذمہ لکھ لیجئے ________________

مستقبل کا مجدد

اب ہم آپ کو ان خانصاحب کے کچھ فرضی قصے جن کو جلدی ہی مستقبل میں مجددیت کی مسند پر بیٹھنا ہے ان کے مریدین باصفا کی زبانی سناتے ہیں لیکن آپ کی ذرا سی ذمہ داری یہ ہوگی کہ ان کو ذہن میں رکھیں تاکہ آئندہ صفحات پر جس قصہ کی طرف ہم اشارہ کریں آپ اس کو فوراً اپنے ذہن میں تازہ کرلیں سنئیے۔

* حضور کی عمر شریف تقریباً پانچ سال ہوگی اس وقت صرف ایک بڑا کرتہ پہنے ہوئے باہر تشریف لائے کہ سامنے سے چند طوائف زنان بازاری گذریں آپ نے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اٹھاکر چہرہ مبارک کو چھپالیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر ان میں کی ایک طوائف بول اٹھی۔ واہ صاحب زادے میاں منھ تو چھپالیا اور ستر کھول دیا۔ آپ نے برجستہ اس کو جواب دیا۔ "جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے

جب دل بھکتا ہے ستر بھکتا ہے"۔ (حیات اعلیحضرت ص۔۲۳)

قارئین کرام! اس واقعہ کی اصلیت تک پہنچنے کے لئے ہم نے بہت سے بریلوی حضرات کے سامنے اس گتھی کو رکھا کہ یہ بتائیے پانچ سالہ معصوم بچہ کے معصوم سے ذہن میں نظر اور ستر بھکنے کے لطائف مخسفیہ کیسے آگئے۔ اور آنکھیں لڑانے کی لذت سے کیسے آگاہ ہوگئے۔ مگر بے چارے مظلوم کر ہی کیا سکتے ہیں ان کے اسلاف نے اپنے اعلحضرت کا بھاؤ بڑھانے کے لئے غلطی ہی ایسی کر دی جس کا کوئی جواب ہی نہ بن پڑے۔ بہرکیف اگر آج بھی کسی نمک خوار کے ذہن میں کوئی منطقی نوعیت سے جواب آجائے تو ہم کو بھی آگاہ فرمائیں تاکہ ہمارے علم میں اضافہ کا باعث ہو ہم شکر گذار ہوں گے۔

بریلوی مجدد کی عربی دانی

ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا اس وقت میری عمر تین سال کی ہوگی ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے فصیح عربی میں ان سے گفتگو کی۔ اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔ (حیات اعلحضرت ص۔۲۲)

قارئین! بزرگ صاحب پر ماشاء اللہ ایسا رعب پڑا کہ دوبارہ شکل دکھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ خدا جانے ان بزرگ صاحب کا کونسا برا وقت تھا کہ سرزمین عرب چھوڑکر بریلی پہنچے اور اہل زبان ہونے کے باوجود ایک تین سالہ عجمی بچہ سے جس کے منھ میں دانت نہ پیٹ میں آنت اور دودھ چھٹے ہوئے ابھی صرف چھ ہی

مہینے کا عرصہ ہوا۔ اپنی توہین کرا کر چلے گئے۔ شاباش خانصاحب شاباش!

خان صاحب کی سمجھ دانی

ابھی آپ کی عمر شریف دو ہی سال کی تھی کہ (چوں کہ چار سال کی عمر میں قرآن مکمل کیا) بسم اللہ خوانی کی تقریب میں عجیب واقعہ پیش آیا۔ اور استاد محترم نے آپ کو حسب قاعدہ الف، با، تا پڑھایا۔ جب لام الف کی باری آئی تو خاموش ہو گئے۔ استاد نے دوبارہ پھر پڑھنے کے لئے کہا تو آپ خاموش رہے۔ آپ کے جد امجد نے فرمایا کہ بیٹا استاد کا کہا مانو! لیکن جد امجد نے فراست ایمانی سے سمجھ لیا کہ بچہ کو شبہ ہو رہا ہے اور یہ حروف مفردہ کا بیان ہے فرمایا کہ الف چوں کہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ ابتداء مشکل ہوتی ہے۔ اس لئے دوسرے حرف ل کے ساتھ ملا کر لکھا جاتا ہے۔

(اعلحضرت) اگر الف کو کسی اور حرف کے ساتھ ملانا ہی تھا تو دال یا سین کے ساتھ ملا دیا جاتا (ذکر رضا ص۔۳۰)

قارئین محترم! سبحان اللہ آج تک کسی بڑے سے بڑے محقق عرب کا تو ذہن اس طرف منتقل نہ ہوا یہ منفرد شخصیت بریلوی صاحب ہی کی ہے جن کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجی وہ بھی دو سال کی عمر میں۔

استادوں کے استاد

ایک دفعہ آپ کے استاد گرامی قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ پڑھا رہے تھے وہ بار بار زبر پڑھاتے مگر فاضل بریلوی زیر ہی پڑھ رہے تھے۔ آپ کے جد امجد دیکھ

رہے تھے آپ نے بلاکر قرآن مجید دیکھا تو واقعی کاتب نے غلطی سے زیر کے بجائے زبر لکھ دی تھی۔ استاد صاحب سے فرمایا کہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا۔

(نایاب ذکر رضا ص۔۳۱)

حضرات! حیرت کی بات ہے جس غلطی کا احساس پورا قرآن کریم حفظ کر لینے کے بعد بھی حافظ صاحب کو نہ ہو سکا اس کا احساس جناب خان صاحب کو ہو رہا۔ خیر ابھی تو جیسے کیسے آپ تسلیم کر لیجئے آئندہ صفحات میں انشاء اللہ اس کا انکشاف ہو جائے گا۔

استاد سے استادی

خان صاحب کی فطرت میں. بچپن ہی سے شوخی بے باکی اور خود نمائی جیسی خصلتیں ودیعت کر دی گئیں تھیں اور عمر کے ساتھ ساتھ وہ پختہ ہوتی گئیں۔ اور یہی وجہ رہی جس نے ان کی ذات و شخصیت کو سخت گزند پہنچایا۔ جہاں وہ ایک طرف اپنے چھوٹوں کی اصلاح کرنے کے خواہاں رہتے تھے وہیں اپنے استادوں مربیوں اور اتالیقوں کی اصلاح کے بھی درپہ رہتے تھے۔ سنئے اپنے استاد محترم کی کس طرح اصلاح فرماتے ہیں۔

خود کا بیان ہے کہ ایک روز مولوی صاحب حسب معمول. بچوں کو پڑھا رہے تھے (اور خانصاحب بھی پڑھ رہے تھے) ایک بچہ نے سلام کیا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ "جیتے رہو"۔ اس پر حضور نے عرض کیا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا وعلیکم السلام کہنا چاہیئے تھا۔ (حیات اعلحضرت ص۔۲۴)

گریباں اپنا اپنے ہاتھ میں

ایک مرتبہ اعلحضرت حاجی خدا بخش صاحب کے یہاں تشریف لے گئے ۔ جب اعلحضرت اس مکان میں تشریف لے جاکر بیٹھے تو لڑکے نے مٹھائی لاکر رکھی کہ گیارہویں شریف کی فاتحہ کر دیجئے ۔ حضرت نے اس پر فاتحہ دی ۔ اور سر جھکا کر خاموش بیٹھے رہے ۔ اس کے بعد اس لڑکے کی بیوی بھی سامنے آکر کھڑی ہو گئی کہ اعلحضرت سر اٹھائیں تو میں سلام کروں ۔ حضرت نے سر اٹھایا تو اس نے سلام کیا ۔

حضرت نے برجستہ اس کا نام لے کر فرمایا، تم یہاں بیاہی ہو؟ (حیات اعلحضرت ص۔۲۶)

قارئین کرام! آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ سلام کا صحیح جواب یہ ہے کہ تم یہاں بیاہی ہو؟

مرزا صاحب کے گھرانے سے کیسے مراسم تھے

وہ سن لیجئے نور المصطفیٰ کی زبانی ۔

" آپ نے صرف و نحو کی ابتدائی تعلیم (مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی) غلام قادر بیگ سے حاصل کی ۔ (نایاب ذکر رضا، ص۔۳۱)

اور آگے ملاحظہ فرمائیں ۔ بچپن ہی میں آپ کے استاد مرزا غلام قادر بیگ اعلحضرت کے بہت شیدائی تھے ۔ اور آپ پر قربان ہوتے تھے ۔ اعلحضرت کے یہ استاد اعلحضرت پر جان چھڑکتے تھے ۔ (سوانح اعلحضرت ص۔۳۰ نسخہ قدیم)

قارئین کرام! اعلحضرت کے استاد صاحب کا آپ پر شیدا ہونا قربان ہونا جان چھڑکنا ، ان الفاظ سے واضح ہو جاتا ہے کہ خان صاحب چار سال ہی کی عمر میں طوائفوں کو

جواب دینے سے پہلے نظر اور سر جھکنے کی تعلیم بھی عملی طور پر مرزا صاحب سے حاصل کر چکے تھے۔ مگر

یہ بات چھپائے چھپ نہیں سکتی
سمجھ گئی ہے اسے ہر طبیعت چالاک
(علامہ اقبال)

زبان درازی

خان صاحب پہلے ہی کریلے کی مثال تھے ماشاء اللہ مرزا صاحب کی شاگردی اختیار کر کے اور بھی نیم چڑھے ہو گئے۔ یہاں تک کہ بزرگوں سے بھی زبان درازی کرنے میں بچپن ہی سے پیچھے نہیں رہے۔ سنئے ایک باصفا کی زبانی۔ حضرت پر نور رضی اللہ عنہ نواب رام پور کلب علی خان (جو شیعہ تھے) کے یہاں گئے۔ نواب صاحب کچھ علمی باتیں پوچھتے رہے۔ اتنے میں فرمایا کہ یہاں مولانا عبدالحق خیر آبادی مشہور منطقی ہیں۔ (جو علم و فضل میں بڑا کمال اور زہد و تقوی کی مثال آپ ہیں۔ آپ ان سے کچھ منطق کی کتابیں پڑھ لیجئے۔ ــــــ اتفاق وقت کہ جناب مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادی بھی تشریف لے آئے۔ جناب نواب صاحب نے اعلحضرت کا تعارف کرایا اور فرمایا کہ باوجود کم سنی اور کم عمری کے ان کی کتابیں سب ختم ہیں۔

(حضرت علیہ الرحمہ نے) دریافت فرمایا کہ منطق میں انتہائی کون کتاب پڑھی؟ اعلحضرت نے فرمایا "قاضی مبارک" یہ سن کر دریافت فرمایا کہ شرح تہذیب پڑھ چکے؟ اعلحضرت نے فرمایا کیا آپ کے یہاں قاضی مبارک کے بعد شرح تہذیب پڑھائی جاتی ہے۔ یہ سوال سیر کا سوا سیر (جواب) پاکر مولانا عبدالحق صاحب

خاموش ہو گئے۔ (حیات اعلحضرت ص۔ ۴۴)

قارئین محترم! یہ عام تجربہ ہے کہ اہل علم ایسے گستاخ و بے ادب سے پھر منھ لگنا ہی گوارہ نہیں کرتے بلکہ خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ اور نادان لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے خاموش کر دیا۔

خان صاحب کی شگفتہ مزاجی

خان صاحب کے رازدار مولوی مسعود احمد اپنی تصنیف "الفاضل البریلوی" میں انکشاف فرماتے ہیں کہ بہت جلد غصہ میں آجاتے تھے زبان کے مسئلے میں بہت غیر محتاط اور لعن طعن کرنے والے تھے۔ فحش کلمات کا کثرت سے استعمال ہوتا تھا۔ بعض اوقات اس مسئلہ میں حد سے تجاوز کر جاتے تھے۔ اور ایسے کلمات کہتے تھے کہ ان کا صدور صاحب علم و فضل سے تو درکنار کسی عام آدمی کے بھی لائق نہ ہوتا تھا۔

(الفاضل البریلوی۔ ص۔ ۱۹۹)

اور ملاحظہ فرمائیں یہی وجہ تھی کہ لوگ ان سے متنفر ہونا شروع ہو گئے بہت سے ان کے مخلص دوست بھی ان کی اس عادت کے باعث ان سے دور ہوتے چلے گئے۔ انہی میں سے مولوی محمد یسین بھی ہیں جو مدرسہ اشاعت العلوم کے مدیر تھے اور جنہیں اعلحضرت اپنے استاد کا درجہ دیتے تھے۔ وہ بھی ان سے علحدہ ہو گئے۔

(حیات اعلحضرت ص۔ ۲۱۱)

ایک اور سنئے۔ ایک سید صاحب جو کچھ دن پہلے تشریف لائے تھے اور اس مکان کو مردانہ پایا تھا پھر کچھ دن کے بعد تشریف لائے (اب وہ مکان زنانہ ہو گیا تھا) اور اس خیال سے کہ مکان مردانہ ہے بے تکلف اندر چلے گئے۔ جب نصف آنگن

میں پہنچے تو مستورات پر نظر پڑی جو خانہ داری کے کاموں میں مشغول تھیں۔ سید صاحب بہت گھبرائے۔ لیکن۔ اس واقعہ کو جناب سید صاحب نے خود مجھ سے بیان فرمایا اور مذاق سے کہا۔ "ہم نے تو سمجھا تھا کہ آج خوب پٹے نکیں۔ مگر ہمارے پٹھان نے وہ عزت کی کہ دل خوش ہوگیا۔

(حیات اعلحضرت، ص۔ ۲۰۸)

معزز قارئین! بریلوی اعلحضرت کی حدت مزاجی کی پھول جھڑیاں تو ہم انشاء اللہ آگے دکھائیں گے لیکن مذکورہ خانگی شہادتوں سے آپ کو بخوبی معلوم ہوگیا کہ پٹھان صاحب کس شگفتہ مزاجی کے مالک تھے۔

سوانح نگاروں کی چالبازیاں

قارئین! بے چارے خان صاحب کے مریدین باصفا اپنے پیر مغان اعلحضرت کی شان کو بلند سے بلند تر کرنے کے لئے رات و دن فرضی قصوں اور بناوٹی واقعات کی عمارتیں قائم کرتے رہتے ہیں۔ جن میں لطف و کرم اور شفقت و مروت کو خاص اہمیت کے ساتھ پیش نظر رکھا جاتا ہے تاکہ قارئین پر اس کا اچھا اثر پڑ کر خان صاحب کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔ اور مریدین کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہو جائے۔ مگر خان صاحب کی گرم مزاجی میں کوئی برودت پیدا نہیں ہوتی۔ اور وہی اپنے معتقدین و خادمین کے ساتھ اسی تند و تیز مزاجی کے ساتھ پیش آکر سوانح نگاروں کے فرضی قصوں کی ساری پول کھول دیتے ہیں۔ لیکن شاباش سوانح نگاروں کو کہ وہ بھی اپنے اعلحضرت کو رحیم و کریم دکھانے کے لئے پوری محنت صرف کر دیتے ہیں اور مایوسی کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ لکھتے ہیں! سادات کرام کی عظمت و توقیر کو اپنی

شان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

ایک دفعہ ایک سید صاحب نے آپ کے دروازہ پر آکر آواز دی کہ "دلواؤ سید کو" یہ سنتے ہی آپ باہر تشریف لائے اور دینی امور کے لئے جو رقم رکھی ہوئی تھی پیش کر دی اور کہا" حضور حاضر ہیں۔

اس میں مختلف قسم کے سکے تھے۔ سید صاحب کچھ دیر انہیں دیکھتے رہے۔ پھر ایک جونی اٹھالی اور فرمایا کہ بس لیجائیے۔ اسی وقت آپ نے خادم سے فرمایا کہ جب سید صاحب تشریف لائیں تو ایک چونی ان کی نذر کر دیا کرو۔ انہیں کہنے کی ضرورت نہ پڑے۔ (نایاب ذکر رضا۔ ص۔ ۴۵)

اس سے بھی آگے سنئے! نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد آپ تشریف فرما تھے۔ حاضرین کا اجتماع کثیر تھا۔ اتنے میں ایک طالب علم مولوی نور محمد جو اس وقت آستانہ عالیہ پر بغرض تعلیم مقیم تھے۔ باہر سے قناعت علی قناعت علی، پکارتے ہوئے سنائی دیئے انہیں فورا بلایا، اور فرمایا سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہو۔ کبھی آپ نے مجھے بھی نام لیتے سنا پھر تاکیدا فرمایا آئندہ اس کا خیال رکھیں۔

" اسی مجلس میں دوران گفتگو فرمایا! قاضی سید کو اگر حد لگائے تو یہ خیال نہ کرے کہ میں سزا دے رہا ہوں بلکہ یہ تصور کرے کہ شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے دھو رہا ہوں۔ (ایضا)

مستزاد یہ کہ:۔ ایک مرتبہ نو دس برس کی عمر کے ایک لڑکے کو امور خانہ داری کے لئے ملازم رکھا، بعد میں علم ہوا کہ یہ سید زادے ہیں۔ اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی نے گھر والوں کو تاکید کی کہ خبردار! صاحبزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے کیوں کہ مخدوم زادے ہیں جس چیز کی ضرورت ہو پیش کر دی جائے اور جس تنخواہ

کا وعدہ ہوا ہے وہ بطور نذرانہ پیش کی جاتی رہے۔ آپ کی زندگی عشق رسول سے عبارت تھی۔ (نایاب ذکر رضاء)

اسی لئے اعلحضرت نے فرمایا کہ

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

امام احمد رضا بریلوی سچے عاشق رسول اور عشق رسول ہاشمی کی ایک پگھلتی ہوئی شمع تھے۔ (سیرت احمد رضا ص۔۸)

"ایک ہمنوا لکھتا ہے "کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو بھی کہتے سنا کہ اعلحضرت قبلہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔ آج کل "شوق کم ہو گیا کے بجائے لطف آ گیا، کر دیا گیا۔ اس کی تفصیلی بحث انشاء اللہ کسی موقع سے آئندہ صفحات پر ذکر کی جائے گی۔ اب تو صرف یہ ملاحظہ فرمائیں کہ مجدد بریلویت میں اتباع سنت کا کتنا خلوص اور عاشق رسول ہونے میں کتنی سچائی تھی۔ اور جب انہیں جنونی کیفیت طاری ہوتی تھی تو سارے عقیدت و عشق کے پندار کو توڑ کر باہر ننگے نظر آتے تھے۔ یقیناً مذکورہ بالا عشق رسول سے بھرے ہوئے واقعات سے آپ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے ہوں گے۔ اب ذرا آگے چلے چلیں۔

آگ ہی آگ

خان صاحب کے مرید خاص جناب محمد حسین صاحب میرٹھی کی زبانی مجدد صاحب کی کہانی سنئے۔ "ایک سال میں نے بریلی میں رمضان المبارک کی بیس تاریخ سے

اعتکاف کیا۔ اعلحضرت نے ۲۶/ تاریخ کو اعتکاف کیا۔ اعلحضرت بعد افطار پان نوش فرماتے تھے چوں کہ پان کے از حد عادی تھے۔ ایک دن شام کو پان آنے میں دیر ہو گئی تقریبا دو گھنٹے کے بعد گھر کا ملازم ایک بچہ پان لایا حضرت نے اس کو اتنی زور سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا اور فرمایا کہ اتنی دیر میں لایا۔ (حیات اعلحضرت ص۔۴۲)

قارئین! یہاں پر ہم آپ کو ہرگز یہ یاد نہیں دلائیں کہ اتباع رسول میں تو رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں ۲۱ تاریخ سے اعتکاف کیا جاتا ہے خان صاحب نے ۲۶ سے کیسے شروع فرمایا۔

لیکن اس واقعہ کو ضرور یاد دلاتے ہیں کہ جب خان صاحب نے فرمایا تھا کہ خبردار صاحبزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے کیوں کہ مخدوم زادے ہیں اور آج اس معصوم و مظلوم مخدوم زادے کو محض اپنی خواہش نفس کی تکمیل میں (جس کی تخلیق بھی بقول مجدد صاحب کے نور سے ہوئی) اس زور کا تھپڑ رسید کیا جاتا ہے کہ بے چارہ غریب اس کی تاب نہ لاکر زمین پر گر پڑتا ہے۔ خان صاحب کی شفقت کا آپ نے یہ پہلا نمونہ دیکھا آگے مزید مشاہدہ فرمائیں۔

صدائے احتجاج

خان صاحب کے اس ظالمانہ رویہ پر ایک صحابی رسول احتجاج کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو خانصاحب نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے تعلق رکھنے والے معصوم سے بچہ کے ساتھ کیا وہ سراسر ظلم ہے۔

■ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ فراخ دل، نرم طبیعت، خاندانی لحاظ سے سب سے زیادہ محترم تھے۔ اپنے اصحاب کرام سے الگ تھلگ

نہ رہتے تھے۔ بلکہ ان سے پورا میل جول رکھتے تھے ان سے باتیں کرتے تھے ان کے بچوں سے بھی باتیں کرتے تھے ان کے۔ بچوں کے ساتھ خوش طبعی اور خوش مزاجی کے ساتھ پیش آتے تھے۔

(میں خان صاحب کی زیادتی پر احتجاجا کہتا ہوں) کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی آپ نے کبھی اف بھی نہیں کہا۔ اور نہ یہ فرمایا کہ فلاں کام تم نے کیوں کیا اور فلاں کام تم نے کیوں نہیں کیا۔

(انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بلکہ اپنی زندگی کا اس سے بھی عجیب واقعہ سناتا ہوں!

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کسی کام سے بھیجا میں بچہ ہونے کے سبب بچوں کے ساتھ کھیل میں لگ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر انتظار کرنے کے بعد وہ کام خود کر لائے۔ جب مجھے معلوم ہوا بڑی پشیمانی ہوئی (انس)

اور آج آل رسول سے نسبت رکھنے والے نور نظر کو محض اپنی عادت خبیثہ کی تسکین کے لئے زور کا تھپڑ مار کر پوچھا جاتا ہے کہ اتنی دیر میں لایا جب کہ لانے والے کی غلطی بھی نہیں بلکہ بھیجنے والے کی غلطی ہے کہ اس نے اتنی دیر میں کیوں بھیجا۔ آج ہم کو معلوم ہو گیا کہ اتباع رسول اور عشق رسول کا دعوی بناوٹی ہے اور اس کے پس پردہ اپنی خواہشات کی تسکین ہے۔ فقط (انس)

صاحبزادے صاحب نو دو گیارہ

اللہ بھلا کرے جناب محمد حسین صاحب میرٹھی کا کہ انہوں نے اس راز کا انکشاف فرما دیا ورنہ خان صاحب کے نمک خواروں نے تو اس واقعہ میں خود سیدزادے ہی

کو موردِ الزام ٹھہرانے کی کوشش کی خائن اقبال احمد رضوی لکھتا ہے۔

" صاحبزادے کی حسب الارشاد تعمیل ہوتی رہی کچھ عرصہ کے بعد صاحبزادے صاحب خود ہی تشریف لے گئے۔ (کرامات اعلیٰحضرت ص ۶۹)

جناب میرٹھی صاحب نے یہ تماشہ تو پہلی مرتبہ دیکھا تھا لیکن نہ جانے صاحبزادے صاحب مجدد صاحب کی زیادتی کب سے سہہ رہے ہوں گے۔ جب انتہا ہو گئی تو راہ فرار ہی میں اپنی خیریت سمجھی۔

صاحبزادہ کے نام ایک خط

میرے دوست! میں تمہارا غمگسار زید بن حارثہ ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم خان صاحب کے یہاں سے ان کی بیجا زیادتیوں سے پریشان ہو کر چلے آئے ہو۔ مجھے بھی یقین ہے کہ اگر ان کے اندر اخلاق عفو و درگذر نام کی کوئی چیز ہوتی تو تم وہاں سے ہرگز ہرگز نہ آتے جیسے میں نے اپنے والد محترم کے اصرار کے باوجود حضور پاک علیہ السلام کا دامن رحمت چھوڑنا گوارہ نہ کیا۔

میرا واقعہ یوں ہوا تھا!

" کہ میں زید بن حارث ظلما دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہو کر غلاموں کی حیثیت سے بازار میں بیچ دیا گیا تھا۔ ام المومنین حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی نے خرید کر حضرت خدیجہ کو تحفہ میں دیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا سے لے کر مجھ کو آزاد کر دیا۔ ایک زمانہ کے بعد میرا باپ حارث میرے فراق میں روتا پیٹتا میری جستجو میں مکہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ یہ میرا نور نظر ہے آپ اس کے بدلہ میں جتنا مال سونا چاہیں

لے لیں اس کو میرے حوالے کر دیجئے میں عمر بھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان مند رہوں گا۔ میں یہ باتیں اندر بیٹھا سن رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو آواز دی میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ہیں تمہیں لینے کے لئے آئے ہیں چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ اور چاہو تو میرے پاس رہو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمدلی اور محبت و شفقت میرے پاؤں کی زنجیر بن گئی۔ اور میں نے اپنے باپ کے ساتھ جانے سے صاف انکار کر دیا۔

(زید بن حارث)

بھرم کھل جائے ظالم تیرے قامت کی درازی کا

(غالب)

ایک اور مظلوم کی سرد آہیں

قارئین! ایک صاحب مجدد بریلوی کی خدمت میں بڑی خوش عقیدگی کے ساتھ حاضر ہوئے اور اس فرط مسرت میں ذرا قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ اور نادانی میں کچھ لغزش ہو گئی۔ غریب کو وہ لتھیڑا اور اس زبان میں لیتھڑا کہ جس کے فحش الفاظ زیر قلم لانا کسی شریف انسان کے لئے کسی طرح بھی روا نہیں۔ جب اس نے کچھ تحائف پیش کئے تو اس تحائف نے بھڑکتی آگ پر فائر بریگیڈ کا کام کیا۔ اس کے بعد بڑے معصومانہ انداز میں یوں معذرت خواہ ہوئے۔

"معاف فرمائیے غصے میں ایسے الفاظ نکل گئے تھے۔

(ملفوظات چہارم۔ ص۔ ۳۷)

زخموں کی ٹیس

قبل اس کے کہ ہم خاں صاحب کے اخلاق کریمہ مزید آپ کے سامنے پیش کریں بہتر ہوگا کہ بریلوں کے اندرون خانہ کے باہم مشوروں سے بھی آپ کو آگاہ کردیں۔

سید ظہیرالدین خاں قادری بریلوی برکاتی، نوری، رضوی، درجنوں القاب و آداب سے لدے پھندے اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔ "انوار رضا کے مؤلف کاش ناقد بننے کے لئے ایک مزید شہادت پیش نہ کرتے کہ اعلحضرت بہت تیز مزاج تھے۔ (بلکہ اس کی جگہ رحمدل کر دینا چاہئے تھا) یہ عبارت معترضین کو ایک اعلی ہتھیار فراہم کر رہی ہے۔ پھر مقدمہ مقالات رضا میں اس سے بھی زیادہ مضربات لکھی گئی کہ آپ (اعلحضرت) مخالفین کے حق میں سخت تند مزاج واقع ہوئے تھے اس سلسلے میں شرعی احتیاط بھی ملحوظ نہ رکھتے تھے۔ (اس کو بدل دینا چاہئے)

پھر اس سے بھی زیادہ خطرناک ایک عبارت اور ہے۔

کہ اعلحضرت نے مولانا عبدالحق صاحب (خیر آبادی) سے منطقی علوم سیکھنا چاہے لیکن وہ انہیں بڑھانے پر راضی نہ ہوئے کیوں کہ احمد رضا مخالفین کے خلاف نہایت سخت زبان استعمال کرنے کے عادی ہیں۔

حضرات قارئین! یہ تھے بریلویوں کے باہم مشورے اور دکھتے ہوئے زخم کی ایک جھلک آئندہ ہم ان کی کتابوں کے عکس ہی آپ کی مزید تسکین کے لئے پیش کر دیں گے۔

دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج
بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی

خان صاحب کی رحم دلی

ناظرین کرام! خان صاحب کو جہاں انسان اور انسانیت سے طبعی طور پر بیزاری رہی وہیں کتوں سے کتنی محبت اور ہمدردی رہی اس کا تفصیلی جائزہ تو ہم انشاء اللہ آئندہ مستقل عنوان قائم کر کے لیں گے یہاں صرف موصوف کی انسانیت کے ساتھ ہمدردی دیکھتے چلیں۔ فرماتے ہیں کہ "اگر آدمی کے پاس ایک پیاس کا پانی ہو اور جنگل میں ایک کتا اور ایک کافر (دیوبندی) شدت تشنگی سے جاں بلب ہو تو کتے کو پلا دے کافر (دیوبندی) کو نہ دے۔ (ملفوظات اول ص۔۱۰۷)

مزید:- ذرا سی اعانت کافر کی کرنا حتی کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان (یعنی بریلوی) بتادے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقہ مقبولیت منقطع کر دیتی ہے۔ (ایضا)

تیرے شعلے میں ہے سرکشی و بے باکی
(علامہ اقبال)

مجدد صاحب کے اخلاق کریمہ

قارئین! انسان کا اخلاق اس کی ذہنیت و مزاج کا عکاس ہوا کرتا ہے اگر اس میں عمدگی و شائستگی ہے تو وہ اس کو کو شرف انسانیت کے بلند مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے اور اگر اس میں فساد و درشتگی ہے تو وہ اس کو دائرہ انسانیت سے بھی خارج کر دیتا ہے۔ آئیے! اب اس کسوٹی پر مجدد بریلوی کو بھی پرکھ لیں کہ وہ کہاں تک پورے اترتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت ننھے میاں نے (اعلحضرت کے بڑے بھائی) آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حیدر آباد دکن سے ایک رافضی صرف آپ کی زیارت کے لئے آیا ہے۔ ابھی حاضر خدمت ہوگا۔ آپ تالیف قلب کے لئے اس سے بات چیت کر لیجئے گا۔ دوران گفتگو وہ رافضی بھی آگیا۔ حاضرین مجلس کا بیان ہے کہ اعلی حضرت اس کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوئے۔ یہاں تک کہ ننھے میاں نے اس کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اعلی حضرت کے گفتگو نہ فرمانے سے اس کو بھی کچھ بولنے کی جراءت نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ننھے میاں نے (چوں کہ بڑے تھے) اعلحضرت کو سناتے ہوئے (طنزا) کہا کہ اتنی دور سے وہ صرف ملاقات کے لئے آیا تھا۔ اخلاقا توجہ کر لینے میں کیا حرج تھا؟

حضور اعلحضرت نے جلال کی حالت میں ارشاد فرمایا کہ میرے اکابر و پیشوا نے مجھے یہی اخلاق بتایا۔ (سیرت احمد رضا ص ۴۴)

بھائیو! اب ذرا تلاش یہ کرنا ہے کہ موصوف بریلوی صاحب کے اکابر و پیشوا کون ہیں؟ لیجئے یہ مل گئے ان کے پیشوا! مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا بھائی!

" خود احمد رضا کا بیان ہے کہ " ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز سر سے داہنی آنکھ میں اتر آئی۔ یہاں تک کہ ایک ڈاکٹر اس زمانہ میں علاج چشم میں بہت سربر آوردہ تھا۔ میرے استاد محترم جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے (غلام احمد قادیانی کا بھائی) اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے۔ (سیرت احمد رضا۔ ص۔ ۱۴)

ایک دوسرا واقعہ بھی خود بریلوی صاحب ہی کی زبان سے سنئے۔

ایک بار علی گڑھ سے ایک شخص اپنا بیگ وغیرہ لئے آیا۔ اس کی صورت دیکھ کر

میرے قلب نے کہا یہ رافضی ہے۔ دریافت کئے پر معلوم ہوا کہ واقعی وہ رافضی ہے ۔کہا کہ میں اپنے مکان کو لکھنو جاتا تھا۔ راستہ میں صرف آپ کی زیارت کے لئے اتر پڑا۔ کیا آپ بریلویوں کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے یہاں مجتھدین میں نے التفات نہ کیا۔ غرض وہ رافضی مجھے اپنی طرف مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف منھ پھیر لیتا تھا۔ آخر اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک صاحب شاکی (شکایت کی) بھی ہوئے کہ وہ اتنی مسافت طے کر کے (صرف آپ کی زیارت کے لئے آیا تھا) آپ نے قطعی التفاق نہ فرمایا۔ (ملفوظات اول ص ۲۱۱)

حضرت والد ماجد کے زمانہ حیات میں دہلی کا ایک واعظ حاضر ہوا۔

اور اس وقت مولانا عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے۔ اسماعیل دہلوی اور وہابیہ پر بڑے شد و مد کے ساتھ دیر تک لعن طعن کی۔ اور اس نے اپنے سنی ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا میرے بچپن کا زمانہ تھا جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنا خیال حضرت کی خدمت میں ظاہر کیا کہ مجھے تو یہ پکا وہابی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے دن شام کو پھر حاضر ہوا میں نے اسے مسائل وہابیت میں چھیڑا ثابت ہوا کہ پکا وہابی (اہلحدیث) ہے دفع کر دیا گیا۔ (ملفوظات اول ص ۱۱۱)

میں باہر تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے گلی میں سے ایک عربی صاحب آتے نظر آئے۔ قریب آئے آکر بیٹھے میں نے نام پوچھا کہا عبدالوہاب مقام پوچھا کہا نجد اب تو میں کھٹکا میں نے اس سے مسائل متعلقہ وہابیت پوچھے اتنا اشد وہابی نکلا کہ یہاں کے وہابی اس کی شاگردی کریں۔ بالآخر میں نے اسے دفع کیا وہ خائب و خاسر دفع ہوا۔

(ملفوظات اول ص۔ ۱۱۲)

قارئین محترم! بہت ہی غور کرنے کا مقام اور سنجیدگی کی ضرورت ہے کہ ملک عرب

کا باشندہ بریلی شریف میں کیا دھنیا لینے آیا تھا۔ یہ پورا واقعہ اس بات کا ثبوت فراہم کر رہا ہے کہ مولوی صاحب کا اگر خود ساختہ واقعہ نہیں ہے تو پھر کوئی بریلی شریف ہی کا مسخرہ خان صاحب کی تند مزاجی وکج روی سے لطف اندوز ہونے کے لئے تھوڑی کو ایسی دلگی کرنے لگا ہوگا کہ بیچارے خان صاحب سوال کریں وہ اس کا الٹا ہی جواب دے۔ کیوں کہ عام مشاہدہ ہے کہ گاؤں اور دیہاتوں میں جو شخص جس چیز سے جڑتا ہے مثلاً کوئی کریلے سے جڑتا ہے کوئی بینگن سے جڑتا ہے۔ تو اس کو گاؤں کا نوجوان طبقہ کچھ زیادہ ہی پریشان کرتا ہے۔ خان صاحب کی اسی تند مزاجی پر طنز کرتے ہوئے فراق گورکھپوری کہتا۔

ہم اسے منھ سے برا تو نہیں کہتے کہ فراق
دوست تیرا ہے، مگر آدمی اچھا بھی نہیں

(فراق گورکھپوری)

اللہ کے رسول خان صاحب نہ تھے

قارئین! ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس پر ایک کافر آیا آپ نے بڑے حسن اخلاق کے ساتھ مہمان نوازی فرمائی ساتھ ہی شب کو قیام کا انتظام بھی فرمایا۔ مگر وہ کچھ نیک نیتی سے حاضر نہیں ہوا تھا چنانچہ رات کا کھانا اس نے اس نیت سے اتنا کھایا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ بھوکے رہیں۔ پچھلی رات کے وقت اس کے پیٹ میں گرانی ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد قضائے حاجت کی ضرورت پڑی۔ شرمندگی کی وجہ سے کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے حجرہ ہی میں وہ بھی بستر پر غلاظت پھیلادی اور صبح ہونے سے پہلے ہی چل کھڑا

ہوا۔ اتفاق کی بات کہ اس جلد بازی میں اس کی تلوار جو بڑی قیمتی تھی یہیں رہ گئی۔ صبح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مہمان کی خیریت دریافت کرنے کے لئے تشریف لائے تو یہ کیفیت دیکھی۔ آپ نے نجاست کو خود اپنے دست مبارک سے صاف فرمانا شروع کر دیا۔ کافر مہمان کو اپنی عمدہ قیمتی تلوار کے چھوٹ جانے پر بڑا افسوس ہوا چارو ناچار واپس آیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے پخانہ دھوتے جاتے ہیں اور خود ہی پانی بھی ڈالتے جاتے ہیں۔ جب آپ نے مہمان کو آتے دیکھا تو آپ نے فرمایا تم کہاں چلے گئے تھے تمہاری تلوار تو یہیں چھوٹ گئی تھی۔ اٹھالو اس کو۔ آپ کے اس اخلاق حسنہ کو دیکھ کر وہ فورا مسلمان ہو گیا۔ (خان صاحب جی)

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تجھے پاس نہیں
(علامہ اقبال)

یہ مسائل تصوف یہ تیرا بیاں غالب

خان صاحب کا ایک ہمنوا لکھتا ہے کہ علم تصوف کے ساتھ ساتھ امام موصوف (احمد رضا) تصوف کے عملیاتی میدان کے بھی شہوار ہیں۔ ایسا نہیں کہ علوم تصوف کے دریا تو بہائے مگر خود کچھ نہ کر سکے۔ نہیں نہیں بلکہ تصوف کے وہ تمام مراحل جس سے گذر کر ایک صوفی در حقیقت صوفی بنتا ہے وہ سب کے سب امام احمد رضا نے طے کئے تھے۔ (افکار رضا ص ۶۔۷)

قارئین! آئیے اور ذرا پردہ ہٹائیے اور دیکھئے کہ احمد رضا نے تصوف کے کتنے

مراحل طے کئے۔ اس کی گواہی نور المصطفےٰ بریلوی دے رہے ہیں۔

"آپ اکیس سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کی معیت میں سید الواصلین حضرت سیدنا شاہ آل رسول مارہری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ رشد کامل نے تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت اعلحضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرید ہوتے ہی عطاء کی۔ (نایاب ذکر رضا ص۔ ۴۰)

اب سن لیجئے کہ مرشد کامل نے بیعت کرتے ہی اجازت و خلافت کیسے دے دی؟ پیر کامل موصوف کے اخلاق حمیدہ سے اچھی طرح واقف تھے اور خوب جانتے تھے کہ اگر میں نے اس کو اپنی صحبت میں رکھ کر سالہا سال کے مجاہدے کرائے تو یہ مرید باصفا ان کی تاب نہ لا سکے گا اور نتیجہ وہی ہوگا جو حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی کے ساتھ ہوا تھا۔ اور پھر وہ اپنی تربیت و اصلاح کی فکر سے زیادہ میری اصلاح و تربیت کی فکر میں رہے گا۔ لہذا آپ نے اپنے اخلاق عالیہ پر خاں صاحب کی ستم ظریفی کا چھینٹا پڑنے سے پہلے ہی اپنا دامن بچالیا اور خلافت و اجازت دے کر دفع کیا۔ اس طرح خاں صاحب اپنی ان عادات کی بنا پر جنکو آپ ملاحظہ فرماچکے اسلئے اصلاح و تصوف کے وہ تمام مراحل طے کرنے سے محروم ہی رہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں صوفی بننے کے لئے کم از کم اسی سال کے مجاہدات درکار ہوتے ہیں۔ (ملفوظات ص۔ ۸)

غوث پاک کی خان صاحب کو نصیحت

غوث پاک فرماتے ہیں "اے وہ شخص جس نے صوفی بننے کے لئے صوف پہن رکھا ہے اول اپنے باطن کو صوف پہنا اس کے بعد اپنے قلب کو پھر نفس کو پھر اپنے بدن کو زہد کی ابتداء اسی جگہ سے ہوا کرتی ہے نہ کہ ظاہر سے" (خطبات غوثیہ ۲۴ ر مجلس)

قارئین! اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت پیران پیر کی اس سنہری اور قیمتی نصیحت پر

مجدد صاحب کہاں تک عامل ہوتے ہیں۔ اور اس کو کتنی اہمیت دے کر اپنی زندگی میں رائج کرتے ہیں۔ اجازت و خلافت ملتے ہی خان صاحب کو کیا سوجھی انہی کی زبان سنئے۔

سنت معاف نفل صاف

خان صاحب! اب تو بحمدللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ ایسے شخص کو سنتیں بھی معاف ہیں۔ لیکن الحمدللہ سنتیں تو کبھی نہ چھوڑیں البتہ نفل اسی وقت سے چھوڑ دیئے۔ (ملفوظات ج چہارم، ص۔ ۵۰)

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
بہانہ ہے بے عملی کا بنی شراب الست
(علامہ اقبال)

فقہائے کرام میدان عمل میں

قارئین کرام! خان صاحب نے حضرات فقہائے کرام پر یہ کہہ کر "ایسے شخص کو سنتیں بھی معاف ہیں" ایسا اتہام باندھا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ ابھی فوراً ہم آپ کی ایک ایک امام وقت فقیہ امت سے ملاقات کراتے ہیں آپ ان کی عملی زندگی کا بغور مشاہدے کرتے چلیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دن بھر میں پانچ سو رکعات نفل پڑھا کرتے تھے۔ (سیرت النعمان، تذکرۃ الاولیاء، ص۔ ۴،)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ باوجود اپنے علمی مشاغل کے جو سب کو معلوم

ہے اور علاوہ قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) ہونے کے پھر بھی تین سو رکعات نفل پڑھنے کا ہر روز معمول تھا۔ (فضائل نماز ص ۶۵)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو فقہ کے مشہور امام ہیں دن بھر مسائل میں مشغول رہنے کے باوجود ہر روز رات و دن میں تین سو رکعات نفل پڑھنے کا معمول تھا۔ (اقامۃ الحجہ)

ایک دوسری جگہ یوں لکھا ہے کہ آپ تین سو رکعات نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔ اور جب بادشاہ وقت نے آپ کو کوڑے لگوائے تو ڈیڑھ سو رہ گئیں تھیں اس وقت آپ کی عمر شریف اسی برس تھی۔ (ایضاً)

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ روزانہ ایک ہزار رکعات نفل پڑھا کرتے تھے۔ تہجد کبھی سفر و حضر میں ناغہ نہیں ہوئی۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت ہناد ایک محدث ہیں ان کے شاگرد کہتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ ہمیں صبح کو سبق پڑھاتے رہے اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر زوال تک نفلیں پڑھتے رہے پھر دوپہر کو گھر تشریف لائے۔ تھوڑی دیر بعد پھر آکر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ مغرب ہوگئی بعد مغرب میں چلا آیا۔ میں نے ان کے ایک پڑوسی سے تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ستر برس سے انکا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھوں گے اور بھی تعجب کرو گے۔ (اقامۃ الحجہ)

حضرت ابو عتاب سلمی چالیس برس تک رات بھر سجدہ کی حالت میں روتے تھے۔ اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے (یہ بھی نفلی عبادت ہی تھی)

حضرت پیران پیر قطب ربانی شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ باوجود تدریسی مشغولیت اور دیگر امور دینیہ کے ہر روز سات سو رکعت نفل اور ایک ہزار درود شریف کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے، جوان کی زندگی بھر کا معمول رہا۔ (دیکھئے سیرت غوث)

قارئین! خان صاحب اپنے کو خدا جانے کس مقام و مرتبہ پر سمجھتے تھے کہ ان کو نفل تو نفل سنت بھی معاف ہو گئی تھی۔ براہ کرم آپ ذرا خان صاحب سے اس فقیہہ صاحب کا نام تو پوچھ لیں جس نے خان صاحب کے لئے سنت بھی معاف فرما دی تھی۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ خود وہ نام خان صاحب کے علاوہ کسی کا نہ ہوگا۔

فقیہ شہر بھی رہبا نیت پر ہے مجبور
کہ معرکہ میں شریعت کے جنگ دست بدست

(علامہ اقبال)

امام غزالی کی خان صاحب کو نصیحت

"اگر تیرا متمرد (سرکش) نفس عبادت خود نہیں کر سکتا تو ان مرٹنے والوں کے احوال میں غور کر، اور یہ غور کر کہ ان اکابر کا اقتداء اور ان بزرگوں کی جماعت میں شامل ہونا بہتر ہے جو دین کے حکیم اور آخرت میں بصیرت رکھنے والے عقل مند تھے یا اپنے زمانہ کے بے وقوفوں کا اقتداء بہتر ہے جو دین سے غافل اور آخرت سے بے فکر ہیں؟ ایسا ہرگز نہ کر کہ عقل مندوں کا اتباع چھوڑ کر بے وقوفوں کا اتباع کرے۔

قارئین! کیا آپ کو یقین ہو گیا کہ خان صاحب ان حضرات ربانیین کی قیمتی نصیحتوں پر عمل کر لیں گے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ خان کی شخصیت کے سامنے سب بے

سود اور اپنے سابقہ فتویٰ "سنت معاف" ہی پر اٹل۔ ملاحظہ فرمائیں!

شیخ کے عمل کے سامنے سنت کوئی چیز نہیں

قارئین! بریلوی شریعت کے فتوے ملاحظہ فرماتے چلیں۔

عرض! شیخ سے کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف سنت ہے تو اس سے پھر جانا کیسا ہے ؟

ارشاد: محرومی اور انتہائی گمراہی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

ے سجادہ رنگین کن گرت پیرمغان گوید
کہ سالک بے نہ بود زراہ و رسم و منزلہا

یعنی! پیرو مرشد اگر آپ کو شراب پینے کو کہے تو شراب پی لو کیوں کہ سالک راستہ کے نشان سے بے خبر اور ناواقف نہیں۔ یہ ہے بریلویت جب کہ قرآن کریم کی صاف تعلیم اس کے مقابلہ میں یہ ہے۔ یاایھاالذین آمنو انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبواہ لعلکم تفلحون ۔ "اے ایمان والو شراب، جوا اور پانسے سب گندے اور شیطانی عمل ہیں ان سے بچتے رہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔ (سورہ انعام)

۔ یہ مسائل تصوف یہ تیرا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

بریلی میں شرابی پیروں کی بہار

اس فتوے کے بعد شرابی پیروں کی کیسی بہار آئی ایک بریلوی ان الفاظ میں نقشہ

کھینچتا ہے کہ (بریلی میں) آج جاہل پیروں کی گرم بازاری کا یہ عالم ہے کہ ہر گلی اور موڑ پر پیر مست قلندر کوئی گانجہ کوئی بھانگ کوئی ہیروئن کوئی چرس کوئی افیون کوئی شراب کے نشے میں مست و وحشت نظر آتا ہے۔ نماز کی پابندی نہیں انتہا یہ کہ یہ جہلا جب نشہ میں مدحوش ہوتے ہیں تو حق الاھو کی ضرب لگاتے ہیں۔ شرع کا دامن ہاتھ سے چھوٹا ہوا شیطان پورے طور پر سوار آنکھیں پورے طور پر سرخ کوئی مرید گذرا یہ کیفیت دیکھی تو کہتا ہے کہ بابا پہنچے ہوئے ہیں۔ (افکار رضا۔ ص۔ ۸۶)

قارئین! بتائیے یہ سب خان صاحب کے فتوی کا کرشمہ نہیں تو کیا ہے؟ اب ذرا خان صاحب کی راتوں کی عبادات کا منظر بھی دیکھئے۔

مجدد بریلوی کی شب بیداری

شب بھر سونے ہی سے غرض تھی
تاروں نے ہزار دانت پیسے

(حدائق بخشش، ص۔ ۶۴)

قارئین! معلوم ہوتا ہے بھنگ کھا کر سوتے تھے۔ تہجد کی کبھی توفیق نہ ہوئی۔ ہوتی ہی کیسے سنت ہی سے پیچھا چھڑا لیا تھا یہ تو نفل ہی ٹہری۔ ثبوت یہ بتاتے ہیں کہ اس مجدد کی زندگی پر نہ صرف تاروں نے ہی دانت پیسے بلکہ یاروں نے بھی ضرور دانت پیسے ہوں گے۔ تف ہے ایسی زندگی پر۔

ایک تابعی کا بریلوی پر طنز

احمد بن حرب کہتے ہیں کہ تعجب ہے اس شخص پر جس کو یہ معلوم ہے کہ آسمانوں پر

اس کے لئے جنت کو آراستہ کیا جارہا ہے اس کے نیچے جہنم کو بھڑکائی جارہی ہے ان دونوں کے درمیان اس کو نیند کیسے آتی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء۔ ص)

پیروں کی مکاریاں

آج کل پیر جی ایسے بہت مکار ہیں
چال بازی مکر سازی میں بڑے ہوشیار ہیں
چھوڑ کر صوم و صلواۃ بے خطر حج و زکوۃ
دے زناکاری میں مجوّز ہیں سرشار ہیں
آج کل جتنی خرابی دین و مذہب میں ہے
اس کے بانی و مبانی بس یہی بدکار ہیں
کہتے ہیں مریدوں سے ہمیں سجدہ تعظیمی کرو
قتل کے قابل ہیں یہ، اور مستحق دار ہیں
پیر ایسوں کو نہ ہرگز بنانا چاہئے
فاسق و فاجر ہیں یہ، شیطان کے برخوردار ہیں

(مجموعہ گلدستہ گلاب کا پھول۔ ص۔ ۷۶)

حجروں کے اندر گرم بازاری

قارئین محترم! بریلوی مجدد صاحب عیاشی کا راستہ صاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حضرت سید عبدالوہاب اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ حضرت سید احمد کبیر بدوی کے مزار پر بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا ہے آپ اس مجمع میں چلے آرہے تھے کہ ایک تاجر کی کنیز پر آپ کی نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔

الاولی لك و الثانیته علیك ۔ مطلب پہلی نظر پڑ جانے پر کوئی گناہ نہیں دوسری پر گناہ ہے ۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آ گئی ۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے (سید احمد کبیر نے قبر ہی سے) ارشاد فرمایا عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے ؟ عرض کی ہاں! اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے ۔ ارشاد فرمایا اچھا وہ کنیز ہم نے تم کو ھبہ کی ۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ھبہ مجھ کو فرما رہے ۔ معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی خادم کو اشارہ ہوا انہوں نے آپ کی نذر کر دی ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کاہے کی ہے فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو ۔ (ملفوظات سوم، ص ۔ ۲۹)

قارئین کرام! اگر کبھی اتفاقیہ یا بالا رادہ آپ کا کسی آستانہ مزار پر جانا ہوا ہو ۔ تو آپ نے اس سے متصل بہت سے کمرے بنے ہوئے دیکھے ہوں گے اور یقیناً آپ کے ذہن میں یہ سوال بھی پیدا ہوا ہو گا کہ کس مقصد کے لئے ہیں تو آج آپ کو ان حجروں کا صحیح مصرف بھی معلوم ہو گیا ۔

مرید کی بیویاں خان صاحب کی باندیاں

خان صاحب نے عیاشی کو فروغ دینے کے لئے ایک فتوی جاری کیا " کہ مرید کی بیویاں پیر کے لئے باندیوں کے حکم میں ہیں اور اس فتوے پر عمل اپنے اہل خانہ سے کرایا ۔ خان صاحب کے کوئی پیر غلطی سے ان کے زنان خانہ میں چلے گئے ۔ ان کو بہت ندامت ہوئی ۔ مگر خان صاحب فوراً حاضر ہوئے اور دست بدست عرض کی ۔ "

حضرت یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں آپ آقا و مالک اور آقا زادے ہیں معذرت کی کیا حاجت میں خود سمجھتا ہوں۔ حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں۔ غرض بہت دیر تک سید صاحب کو وہیں بٹھا کر ان سے بات چیت کی، پان منگوایا ان کو کھلایا۔

(حیات اعلحضرت، ص۔ ۲۰۷)

نوٹ: صحیح ہے کچھ پانے کے لئے پہلے کچھ کھونا پڑتا ہے۔

مرید کی بیوی کے پاس بغیر اجازت

قارئین! خدا را آپ وہاں تک نہ جائیے یہیں سے نظارہ کر لیجئے احمد رضا لکھتا ہے۔

سیدی احمد سلجاسی کے دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ (یہ وہ عبدالعزیز دباغ نہیں ہیں جن کا تذکرہ شراح حدیث میں ملتا ہے) نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی، یہ نہیں چاہیے تھا۔ عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی سونے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا کہا ہاں! فرمایا اس پر میں تھا۔ (ملفوظات دوم، ص ۵۴)

قارئین کرام!

یہ ہیں ان بدبختوں کی کھلی عیاشیاں کہ اپنے گھر اور اپنی بیویوں کو چھوڑ کر غیروں کے گھروں میں تانک جھانک کرتے پھرتے ہیں براہ کرم اگر آپ بریلویت سے تعلق رکھتے ہیں تو ذرا آپ بھی خلوت کے وقت اپنی آس پاس کی چارپائی پر دیکھ لیا کیجئے کہ کوئی سر پھرا پیر تو نہیں لیٹا۔ جو غیرت ایمانی سے محروم آپ کی ہم بستری کا نظارہ کر رہا ہو۔

آستانۂ کرامات

قارئین محترم! آئیے اب ہم آپ کو لندن لے چلتے ہیں جہاں ایک بریلوی پیر کی کرامتیں دکھائیں گئے۔ ان عیار پیروں کی ایک چال بازی یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ اپنے نام کسی ولی محدث کے نام پر اپنے نام رکھتے ہیں تاکہ خوب اچھی طرح اس کے پس پردہ ان کاروبار چلے جیسا کہ ابھی آپ نے دیکھا کہ شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے عوام کو دھوکہ دینا چاہا جب کہ یہ کوئی اور عبدالعزیز تھے جو بریلویوں کے پیشوا سمجھے جاتے ہوں گے مگر محدث کبیر کی طرف اس واقعہ کو منسوب کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اسی طرح آگے بھی مشاہدہ فرمائیں گے۔

بریلویوں کے پیر طریقت رہبر ملت پیشوائے شریعت (بریلویہ) بزرگ بے نوا غلام رسول المعروف الفتح چشتی کراچی سے انگلینڈ تشریف لائے۔ وہاں پر آپ کو علامہ، پیر طریقت، صوفی اعظم جیسے القاب و آداب سے نوازا گیا۔ آپ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بے حد مداح تھے۔ اسی بناء پر ان کے مشن اور شریعت کے پرچار کرنے والے تھے۔ آپ نے روزنامہ جنگ میں اس مشن اور ان کی شریعت کی تشہیر کے لئے بے حد بیانات جاری فرمائے۔ انہی پیر صاحب نے ابتداء ساؤتھ ہال لندن میں ایک عالیشان مکان کرائے پر لیکر اسے آستانہ کرامات کا نام دیا۔ پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے کمزور ایمان مردوں اور ضعیف الاعتقاد عورتوں کا چوبیس گھنٹے میلہ لگا رہنے لگا۔ جوان لڑکیوں کو خود ان کے والدین روحانی عمل کے لئے لاتے اور پیر صاحب ان کو اپنی عیاش گاہ میں لے جاکر اپنی کرامات سے خوب عملی طور پر مستفیض فرماتے۔ اس پر طرہ یہ کہ اس گھناؤنے عمل کو خود پیر صاحب ویڈیو ٹیپ میں محفوظ

فرمالیتے ۔ اسی طرح عورتیں اور نوخیز لڑکیاں آتی رہیں اور پیر صاحب کی کرامات دیکھتی رہیں۔ پیر صاحب کی بد قسمتی کہئے کہ انہی میں ایک پندرہ سالہ طالبہ بھی تھی۔ جب وہ بھی پیر صاحب کے ہتھے چڑھی اور پوری کرامات سے اچھی طرح آشنا ہو گئی تو گھر جاکر اس مظلومہ نے اپنی داستانِ الم اپنے والد کو سنائی۔

پہلے تو والد پیر کی محبت و عقیدت میں ڈوبے ہوئے بیٹی کو سمجھاتے رہے کہ بزرگوں اور پیروں کے بارے میں ایسی باتیں نہیں کہی جاتی لیکن بیٹی کا اصرار رہا اور غم و غصہ کا اظہار رہا۔ شدہ شدہ یہ خبر عام ہوتی گئی اور دیگران عورتوں کو بھی پہنچی جو اس سے قبل پیر صاحب کی ہوس رانی کا شکار ہو چکی تھیں۔ وہ سبھی پیر طریقت کے خلاف میدانِ انتقام میں آنکلیں۔

پولیس کو اطلاع کر دی گئی پیر صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ باآلآخر عدالت نے رنگے ہاتھوں ویڈیوں کی واضح شہادت کی کی بناء پر مجرم قرار دے کر گیارہ سال قیدِ بامشقت کی سزا سنائی۔

یہ ساری روداد وہاں کے انگریزی اخباروں میں شائع ہوتی رہیں اور ہر روز اخبار کے ہرورق اس عنوان پر ایک نئی سرخی دکھائی پڑتی۔ چند سرخیاں آپ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

۱۔ غلام رسول چشتی کے خلاف عصمت دری کے مقدمہ کی سماعت

(روزنامہ جنگ لندن ۴ / جنوری ۱۹۹۱)

۲۔ ایک خاتون کا بیان! میں بچے کے حصول کے لئے چشتی سے مباشرت پر مجبور تھی۔ میرے منع کرنے پر اس نے مجھے بیٹی کہہ کر مخاطب کیا اور کہا کہ میں پیر ہوں (ایضا)

۳۔ یہ صحیح ہے کہ غلام رسول چشتی نے زبردستی میری آبرو ریزی کی اور چشتی نے مجھے بتایا کہ مجھ پر جنوں اور بھوتوں کا اثر ہے۔ (ایضا ۱۰/ جنوری ۱۹۹۱)

۴۔ طالبہ کے والد کا بیان: میں نے چشتی کی ناراضگی کے ڈر سے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ وہ میری بیٹی کو کمرہ میں لے جاتا ہم باہر کھڑے اس کا انتظار کرتے۔

(۹/ جنوری ۱۹۹۱ء)

۵۔ غلام رسول چشتی پیر نہیں غلاظت کا ڈھیر ہے۔ (۱۰/ جنوری ۱۹۹۹ء)

اشعار

نہ وہ معیار حجرے میں نہ وہ انوار حجرے میں
نظر آتے نہیں کیوں صاحب کردار حجرے میں
ہے شاید آج کل یوں بھی خدا کی مار حجرے میں
رسول پاک کا ملتا نہیں کردار حجرے میں
فقط اپنی جماعت کا تھا یوں پہ چار حجرے میں
کہ ملت کے دلوں کے توڑ ڈالے تار حجرے میں

جناب شیخ ہیں یا شیخ جیسے بن کے بیٹھے ہیں
مجھے تو لگتے ہیں بہروپ کے فن کار حجرے میں
ہیں مسلم غیر مسلم معتقد کچھ اس قدر ان کے
کبھی تسبیح ہے تو ہے کبھی زنار حجرے میں
حسینائیں ہیں چاروں سمت تعویذات کی خاطر
جناب شیخ کا تو گرم ہے بازار حجرے میں
خلاف شرع میں نے جب وہاں ماحول کو دیکھا
ہوا اک تیر جیسا میرے دل کے پار حجرے میں

(حفیظ محمود)

ایک جھلک چشتی مقدمہ

اس فیصلے کی پوری تفصیل روزنامہ لندن کے ۱۹/ جنوری ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں شائع ہو چکی ملاحظہ فرمائیں۔ "یہاں اولڈ بیلی میں جج رابرٹ لیمبری نے ساؤتھ آل کے غلام رسول المعروف پیر طریقت علامہ ابوالفتح چشتی کو ایک خوبرو کمسن طالبہ اور دوسری دو شیزاؤں کو کی ان کی مشکلات و مسائل کا جھانسہ دے کر ان کی عصمت دری اور بے حرمتی کرنے کے جرم میں گیارہ برس قید بامشقت کی سزا سنا دی۔ اس سے قبل جیوری نے چھ الزامات میں متفقہ طور پر اور دو الزامات میں کثرت رائے سے غلام رسول چشتی کو مجرم قرار دیا۔ جیوری نے خواتین کی بے حرمتی کرنے کے تین الزامات میں متفقہ طور پر ساؤتھ آل کے چشتی کو مجرم قرار دیا۔ جج لیمبری نے مجرم چشتی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ تم نے اس اعتماد کو مجروح کیا جو لوگوں نے تم پر تمہاری حیثیت کی وجہ سے کیا تھا۔ تم خود کو پیر کہتے تھے اور مذہبی رہنما تھے۔ اسلامی

معاشرہ میں پیر کے ساتھ لوگ عقیدت و احترام سے پیش آتے ہیں اور وہ روایات کے مطابق اپنی مشکلات و مسائل کے حل میں مدد کے لئے پیر کی جانب دیکھتے ہیں۔ اور توقع کرتے ہیں کہ وہ ان کی مدد کرے گا۔ لیکن تم نے اپنی حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ وہ تمہارے پاس آنے کے بعد محفوظ رہیں گے۔ لیکن تم نے ان کے اعتماد کو شدید نقصان پہنچایا۔ تم نے ایک پندرہ سالہ بچی کو دھوکہ اور جھانسہ دے کر اس کی عصمت لوٹی، اور اس کی بے حرمتی کی۔ تم نے دوسری بہت سی عورتوں کو بھی جھانسہ دے کر عصمت لوٹی اور بے حرمتی کی۔ ان میں سے دو خواتین نے شکایت کی۔ تم پر طالبہ کی عصمت لوٹنے کے سوا تین اور خواتین کی بے حرمتی کرنے کا ایک جرم ہے۔ تم نے ان جرائم کا ارتکاب ۸۸ء اور جنوری ۹۰ء کے درمیانی عرصہ میں کیا۔ ان جرائم میں سب سے سنگین جرم یہ ہے کہ تم نے پندرہ سالہ نابالغہ طالبہ کی آبرو ریزی کی۔ وہ مسلم دوشیزہ ہے۔ تمہارے جرم سے اسے نفسیاتی اور جسمانی طور پر شدید نقصان پہنچا۔ تم نے اس کے کنوارے پن کو ختم کیا۔ یہ جرم اس لئے بھی سنگین ہے کہ اسلام میں کنوارے پن کی بہت اہمیت ہے۔ تمہارے گھناؤنے اقدام سے لڑکی کے خاندان کو بٹہ لگا۔ دوسری خواتین نے بھی تم پر یقین اور اعتماد کیا تھا۔ ان میں ایک دوشیزہ کی عمر ۲۰/ سال سے زیادہ اور دوسری کی ۳۰/ سال سے زیادہ ہے۔ ان دونوں نے بھی تمہاری مدد چاہی لیکن تم نے ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ ان کی عصمت لوٹی تم ان جرائم کا ارتکاب کرنے کی بنا پر سخت سزا کے حقدار ہو۔ یہ سزا اس لئے بھی ضروری ہے کہ تمہاری قماش کے دوسرے (بریلوی) لوگوں کے لئے بھی باعث عبرت ہو۔ اور وہ اس قسم کے جرائم کا ارتکاب نہ کریں۔ تم نے اپنی شہادت دی تم نے اقرار جرم کیا یہ دکھ کی بات ہے کہ تم جیل

میں بھی پیشتر حصہ تنہائی میں رہو گے ۔ پھر اس ملک میں یا پاکستان میں اور اسلامی دنیا میں تمہارا کوئی دوست نہیں۔ چوں کہ تم نے انتہائی جرائم کا ارتکاب کیا ہے میں تمہیں طالبہ کی عصمت دری کرنے کے جرم میں گیارہ سال کی قید اس کی بے حرمتی کرنے کے جرم میں تین سال قید، خاتون کی عصمت لوٹنے کے جرم میں پانچ سال قید اور اس کی بے حرمتی کرنے کے جرم میں دو سال کی قید خاتون ۲/ کی عصمت دری کرنے کے جرم میں چار سال قید کی سزا دیتا ہوں ان سزاوں پر بیک وقت عمل ہوگا۔ اس طرح تمہیں مجموعی طور پر گیارہ سال کی قید ہوگی۔ قید کے خاتمہ پر تمہیں برطانیہ بدر کرتے ہوئے اس ملک (پاکستان) بھیج دیا جائے گا جہاں سے تم آئے تھے، عدالت اس سلسلہ میں برطانوی وزیر داخلہ سے تمہیں برطانیہ بدر کرنے کی درخواست کرے گی۔

ایک شکاری اور شکار میں

انگلینڈ کے پاکستانی بریلوی مولوی حافظ محمد امین کے بارے میں روزنامہ جنگ لندن اور روزنامہ آواز لندن دیگر اخبارات میں شائع ہونے والی یہ خبر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ ایک ۲۶ سالہ امام مسجد کو ایک ۵۸/ سالہ خاتون سے محبت کی پینگیں بڑھانے کے سلسلے میں اپنے عہدہ سے برطرف کر دیا گیا۔ بریڈ فورڈ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہیلی فیکس کی جامع مسجد مدنی میں پیش آنے والے اس افسوس ناک اور شرمناک واقعہ سے علاقہ بھر میں شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور مقامی مسلمانوں میں کافی اضطراب پایا جاتا ہے۔ ہیلی فیکس کی مرکزی جامع مسجد کے امام مولانا حافظ محمد امین بریلوی پر تین بچوں کی ماں سے ناجائز تعلقات استوار کرنے اور زیور اور

پارچات کی چوری میں معاونت کرنے کا الزام ہے۔ ہیلی فیکس کی پولیس کے افسر انسپکٹر کرس گوسٹرج نے تصدیق کی ہے کہ پولیس چوری کے الزامات کی تحقیقات بھی کر رہی ہے۔ مولانا امین صاحب رات کو سوا نو بجے پی، آئی، اے کی مانچسٹر سے فلائٹ ۷۰۲ء سے پاکستان روانہ ہو گئے۔

مولانا امین گذشتہ ایک سال سے مدنی مسجد میں امام کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ اس سے قبل وہ اولڈ ہم کی ایک مسجد میں تعینات تھے۔ مولانا امین کا جس خاتون سے مبینہ تعلقات کا معاملہ بتایا گیا۔ اس خاتون کے شوہر غلام رسول نے پولیس میں رپورٹ درج کراتے ہوئے کہا کہ امام مسجد نے مبینہ طور پر ایک شادی شدہ اور چار بچوں کی ماں سے ناجائز تعلقات استوار کر کے اپنی اس حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ غلام رسول نے کہا کہ ان کی اہلیہ ان تعلقات کی وجہ سے اپنا گھر بار چھوڑ کر فرار ہو گئی ہے۔ انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ ان کی اہلیہ نے ان سے طلاق کا مطالبہ کیا ہے۔ (خبر کے مطابق ۲۶/ سالہ امام مسجد اور ۵۸/ سالہ شادی شدہ عورت کے درمیان آشنائی آٹھ ماہ قبل اس وقت ہوئی جب امام مسجد بعض دینی امور کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان کے گھر گئے۔ کہا جاتا ہے کہ گذشتہ اکتوبر میں دونوں کے درمیان پیدا ہونے والی شناسائی آہستہ آہستہ ناجائز تعلقات کی شکل اختیار کرتی گئی۔ لیکن اہل خانہ کو اس بارے میں بہت دیر سے پتہ چلا۔ امام مسجد مبینہ طور پر ہر روز رات کو اس وقت غلام رسول کے گھر جاتے جب گھر کے تمام افراد اپنے اپنے کمروں میں سو چکے ہوتے اور دونوں ایک دوسرے کو تنہائی میں ملتے۔ ان کے تعلقات کا سب سے پہلے انکشاف خاتون کے ایک بیٹے پر ہوا جس نے امام مسجد کو دھمکی دی کہ وہ آئندہ ان کے گھر نہ آئیں۔

خاتون کے شوہر غلام رسول نے مزید تفصیلات بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ۔ ہم شروع سے ہی مذہبی رجحانات رکھتے ہیں اور کوشش ہوتی ہے کہ گھر میں ذکر و ختم کی محافل منعقد کرتے رہیں اس نے بتایا کہ اس کے مذہبی رجحانات ہی کی وجہ سے امام مسجد سے واقفیت ہوئی اور ان کی دعوت پر ہی حافظ امین پہلی مرتبہ ان کے گھر آیا۔ انہوں نے اپنی حیثیت کے مطابق امام مسجد کی خدمت کی اور پیش کش کی کہ اگر اسے کھانے پینے کے سلسلہ میں کسی دقت کا سامنا ہو تو وہ اپنے گھر سے کھانا بھجوا سکتے ہیں۔ اس کے بعد امام مسجد اکثر ان کے گھر آنے لگا۔ انہوں نے بتایا کہ کوئی ذی ہوش یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ایک جوان آدمی اپنی تمام عزت و مرتبہ کو نظر انداز کر کے ایک بوڑھی عورت سے ناجائز تعلقات استوار کر سکتا ہے مگر ہوا ایسے ہی۔ انہوں نے کہا کہ ان ناجائز تعلقات کا علم سب سے پہلے میرے، ۱۲/ سالہ بیٹے کو ہوا جس نے امام مسجد اور میری بیوی کو ناجائز حالت میں دیکھ لیا۔ اور امام مسجد کو دھکے دیتے ہوئے گھر سے نکال دیا۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ میرے بچوں نے مجھے اس واقعہ کی خبر نہیں دی۔ بلکہ فطری شرم و حیا کے باعث مجھ سے یہ خبر چھپائے رکھی اگر مجھے بروقت اس بات کا علم ہو جاتا تو میں اپنے ہاتھ سے مولانا کی خوب پٹائی کرتا۔ اس نے بتایا کہ وہ اسی بے خبری کے عالم میں ۱۹/ مئی کو ایک ماہ کے لئے نیروبی گیا تو میری بیوی اور محمد امین کو کھیل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ اور انہوں نے تمام اخلاقی حدود پار کر لیں۔ اس نے کہا کہ جب میرے بچے اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لئے چلے جاتے تو حافظ امین گھر میں گھس آتا اور تمام رات میری بیوی کے ساتھ داد عیش دیتا رہتا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ وہی کمرہ ہے جس میں ختم اور ذکر کی محافل منعقد کی جاتی تھیں اور یہی مولوی قرآن کی آیت تلاوت کرتا تھا۔ غلام رسول نے نمائندہ جنگ کو ٹیلیفون کی وہ

بلیں دکھائیں جس میں ایک ایک دن میں امام مسجد سے چار چار چھ چھ دفعہ ٹیلیفون ہوتا تھا اور ہر فون کال کا دورانیہ تیس تیس منٹ سے زائد ہوتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ سفر سے واپس آئے تو انہیں اصل حالات کا علم ہوا۔ میں سر تھام کر بیٹھ گیا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور ایک امام مسجد اس طرح اپنی ماں برابر عورت سے جسمانی تعلق قائم کر سکتا ہے۔ جب میں نے اپنی بیوی سے بات کرنا چاہی تو وہ بات کرنے کے بجائے بگڑ گئی۔ اور اس نے تقاضا کیا کہ میں مکان فروخت کر کے اس کے حصہ کے ۵۲۔ ہزار پونڈ اسے دوں۔ میری بیوی نے یہاں تک کہا کہ وہ امام مسجد حافظ امین کے لئے کچھ بھی کر سکتی ہے۔ اور شوہر، بچوں کو چھوڑتے ہوئے امام مسجد کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ اور رات کی تاریکی میں اپنا گھر چھوڑ کر فرار ہو گئی۔ یہ بات ان کی بہو نے بھی بتلائی۔ اور کہا کہ وہ جاتے جاتے زیور، پارچہ اور کئی سو پونڈ لے کر گئی ہے۔

غلام رسول نے یہ بھی کہا کہ پولیس کو چوری کی رپورٹ درج کرائی گئی۔ اور رپورٹ کے فوراً بعد پولیس کے ایک دستہ نے جس میں پولیس کانسٹیبل بھی شامل تھے امام مسجد کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارا تو وہاں سے مسروقہ اٹیچی کیس برآمد کیا گیا۔ پولیس نے حافظ امین سے اس اٹیچی کیس کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتلایا کہ یہ اس کا نہیں البتہ اس خاتون کی ملکیت ہے جو وہ امانت کے طور پر اس کے گھر رکھ گئی ہے۔ جب پولیس نے امام محمد امین سے چابی طلب کی تو اس نے چابی کی موجودگی سے انکار کیا لیکن جب پولیس نے دھمکی دی تو امام مسجد نے فوری طور پر اپنی جیب سے ایک چابی نکال کر پولیس کے حوالہ کر دی۔ چنانچہ اس میں وہ تمام پارچہ جات اور زیور موجود تھا جس کی چوری کی شکایت کی گئی تھی۔

رپورٹ کے مطابق عورت نے اس بات کا اعتراف کیا کہ۔

حافظ امین چوں کہ اکیلے رہتے تھے اس لئے میں نے انہیں یہ پیش کش کی کہ میں اس کے کپڑے دھویا کروں گی اور کھانا پکا دیا کروں گی۔ جسے حافظ امین نے خندہ پیشانی سے قبول کر لیا۔ اس دوران حافظ امین کئی مرتبہ ہمارے گھر آئے۔ بہرکیف جوں جوں وقت گذرتا گیا یوں ہمارے تعلقات مضبوط ہوتے گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ رات کے وقت ہمارے گھر آتے یہ تعلقات ذاتی کے بجائے روحانی نوعیت کے تھے۔

ٹیلی فون پر حافظ امین سے گفتگو کرنے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ۔

وہ حافظ امین کی خیریت دریافت کرنے اور وظیفہ پوچھنے کے لئے اس سے گھنٹوں فون پر بات کیا کرتی تھی۔ اس نے تسلیم کیا کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ حافظ امین کے کپڑے دھوتی انہیں استری کرتی اور پھر انہیں مسجد میں پہنچاتی۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ حافظ امین کو ملنے اور اس کا احوال پوچھنے کے لئے کئی مرتبہ اس کے گھر گئی۔ خاتون نے حافظ امین کی پٹائی کی بھی تصدیق کی۔ اور شوہر سے حصہ وصول کرنے کی بھی تصدیق کی ہے۔

حافظ امین کی مسجد کے صدر اور کمیٹی کے دوسرے ارکان سے نمائندہ جنگ نے تفصیلات حاصل کیں۔ نمائندہ جنگ کے اصرار پر انہوں نے جو کچھ کہا اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ مسجد کمیٹی امام مسجد کو اس واقعہ میں قصوروار سمجھتی ہے۔ مسجد کمیٹی کے صدر حاجی عبدالرحمن نے کہا کہ۔

میں نے جو تحقیق کی ہے کہ اس تحقیق کے نتیجہ میں ان کے ہاتھ بعض ثبوت ایسے آئے ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حافظ محمد امین پر جو زناکاری کے الزامات

لگائے گئے ہیں وہ ٹھیک ہیں۔

اسلامک سنٹر کے وائس چیئرمین سلامت عطا نے بھی امام مسجد حافظ امین پر لگائے گئے الزامات کو درست قرار دیتے ہوئے کہا کہ۔

حافظ محمد امین پر اولڈھم میں بھی ان کے ہاں قیام کے دوران اسی نوعیت کا ایک اسکینڈل بنا تھا جس کے باعث انہیں وہاں کی مسجد سے نکال دیا گیا تھا سلامت عطا نے کہا کہ "پولیس نے جب حافظ امین سے انٹرویو کیا تو یہ بات واضح ہو گئی کہ ان پر ایک لڑکے سے بد فعلی کا بھی جرم تھا۔

قارئین کرام! یہ تمام واقعات ہم نے جناب ڈاکٹر علامہ خالد محمود ایم۔اے۔پی ایچ ڈی کی شہرہ کا تصنیف "مطالعہ بریلویت حصہ چہارم سے اخذ کی ہیں جو صاحب تفصیل کے خواہاں ہوں وہ ان کی مذکورہ تصنیف کی طرف رجوع کرے اس میں آپ کو اور بھی راز و نیاز کی باتیں ملیں گی۔ چوں کہ ہماری کتاب اس تفصیل کی متحمل نہیں۔

(محمود ندوی)

اپنی بد بختیوں پر نظر ایمان کی خود ہی ڈالو
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

بریلویت نے بے غیرتی پر کمر باندھی

قارئین! بریلوی دھرم کے پانچویں خلیفہ مولوی یار خان صاحب نعیمی ان سب ہنگاموں کے بعد بھی پیر بنانے کی کس بے حیائی کے ساتھ ترغیب دیتے ہیں۔ کہتا ہے کہ۔ "پیر پکڑ لو! کیوں کہ آخرت کا سفر بغیر پیر کے بہت خطرناک ہے۔ اور جب پیر اختیار کرو تو اس کے ایسے تابع و فرماں بردار ہو جاؤ جیسے موسیٰ علیہ السلام خضر

علیہ السلام کے اگر پیر کشتی کو توڑ ڈالے تو دم نہ مارو۔ اگر بچہ کو بلا قصور قتل کر دے تو اعتراض نہ کرو۔ (رحمت خدا بواسطہ اولیاء ص۔ ۲۵)

بےحیا باش و آنچہ خواہی کن اذلم تستحی فاصنع ماشئت (حدیث)

یعنی جب تیری آنکھوں کا پانی ہی مرجائے تو جو چاہے کر۔

صوفی کی طریقت میں فقط مستیٔ احوال

قارئین کرام! ابھی تک تو آپ مریدین باصفا کی رنگ ریلیاں ملاحظہ فرما رہے تھے اب خود صاحب شریعت مجدد بریلویت کی بھی حیات پاکیزہ کا مشاہدہ کرتے چلیں۔ ظفرالدین بہاری لکھتا ہے۔ "حضرت کے اعزہ میں سے ایک صاحب مسمیٰ بہ وارث علی خان محلہ سوداگران میں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حاضر خدمت ہو کر کچھ رقم بطور قرض حاصل کی ان کے شباب کا زمانہ تھا اور مزاج آزاد واقع ہوا تھا۔ اسی لئے حضور نے فہمادیا تھا کہ اس رقم کو بے جا صرف نہ کیا جائے۔ اقرار کیا اور چلے گئے۔ اسی روز اس روپیہ کو لے کر ایک طوائف کے یہاں پہنچے۔ جب زینہ پر پہنچے دیکھتے ہیں کہ اعلحضرت کا عصا اور چھتری رکھی ہوئی ہے۔ (چھتری سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ساون کا

سہانہ موسم تھا) بس الٹے پاؤں واپس لوٹے۔ (حیات اعلحضرت، ص۔۴)

معلوم ہوا کہ پیر مغاں انسے بھی دو ہاتھ آگے نکلے۔

حیا نہیں ہے زمانہ کی آنکھ میں باقی
خدا کرے جوانی تیری رہے بے داغ

(علامہ اقبال)

یہ آشنائی کیسی؟

قارئین! اب ذرا دیکھئے کہ کل جس زینہ پر عصا اور چھتری رکھی ہوئی تھی اسی زینہ کے بالاخانہ سے دوبارہ پھر اشارہ کیا جاتا ہے۔ "ہنود کے تہوار ہولی کا زمانہ تھا ایک ہندنی بازاری طوائف نے اپنے بالاخانہ سے اعلحضرت پر رنگ چھوڑا۔ یہ کیفیت دیکھ کر شارع عام پر ایک جوشیلے مسلمان نے بالاخانہ پر جاکر تشدد کرنا چاہا۔ مگر حضور نے اسے روکا اور فرمایا کہ کیوں اس پر تشدد کرتے ہو؟ اس نے مجھ پر رنگ ڈالا۔ (تیرا تو کچھ نہیں بگاڑا) (حیات اعلحضرت، ص۔۴)

قارئین! بتائیے کہ اس مسلمان کو تشدد کرنے سے کیوں روکا؟ یہ پہیلی ہے آپ بجھائیے۔ اچھا ہم بتاتے ہیں وہی کل والی آشنائی۔ اس بیچارہ بھلے مانوس مسلمان کو کیا معلوم تھا کہ اعلحضرت پر زیادتی نہیں بلکہ یہ عشق کی کرامت ہے جو رنگ ڈال کر بالاخانہ پر آنے کا سگنل دیا جارہا ہے۔ اگر یہ زیادتی ہوتی تو خان صاحب خود ہی اتنی خونخوار طبیعت کے مالک تھے کہ ان کو کسی معاون کی ضرورت ہی نہ تھی۔ دوستو! بد طینت بریلوی ملاؤں نے اس شرمناک واقعہ کو اعلحضرت کی کرامت اور ان کے اخلاقیات میں شمار کیا ہے۔

نئی شریعت کا ایک اور فتویٰ

قارئین ! بریلوی صاحب سے جب عورت کی بیعت کے متعلق پوچھا گیا تو جواب کیا تھا؟ ملاحظہ ہو۔

سوال ! کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بغیر اجازت ہوگی تو کیا حکم ہے ؟

جواب ! ہو سکتی ہے۔ کوئی حرج نہیں۔ (احکام شریعت دوم، ص۔ ۱۴۳)

نوٹ:۔ ہاں! جیسے لندن میں امام مسجد مولوی امین کے ہاتھ پر بیعت کا سلسلہ جاری تھا

گل بکاؤلی خان صاحب کے آشرم میں

قارئین کرام! خان صاحب نے اپنے اس فتویٰ کا کتنا فائدہ اٹھایا آپ کے سامنے گھر کے بھیدی جناب اقبال صاحب رضوی حاضر ہیں اور دیکھئے راز نہاں کو کیسے عیاں کرتے ہوئے شہادت پیش کرتے ہیں کہ "ایک مریدہ جن کے شوہر ڈاک خانہ میں ملازم تھے۔ غلط منی آرڈر تقسیم ہو جانے کے جرم میں سزا ہو گئی تھی۔ الہ آباد میں اپیل دائر کی گئی۔ فیصلے کی تاریخ سے چند یوم قبل وہ مریدہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کی! آپ نے فرمایا کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل کثرت سے پڑھئے۔ وہ چلی گئیں۔ درمیان میں وہ کئی مرتبہ حاضر ہو کر عرض کرتی۔ آپ وہی فرما دیا کرتے۔ یہاں تک کہ فیصلے کی تاریخ آ گئی۔ حاضر ہو کر عرض کی کہ میاں آج تاریخ ہے۔ آپ نے فرمایا وہی پڑھے جاؤ اور کیا میں خدا سے لڑوں؟ وہ اتنا سنتے ہی خفگی میں یہ کہتی ہوئی چل دی کہ اپنا پیر ہی نہیں سنتا تو کوئی اور کیا سنے گا۔ جب آپ نے یہ کیفیت دیکھی فوراً آواز دی کہ پان تو کھالو! پان تو کھالو! کہا میاں میرے منہ میں پان

ہے۔ پھر یہی فرمایا (پان تو کھالو) غرض بمشکل پلٹیں۔ اور آکر زمین پر بیٹھ گئیں۔ آپ نے ہر چند فرمایا کہ اوپر بیٹھ جائیے۔ وہ مگر اوپر نہ بیٹھیں۔ (عبارت بتا رہی ہے کہ خان صاحب چارپائی پر بیٹھے تھے اور اس دل ربا کو بھی اپنے بغل میں چارپائی پر ہی بٹھانے پر مصر تھے)۔

آپ نے گھر میں سے پان منگوائے۔ کھالیجئے پان کھالیجئے۔ پھر آپ نے خود پان میں چھالیاں ڈال کر دیا اور آہستہ فرمایا۔ چھوٹ دوگے پان کھالو!

(کرامات اعلحضرت، ص ۶۵)

قارئین محترم! اگر وہ صحیح معنوں میں مریدہ ہوتی تو پیر کے سامنے بات کا انداز لطافت و لجاجت کا ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پیشتر ہی کی ملاقاتوں میں پیر صاحب کی آزاد طبیعت نے اس کو اتنا شوخ اور بے باک بنا دیا تھا۔ پھر یہاں پر بھی اس کو زبردستی پان کھلانے پر مصر رہنا خود اپنے ہاتھ سے چھالیاں ڈال کر دینا اس کو اوپر ہی بیٹھنے کے لئے کہنا اس کا باوجود اصرار کے نہ بیٹھنا یہ الفاظ عاشقانہ کس طرف رہنمائی کر رہے ہیں آپ جانیں۔

من خوب می شناسم پیران پارسا
میں ایسے پارسا پیروں سے خوب واقف ہوں

بری نظر والے ترا منھ کالا

قارئین کرام! لیجئے ایک اور سن لیجئے اور قلب و نظر کی پاکی کا اندازہ کرلیجئے۔ صاحب واقعہ حاضر ہے۔

(خان صاحب) میں نے خود دیکھا کہ گاؤں میں ایک لڑکی اٹھارہ بیس برس کی تھی۔

ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس سے نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی۔ پچھاڑ دیتی تھی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی تھی ۔ (ملفوظات سوم۔ ص۔ ٦٣)

قارئین کرام! آپ کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ یہ وہی شخصیت ہے جو۔ بچپن میں محض چار سال کی عمر میں طوائفوں کو نگاہوں کی پاکیزگی کا درس دیا کرتی تھی۔ آج مسند طریقت پر بیٹھنے کے بعد گاؤں کی اٹھارہ سالہ دوشیزہ کی چڑھتی ہوئی جوانی کو اپنی شباب بھری نگاہوں سے ملاحظہ کرتے ہوئے بھی نہیں چوکتی اور ایک غیر محرم عورت کی برہنہ چھاتی کو دیکھ دیکھ محظوظ ہوتی ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ پیر طریقت کا یہ عمل ایک بار کا نہیں بلکہ اس حسین منظر کو دیکھنے کے لئے عین وقت پر وہاں پہنچ جایا کرتے تھے۔ واقعہ ایک بار پھر پڑھ لیجئے۔

دل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں

(علامہ اقبال)

خاموش قہقہے

موصوف پیر مغاں کے آفتاب نما عیوب پر پردہ ڈالنے کی ایک ناہنجار نور المصطفے صاحب کوشش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" ستر عورت کے بارے میں بہت محتاط تھے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کا گھٹنا کھلا ہوتا (اعلحضرت) اس کی طرف نگاہ تک نہ فرماتے۔ (نایاب ذکر رضا۔ ص۔ ٦٢)

پیر طریقت کی آپ بیتی پڑھتا جا شرماتا جا

ایک بریلوی لکھتا ہے! ہمارے پیرو مرشد حضرت میرا اعظم علی شاہ صاحب رحمۃ

اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قصبہ مہم سے دہلی کو آتے ہوئے اثنائے راہ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ دوپہر کے وقت ایک سائے میں گاڑی ٹھہرا دی۔ تاکہ ذرا آرام لے کر اور نماز ظہر پڑھ کر بعد فرو ہونے تمازت آفتاب کے آگے کو چلیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک فقیر صاحب وارد ہوئے۔ ہم نے روٹی پانی کی تواضع کی، کھاپی کر وہ بھی سوگئے۔ جب ہم سو کر اٹھے تو گاڑی اسی درخت کے نیچے کھڑی ہے اور وہی وقت ہے۔ فقیر صاحب بھی سوتے ہیں۔ ہم نماز پڑھ کر روانہ ہوئے۔ فقیر صاحب بھی ہمارے ساتھ ہو لئے۔ آخر بہادر گڑھ پہنچے۔ وہاں ایک مکان میں ٹھہرے۔ فقیر صاحب نے فرمایا کہ بعد نماز عشاء ہماری روٹی اس مسجد میں لے آنا۔ جب ہم روٹی لے کر مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ میاں صاحب ایک گدھی سے مصروف ہیں۔ میں نے منھ پھیر لیا۔ پھر جو دیکھا تو نماز پڑھتے ہیں۔ بعد فراغت کھانا کھایا۔ (الانسان فی القرآن طبع اول ص۔ ۲۵۴)

آگے بھی پڑھ لیجئے! فرمایا کہ شہر کے دھوبی کپڑے دھو رہے ہیں جاؤ ہمارا لنگوٹ دھلوا لاؤ۔ میں نے کہا کہ حضرت آدھی رات، بھلا اس وقت کون کپڑے دھوتا ہوگا۔ فرمایا کہ ذرا تم لے تو جاؤ۔ میں چلا اور شہر کے دروازہ سے باہر نکلا تو دیکھتا کیا ہوں دو گھڑی دن چڑھا ہے۔

ناظرین کرام! بریلوی شریعت میں یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں، چوں کہ ان کے یہاں صوفیوں، ملنگوں اور قبر پجاریوں سے جتنی بھی گھناؤنی کہانی جنم لے سکتی ہے وہ اتنا ہی بڑا ولی۔ لیکن شریعت محمدیہ مطہرہ نے کسی بھی بڑے سے بڑے پیرو پیشوا کو اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دی کہ وہ جانوروں سے جفتی کرے، وہ بھی خانہ خدا میں۔ اور بغیر غسل جنابت کے نماز بھی ادا کرلی جائے۔ یہ تو صرف اور صرف بریلوی شریعت ہی کو شرف حاصل ہے۔ ویسے آج کل غیرت محسوس ہو رہی ہے جس بناء پر اس طرح کے واقعات کو جدید ایڈیشنوں سے نکالا جارہا ہے۔ اور آئندہ

ان کے شائع کرنے پر عار محسوس کرتے ہوئے پابندی لگائی جارہی ہے۔ دیکھئے بطور نمونہ "سوانح اعلحضرت" کے ایک صفحہ کا عکس۔

خان صاحب کی شلوار

قارئین! علی الصبح حضور سرکار پاک نے بندہ کو آوازدی اور فرمایا کہ مجھے رفع حاجت کے لئے جانا ہے۔ بندہ پانی کا لوٹا اٹھاکر ساتھ ہو گیا۔ مگر دروازہ کے قریب ہی آپ بیٹھ گئے۔ اور پریشانی کی سی صورت میں بندہ کی طرف دیکھا۔ میں نے آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کیا غریب نواز کیا بات ہے؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹا طبیعت ٹھیک ہے کوئی فکر کی بات نہیں، ہوا یہ کہ مجھے اسہال آگیا ہے۔ اور میرا پاخانہ شلوار ہی میں نکل گیا۔ میں نے پھر عرض کیا حضور پاک آپ کے شکم میں کوئی درد تو محسوس نہیں ہو رہا ہے۔ تو فرمایا۔ برخوردار آپ اس قدر کیوں فکر مند ہو رہے ہیں۔ تکلیف مجھے کوئی نہیں صرف اتنا ہوا ہے کہ مجھے جلاب آگیا ہے۔ (یعنی دست) بندہ ناچیز نے نئی شلوار ازار بند ڈال کر پیش کی اور عرض کیا کہ حضور یہ شلوار پہن لیں۔ دوسری شلوار دھو کر لے آتا ہوں۔ آپ کی وہ شلوار لے کر نلکے کی تلاش میں باہر نکلا چلتے چلتے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند گرامی حضرت پیر سید عبدالوہاب جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ مبارک تک چلا گیا۔ وہاں وضو کے مقام پر ٹونٹیاں لگی ہوئیں تھیں۔ میں وہیں شلوار دھونے بیٹھ گیا۔ ابھی میں نے شلوار کو ٹونٹی کے نیچے کیا ہی تھا کہ ایک بزرگ سفید ریش نورانی چہرے والے سفید لباس میں ملبوس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ بیٹا کیا دھو رہے ہو؟ میں نے کہا شلوار ہے۔ انہوں نے پوچھا کس کی ہے؟ میں نے عرض کیا۔ میرے پیر صاحب کی ہے۔ وہ بزرگ بہت خفا ہوئے اور فرمانے لگے او نالائق آدمی! افسوس ہے تیری عقل پر تم نے اپنی اتنی زندگی برباد کی ہے۔ بے وقوف تو ابھی تک اسے ٹٹی کرنے والا بندہ ہی سمجھتا رہا؟ دیکھ تو سہی کیا دھو رہا ہے۔ اس بزرگ کا اتنا

فرمانا ہی تھا کہ میری آنکھیں کھل گئیں میں نے دیکھا کہ شلوار میں کوئی چیز نہیں ہے۔ شلوار میں سے جو ابھی پانی میں آدھی ہی بھیگی تھی۔ اس کے علاوہ پانی کی نالی میں سے ہلکی ہلکی پیاری پیاری خوشبو آ رہی ہے۔ وہ بزرگ پھر فرمانے لگے او لڑکے تو نے اس شلوار کو دھو کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ بندہ وہ شلوار مبارک اسی طرح اپنے کندھے پر ڈال کر آپ کی خدمت میں واپس آگیا۔ دل بہت اداس تھا۔ راستے میں جی چاہتا تھا کہ دیواروں کے ساتھ مار مار کر اپنا سر پھوڑ لوں۔ جب آپ کے سامنے ہوا تو آپ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا۔

برخوردار کوئی فکر نہیں اور غمگین ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اگر سمجھ آگئی ہے تو خیر ہی خیر ہے۔ کیوں کہ یہ تو اپنے پاس موجود ہی ہے شلوار کو سوکھنے کے لئے ڈال دو۔ (آسمانی جنت طبع اول، ص۔ ٨٦)

ہم تو ڈوبے ہیں تم کو بھی لے ڈوبیں گے صنم

قارئین کرام! حضرت جابرؓ کی طرف غلط روایت منسوب کرتے ہوئے بریلوی صاحب لکھتے ہیں کہ "حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ حضور تشریف لے گئے۔ اور قضائے حاجت فرمائی۔ جب فارغ ہو کر تشریف لائے میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا اس کو کھاؤں۔ وہاں کچھ نہ تھا۔

(ملفوظات چہارم، ص۔ ٢٣)

قارئین کرام! جب ان سے آپ اس حدیث کا حوالہ طلب کریں گے حوالہ ندارد۔ شاید اس طرح کی فاحشانہ روایتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک بریلوی

مولوی اپنے اعلحضرت کی مدح میں کہتا ہے۔ " ملفوظات سیدنا احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ علوم و معارف کا بیش بہا خزینہ ہے۔ اس میں ایسے اسرار و غوامض ہیں کہ ایک ایک حوالہ کی تلاش میں چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔" (دیوبند کی خانہ تلاشی۔ مقدمہ) یقینی بات ہے کہ جب خود ساختہ حدیثوں کا مجموعہ ہوگا تو کتب صحاح میں کہاں سے حوالہ ملے گا۔ صحیح فرمایا آپ نے۔

گذشتہ سے پیوستہ

قارئین! ابھی تک آپ بریلویوں کو پاخانہ کی پیاری پیاری خوشبو سے محفوظ ہوتا دیکھ رہے تھے۔ اب ذرا پیشاب سے لطف اندوز ہوتا دیکھئے! واقعہ بیان کرتا ہوا کہتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو آپ کی اجازت سے لوگ ایک برہمن کو بلانے کے لئے اس کے گھر گئے۔ برہمن نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں وہاں گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ ان کا قارورہ (پیشاب کی بوتل) یہاں لے آئیں۔ مریدوں نے ایسا ہی کیا۔ برہمن نے جب قارورہ کی بوتل کو اٹھا کر دیکھا تو بے ساختہ اس کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔ (ملفوظات اول۔ ص۔ ۱۲)

قارئین! آپ بخوبی جانتے ہوں گے کہ ایک گندی اور پلید ذہنیت رکھنے والے انسان کو اسی طرح کے گندے قصے کہانیوں سے طبعی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ پھر وہ یہ نہیں سوچتا کہ اسلام کے کونسے پاکیزہ کلمہ کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ کیا آپ کو یہ بات تسلیم نہیں ہے کہ پیشاب میں کلمہ طیبہ کا دکھائی دینا خود کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بے حرمتی و تحقیر ہے۔ پیشاب ہی میں کلمہ دکھائی دیا۔ نعوذ باللہ۔ پھر آگے لکھتا ہے کہ ان بزرگوں کا بول (پیشاب) وہ ہدایت کرتا ہے جو دوسروں کا

قول نہیں کرتا بریلویوں سے ازراہ کرم گذارش ہے کہ اپنے ان بزرگوں کے پیشاب پاخانہ کو عطر کی شیشی سمجھ کر ہمہ وقت ساتھ رکھا کریں۔

پیر طریقت کی پیاری پیاری باتیں

ناظرین! اب ذرا بریلویوں کے پیر طریقت بانی شریعت مولوی احمد رضا خان کی اپنے مخالفین کی شان میں شائستہ اور رسیلی زبان بھی سنیں! ندوة العلماء پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اسپ سنت مادہ خر از بدعت آوردہ بہم
استرد ندوہ بدست آرند مفخری می کنند

(حقائق بخشش سوم، ص۔۳۲)

سنت کا گھوڑا جب بدعت کی گدھی پر چڑھا تو ندوہ کا خچر پیدا ہوا اسی پر ندوہ والے فخر کر رہے ہیں۔

قارئین! دیکھا خان صاحب نے بے حیائی و بے شرمی پر کمر باندھ کر اسلامی پاکیزہ اصطلاح لفظ "سنت" کی اپنی گندی اور گھناؤنی ذہنیت سے کیسے بے حرمتی کر ڈالی۔ بتائیے! اس اسلامی بے حرمتی کو آپ کا ایمانی ضمیر برداشت کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کسی سنت کی تحقیر یا اہانت کفر ہے۔ (بہار شریعت۔ ص ۱۳۰/۹)

عضو تناسل پر ریسرچ

قارئین! بریلوی صاحب شرمگاہوں پر کس طرح تحقیق و جستجو کیا کرتے تھے اس کا بھی نمونہ سامنے آجائے سنئے۔ گھر کا ایک بھیدی خانگی شہادت پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ مرد کی شرمگاہ کو نون ثابت کرنا آپ کی فقہ دانی پر ایسی شہادت ہے کہ جو

آفتاب نیم روز سے زیادہ درخشاں اور تابندہ ہے۔ چنانچہ آپ نے پہلے چالیس مستند و معتبر کتب فقہہ اور فتاوی کے حوالہ سے آٹھ شرمگاہ کے اعضاء کو مدلل و محقق فرمایا تھا پھر تدقیق نظر سے ایک اور عضو، دلائل ثبت فرماں کر ثابت کیا کہ مرد کی شرمگاہ کے اعضاء نو ہیں۔ (احمد رضا نمبر، ص ۲۴۳)

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ خان صاحب کی ذہنیت کس طرف کام کرتی تھی۔ جن باتوں کی عادت، بچپن ہی سے بیگ صاحب کی خدمت میں رہ کر پڑ گئی تھی۔ اب ان کا استعمال بھی سنئے!

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کو مخاطب کر کے! تھانوی صاحب۔ ہمارے اگلے تین پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ وہ رسلیاں والی پر کیسے ٹھیک اتر گئے۔ (وقعات السنان، ص۔ ۵۲)

قارئین کرام! اگلی تین سے مراد مرد کی اگلی شرم گاہ جو تین جز پر منقسم ہے اور آگے سنئے۔ رسلیاں کہتی ہے کہ میں نہیں جانتی میری ٹھرائی پر اتر۔ دیکھوں تو اس میں تم میری دیڑھ گرہ کیسے کھولتے ہو۔

اف ری رسلیاں تیرا پھول پن، خون پو نچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے۔ (ایضا، ص۔۲۰)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔

ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہاں گھونگھٹ۔ اس فاحشہ آنکھ نے کوئی نیا غمزہ تراشا اور اس کا نام شہاب ثاقب رکھا۔ (خالص الاعتقاد، ص۔ ۲۲)

نوٹ:۔ شہاب ثاقب شیخ الاسلام کی بریلویوں کی بد اعتقادی و بد دینی کے خلاف ایک شہکار تصنیف ہے۔

ناچنا خدا کی شان کے خلاف نہیں

ناظرین! ذرا ایمان کی نظر سے پڑھیئے بریلوی لکھتا ہے۔ ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتی کے مخنث کی طرح مفعول بننا کوئی فضیحت خدا کی شان کے خلاف نہیں۔

(فتاوی رضویہ اولی، ص۔ ۵۴۵)

ناظرین! یہ تھی خان صاحب اور پیر طریقت کی رسیلی زبان جس کو لکھنو کی کسبی فاحشہ عورتیں بھی استعمال کرتے ہوئے عار محسوس کریں۔

مولانا رشید احمد گنگوہی نشانہ پر

کفر پارٹی وہابیہ کا بزرگ ابلیس لعین خبیثوں! تم کافر ٹھر چکے ہو، ابلیس کے مسخرے دجال کے گدھے ارے منافقوں وہابیہ کی پوچ ذلیل عمارت قارون کی طرح تحت الثریٰ پہنچتی ہے۔ نجدیت کے کوّے سسکتے وہابیت کے بوم بلکتے اور مذبوح گستاخ بھڑکتے ہیں۔ (خالص الاعتقاد، ص۔ ۲۰)

پیر صاحب نے شیریں کلامی کہا سیکھی

معزز قارئین! اس تمام گفتگو کے بعد یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہو گیا کہ خان صاحب نے اتنی عمدہ۔ میٹھی میٹھی باتوں میں کمال کہاں پیدا کیا۔ آئیے! اس کا بھی ہم نے پتہ لگالیا۔ جب ہم نے خان صاحب سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے بتایا۔ "کہ بریلی میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوند زادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے۔ جو کوئی

ان کے پاس جاتا کم از کم پچاس گالیاں سناتے ۔مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا ۔ میرے والد ماجد کی ممانعت کہ کہیں باہر بغیر آدمی کو ساتھ لے نہ جانا ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا۔ (ملفوظات سوم،ص ۵۰)

قارئین! سوال یہاں ہرگز یہ نہیں پیدا ہوتا کہ آپ رات کو وہ بھی گیارہ بجے اور والد صاحب کی ممانعت کے بغیر کہ کہیں کسی آدمی کو لئے بغیر باہر مت جانا تو آپ کیوں گئے ؟اور آپ خان صاحب پر یہ بھی اعتراض مت کیجئے کہ جب خدا کے لئے (نعوذ باللہ) ناچنا، تھرکنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا، فاعل و مفعول بننا اس کی شان کے خلاف نہیں تو رات کو گیارہ بجے پہنچ کر آپ کی شان کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے ۔یہ اعتراض ہرگز مت کیجئے! سوال تو صرف اتنا پیدا ہوتا ہے کہ باوجود ان مجذوب صاحب کے گالیاں بکنے کے آپ انہی کے پاس کیوں گئے ؟ تو انہوں نے بتایا کہ دراصل فطرت فطرت ہی کے پاس تسکین پاتی ہے۔

روشن خیالی

قارئین! بریلویوں کا جب بھی جلسہ عید میلادالنبی ہوتا ہے تو ایک عنوان ضرور زیر بحث رہتا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم۔الخ کہ حضور پاک علیہ السلام فرماتے ہیں ۔اے لوگوں! میں انسان تمہاری طرح کا ہوں۔ بریلوی کہتے ہیں کہ ظاہر میں ہماری طرح ہیں ورنہ وہ اور ہی کچھ ہیں۔ اس کی بحث آگے انشاء اللہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ وہ کیا ہیں۔ ایک بریلوی کہتا ہے۔

دھوکہ میں نہ آ جائیں کہیں فکر و آگہی
آقائے کائنات لباس بشر میں ہیں

اب ملاحظہ فرمائیں! بریلویوں کی روشن ضمیری " اے منکرو! مثلیت کے جھگڑے ترک کرو، مثلیت کو دیکھنے والا اگر بھینس کا دودھ دوہنے کے لئے مثلیت میں دھوکہ کھاجائے اور بھینس کے بجائے بھینسے کے نیچے بیٹھ جائے۔ تو خود سوچو اس کے ہاتھ میں کیا آئے گا۔ " (مقیاس الانوار۔ ص ۳۲)

قارئین محترم! بڑی غیرت کی بات ہے کہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے منعقد کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ پر تو نزی طرح پردہ ڈال دیا جات ہے اور محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات و کمالات ہی پر اکتفاء کر دیا جاتا ہے۔ ایسے میں جب جلسہ اپنے شباب پر ہوتا ہے اور بریلوی مولوی اپنی جوشیلی تقریر میں مسجع و مقفع عبارت پڑھ رہا ہوتا ہے یکایک عبارت میں کوئی لغزش پیدا ہوتی ہے تو سامعین کو درود پڑھنے کی طرف متوجہ کرتا ہے اتنے میں اسے درست کر لیتا ہے پھر اسٹیج پر سے اپنے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے سوال کرتا ہے۔ بتاؤ! اس کے ہاتھ میں کیا آئے گا؟

بازاری قسم کا نوجوان طبقہ گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر مٹھی بند کر کے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس وقت عورتیں سر جھکا لیتی ہیں۔ ادھیڑ عمر کا طبقہ نسبتہً پریشان ہوتا ہے۔ پھر مقرر صاحب کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ بس دیوبندیوں کے ہاتھوں میں یہی آئے گا۔ غیرت سے مرجانے کی بات ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے عنوان پر یہ بدمعاش شکم پرست مولوی محض جاہل عوام کو خوش کرنے کے لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ مجلس کا بھی خیال نہیں کرتے اور اپنے مذہب و مسلک کی ترویج کے لئے آداب مجلس صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہادیتے ہیں۔ لعنۃ اللّٰہ والملئکۃ والناس اجمعین۔

ام المؤمنین صدیقہ بھی بریلوی زد میں

قارئین کرام! خان صاحب کی طبیعت میں زندگی بھر کی عیاشیوں، فحاشیوں اور کوٹھے والیوں نے اتنی پختہ خباثت پیدا کر دی تھی کہ اسی خبیث عادت اور پلیچ طبیعت کی بناء پر اس کی بدنگاہی سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عفت و عصمت بھی محفوظ نہ رہ سکی۔ اور آپ کی چادر حیا کو منظر عام پر یوں اچھالا کہ انکا لباس اتنا تنگ و چست ہوتا تھا کہ اب پھٹا تب پھٹا اور آپ کی جوانی کا ابھار اتنا دلکش تھا کہ میرا ہی دل فریفتہ ہو گیا۔ اشعار ملاحظہ ہوں۔

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروسینہ و بر

(حدائق بخشش سوم۔ ص۔۱۱)

زخموں پر نمک پاشی

قارئین محترم! ان اشعار کی اشاعت پر بمبئی میں ایک زبردست ہنگامہ برپا ہوا اور غیرت مند مسلمانوں میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ لیکن اس گرماں گرم ماحول میں بھی کچھ بے غیرت نام کے مسلمان ایسے تھے جنہوں نے اپنی حماقت کا پردہ چاک کرتے ہوئے خاں صاحب کا بے جا دفاع کرنے کی کوشش کی تھی۔ انہی میں بریلوی مکتبہ فکر کے ہمنوا مولوی مظہر اللہ خان بھی تھے جنہوں نے اپنے پیر کا دفاع

ان الفاظ میں کیا تھا۔

"اس معمولی غلطی کو جو شرعاً قابل گرفت نہیں کیا ان (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی ذات کریمہ معاف نہ فرمائیں گی؟ اور فرض کیجئے کہ وہ معاف بھی نہ فرمائیں گی تب بھی مسلمانوں کو اس سے کیا علاقہ؟ یہ معاملہ ایک خطاکار بچہ اور اس کی مشفقہ ماں کا ہے، جس پر کروڑوں ماؤں کے اشفاق بے پایاں نثار پھر یہ معاملہ قیامت کا ہے دنیوی معاملات تو توبہ پر ختم ہو جاتے ہیں۔ (فتاویٰ مظہری، ص ۳۸۸)

قارئین کرام! ہم کو مولوی صاحب کے شایان شان اس سے زیادہ فحش اور کوئی واقعہ ملا نہیں ورنہ ہم اس کو ذکر کرتے مشہور ہے کہ مفتی صاحب کی ذہنیت کا کوئی شخص اپنی ماں سے ہم بستری کر رہا تھا کسی نے دیکھ کر ملامت کی تو مفتی صاحب نے فتویٰ صادر کیا جب میں سارا ہی اس سے نکلا تو اب ایک عضو داخل کر رہا ہوں تو کیا حرج۔

محض حضرت عائشہ سے بغض کیوں؟

قارئین محترم! یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ خان صاحب کا یہ نزلہ صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہی کیوں جھڑا؟ سنئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو سب سے پہلی بدعت پیدا ہوگی وہ پیٹ بھرنے کی بدعت ہوگی۔ جب آدمیوں کے پیٹ بھر جائیں گے تو ان کے نفوس دنیا کی طرف مائل ہوتے جائیں گے۔

اس ارشاد پاک سے بریلوی صاحب کو اپنی قبر پرستی کی دوکان بند ہونے کا خطرہ

لاحق ہوا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا کو اپنے آزاد ترکش سے مجروح کر ڈالا۔ اس لئے ایک دوسری جگہ حضرت صدیقہ کے لئے گردن زنی کا بھی فتوی صادر کر دیا تھا۔ لکھتا ہے کہ۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا جو الفاظ شان رسالت میں ارشاد کر گئیں دوسرا کہے تو گردن مار دی جائے۔ (ملفوظات سوم۔ ص ۱۰۷)

اعلحضرت معصوم عن الخطاء

ایک بریلوی لکھتا ہے۔ اعلحضرت بچپن ہی سے غلطیوں سے مبرا تھے۔ اور صراط مستقیم کی اتباع آپ کے اندر رودیعت کر گئی تھی۔ (انوار رضا، ص۔ ۲۲۳)

دوسری جگہ لکھا ہے۔ اعلحضرت کی زبان و قلم ہر لغزش سے محفوظ تھی۔ (یاد اعلحضرت، ص۔ ۳۲)

مرتبہ مجدد سے مقام نبوت تک

اعلحضرت زمین پر اللہ کی حجت تھے۔ (انوار رضا ص۔ ۲۲۳)

قارئین! اللہ تعالی اپنے رحم و کرم سے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لئے جو انسان بھیجا کرتے ہیں ان کو اللہ کی حجت کہا جاتا ہے۔ اس میں انسان کے علاوہ دیگر مخلوق بھی شامل ہیں جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی تو اگر وہ انسان ہے تو اس کے قول و فعل پر بغیر کسی چوں و چرا کئے ہوئے ایمان لانا ضروری ہوا کرتا ہے اور یہ مقام صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ مگر بریلوی صاحب بھی دبے پاؤں مجدد کی کرسی چھوڑ کر مقام نبوت پر فائز ہو گئے۔ اسی مقام کی حیثیت سے شاید

کسی صاحب حق نے کہہ ڈالا۔ ؎

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب

سزاوار کون؟

معزز ناظرین! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موذی جانور کو مار دینے کا حکم فرمایا۔ اس حدیث شریف کی توثیق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ آپ گوشہ تنہائی میں بیٹھے حدیث لکھ رہے تھے چھت سے سانپ کا بچہ گرا برابر میں رکھا ہوا قلم بنانے والا چاقو آپ نے اٹھایا اور اس کو قتل کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد ایک جن آیا آپ کو شاہ جنات کے پاس لے جایا گیا دیکھا کہ دربار لگا ہوا ہے۔ اور ایک جنازہ بھی رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ نے آپ کو اس بچہ کے قصاص میں قتل کرنے کا حکم سنایا اس حکم پر آپ نے حدیث رسول بیان فرمائی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موذی کو مار دینے کا حکم فرمایا۔ میں نے اس کو جنات سمجھ کر نہیں سانپ سمجھ کر قتل کیا۔ آپ کے اس قول کی تصدیق ایک صحابی جن نے فرمائی آپ چھوڑ دیئے گئے۔

اب اصل واقعہ کی طرف آئیے۔ اور دیکھئے کہ جب انسان کسی کی تحقیر و تذلیل پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔ تو اس کی عقل و خرد پر تعصب کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ اور مخالف کی ہر بھلائی اس کو عیب ہی عیب نظر آتی ہے۔

یہاں بھی یہی ہوا کہ خان صاحب نے واقعہ نماں میں ایک موذی کے مقابل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قصوروار ٹھرانے کی کوشش کی۔ ہجرت کے واقعہ میں

لکھتے ہیں کہ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت رہتا تھا۔ اس نے اپنا سر صدیق اکبر کے پاؤں پر ملا انہوں نے اس خیال سے کہ جان جائے محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا۔ (حدائق بخشش۔ ص ۵۸۰)

قارئین کرام! غور کیجئے کہ سانپ نے ابتداء میں تو نرم روی سے کام لیا حضرت صدیق نہیں مانے تو آخر کاٹ لیا۔ اس میں سانپ کی کیا غلطی؟ دوستو! پہلی بات تو یہ ہے کہ خان صاحب کے یہ الفاظ ہی زیر غور ہیں کہ سانپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا مشتاق رہتا تھا۔ آج خان صاحب تو دنیا میں نہیں اگر ان کی ذریت بھی بریلویوں کی خود ساختہ تاریخ کے ماسوا کسی معتبر تاریخ میں یہ الفاظ دکھا دیں تو آج ہی حق اور باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو موذی جانور کو مارنے کا حکم فرمایا اور موذی ہی مشتاق زیارت ہے۔ یہ تضاد صرف بریلویوں ہی کے گھر میں ہوتا ہے۔ پھر بریلوی ملا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب و الشہادۃ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر کو کیوں آگاہی نہیں دے دی تھی کہ فلاں سوراخ میں پاؤں مت رکھنا کہ ایک سانپ عرصہ دراز سے ہماری زیارت کا مشتاق ہے۔ اس کو روکنا مت۔ بالغرض اگر امر واقع یہی ہے تو وہ مکہ مکرمہ جو وہاں سے محض چند ہی میل کے فاصلہ پر ہے جا کر کیوں زیارت نہیں کر آیا تھا۔ اگر بریلویوں کی طرف سے سانپ کی عقیدت میں یہ عذر لنگ پیش کیا جائے کہ وہاں جانے میں اس کو جان کا خطرہ تھا۔ جواب یہ ہے کہ وہاں تو اس کے ہزاروں ہمنوا اور پجاری موجود تھے۔ جو اس کو بریلویوں کی طرح دیوتا تسلیم کرتے تھے۔

قارئین! اور بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں لیکن زیادہ تفصیل میں نہیں جاتے

چوں کہ ہماری یہ مختصر کتاب زیادہ تفصیل کی متحمل نہیں۔ عرض صرف اتنا کرنا ہے کہ یہ سب خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات گرامی سے دشمنی کی بناء پر گل کھلایا گیا۔ آپ خان صاحب کی مذکورہ عبارہ کو ایک بار پھر سے پڑھئے اور دیکھئے کہ کہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے اسم شریف کے ساتھ حضرت یا رضی اللہ تعالی موجود ہے؟ اور یہ سب بدبخت عبداللہ بن سباہی کے خون کا رشتہ ہے۔ اس نے تو صرف آپ کو خلیفہ اول ہی ماننے سے انکار کیا تھا یہاں تو اس سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر آپ کی نور نظر لخت جگر صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بھی مجروح کرتے ہوئے آپ کو خلافت اولی سے ہٹا دیا گیا اور آپ کی جگہ حضرت علی مرتضی کو لا بٹھایا۔ دیکھئے ایک صفحہ کا عکس۔

بریلوں کا باپ حضور کا عتاب

قارئین محترم! ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر تھے۔ ایک شخص آیا اور کنارہ مجلس میں کھڑا ہو کر چلتا بنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کون ہے جو اسے قتل کرے؟

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا! میں۔ جاکر دیکھا کہ وہ بہت خشوع و خصوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ ایسی حالت میں اسے قتل کرنے کی آپ کو ہمت نہ ہوئی۔ واپس حاضر ہوئے اور سب واقع بیان کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کون ہے اس کو قتل کرے؟ فاروق اعظم کھڑے ہوئے۔

انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ حضور نے پھر فرمایا کون ہے اسے قتل کرے؟ حضرت علی کھڑے ہوئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ میں۔ فرمایا تم؟ اگر تمہیں ملے،

مگر تم اسے نہ پاؤ گے۔ یہی ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک گئے وہ نماز پڑھ کر چلتا بنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اسے قتل کر دیتے تو امت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔ (ملفوظات اول۔ ص۔ ۶۷)

قارئین! بتائیے وہ کون تھا؟ وہ بد بخت خارجیوں کا سردار عبداللہ ابن سبا تھا جس کی نسل سے ۱۸۵۶ء میں بریلوی کی سرزمین پر پیدا ہو کر امت محمدیہ میں تفرقہ ڈال دیا۔ اگر وہ اس وقت قتل کر دیا جاتا تو آج امت مسلمہ کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔

تفضیل علی رضی اللہ عنہ

قارئین کرام! سنی صحیح العقیدہ (یعنی دیوبندی اہلحدیث وغیرہ) حضرات کے یہاں یہ بات مسلم ہے کہ حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے راشدین میں چوتھے نمبر پر ہیں۔ اس لئے خلفائے ثلاثہ کے مقابلہ میں قطعی طور پر کسی بھی حیثیت سے آپ کو افضل نہیں قرار دیا جا سکتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ کے جو بھی مراتب و مناقب ہیں وہ جوں کے توں احادیث نبویہ میں موجود ہیں۔ اب ان مراتب میں کوئی غلو کر کے آپ کو شان الوہیت تک پہنچائے وہ بدترین بے دین یا ان مراتب سے آپ کو کوئی نیچا دکھائے یا ایک انچ بھی آپ کی شان کو گھٹائے تو وہ بھی بدترین گمراہ۔ اب ذرا آپ بریلویوں کا جائزہ لیں کہ وہ آپ کے متعلق کیا عقائد رکھتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں۔ "پکار علی کو جن کی ذات پاک سے وہ خوراق و فیوض ظاہر ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر عقلیں اچنبھے میں ہیں جب تو انہیں ندا کرے گا تو انہیں مصائب و آفات میں اپنا مددگار پائے گا۔ ہر پریشانی دور ہوتی ہے۔ آپ کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی۔ (الکوکبۃ الشہابیہ۔ ص۔ ۳۳)

قارئین کرام! یہ تو بریلویوں کے عقیدہ کا پہلا نمونہ ہے۔ اس میں صرف حضرات خلفائے ثلاثہ سے افضل قرار دیا کہ حضرت ابو بکر و عمر کے نام سے مصائب دور نہیں ہوں گے بلکہ حضرت علی کے نام سے ہو جائیں گے۔ شیعوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اور یہ سب حضرات خلفاء راشدین کی دشمنی میں ایسی حرکت کرتے ہیں۔ ان سے قطع نظر شیعوں میں ایک فرقہ وہ بھی ہے جو آپ کی نبوت کا قائل تھا اور ہے اور کہتا ہے کہ دراصل خدا نے نبوت تو آپ کے نام ہی بھیجی تھی حضرت جبرئیل امین بھولے سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے گئے۔ لہٰذا آج بھی وہ فرقہ آپ کو حضور پاک علیہ السلام سے افضل قرار دیتا ہے۔ بریلوی صاحب اس ملعون فرقے کی حمایت و تائید ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

بے شک ہے علی نام نام اللہ
باتیں ہیں آپ کی کلام اللہ

(نعت مقبول خدا۔ ص ۸۲۰)

قارئین! یعنی آپ کی زبان سے ہر نکلی ہوئی بات آیت قرآنی کا درجہ رکھتی ہے۔ (نعوذ باللہ)

نعرہ علی

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعرہ مارے تو اس نعرہ کی ہیبت سے چرند پرند درند ہلاک ہو جاتے۔ (راحت المحبین)۔

فرشتے تسبیح بھول گئے

ایک بریلوی لکھتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی

طرف چڑھائی کی وہاں عاجز آکر نعرہ مارا جس سے تمام ملکوت (فرشتے) آسمانی میں تہلکہ مچ گیا اور فرشتے تسبیح بھول گئے۔ (راحت المحبین، ص۔ ۸۹)

داؤد علیہ السلام پر فضیلت علی

یہی بریلوی لکھتا ہے! کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت داؤد علیہ السلام کی بابت بیان ہو رہا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا موم ہو جاتا تھا۔ تو پھر اس سے زرہ تیار کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا کہ جب داؤد ہاتھ میں لوہا لیا کرتے تھے تو امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرتے تھے۔ چنانچہ لوہا آپ کے ہاتھ میں موم ہو جاتا تھا۔ (راحت المحبین)

قارئین کرام اس قصہ گوئی میں نہ صرف حضرت داؤد علیہ السلام کی شان نبوت کی تنقیص کی گئی بلکہ حضور پاک علیہ السلام کی زبانی حضرت علی مرتضیٰ کو امیرالمومنین اور رضی اللہ عنہ فرمایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز ہرگز حضرت علی کو امیر المومنین نہیں کہا ہوگا۔ یہ سب مکار بریلویوں کی روافض سے اندرون خانہ روابط کے نتیجہ میں ایک سازش ہے اور اس طرح کی بہت سی روایتیں گڑھ لی گئیں۔

کھلتا ہے راز سربستہ

قارئین کرام! اب ذرا روافض اور بریلوی صاحب کے گڑھ بندھن کی جھلک کا نظارہ فرمائیں۔ ایک صاحب (رافضی) ۱۸۸۶ء میں جب کہ حضور کی عمر کا چودھواں سال تھا حاضر ہوا۔ عرض کی کہ ایک صاحب نے امام باڑہ بنایا ہے چاہتے ہیں کہ کوئی تاریخی نام ہو تو دروازہ پر کتبہ کر دیں۔ حضور نے فورا (خوشی کا اظہار

کرتے ہوئے) فرمایا" بدرر رفض، رکھیں (حیات اعلحضرت۔ص ۱۴۱۰)

قارئین کرام! یہ وہی مجدد صاحب ہیں جو کل طویل سفر حیدر آباد دکن سے آئے ہوئے مہمان رافضی سے روگردانی کررہے تھے۔ جس کا مقصد محض حلقہ مریدین پر اس بات کا اظہار تھا کہ ہم کو روافض سے نفرت ہے۔ آج خلوت کدہ میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے امام باڑے کا تاریخی نام رکھا جارہا ہے۔ سبحان اللہ

معجزہ علی

قارئین محترم! ایک بریلوی احمد قادری لکھتا ہے کہ امیر المومنین مشکل کشا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت تھی کہ آپ جب رکاب میں پاؤں مبارک رکھتے تھے قرآن شروع فرماتے اور دوسری رکاب میں پاؤں پہنچتے پہنچتے قرآن ختم ہوجاتا۔ (اوراق غم۔ص ۲۲۱۰)

اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

یہی بریلوی لکھتا ہے کہ جب آپ (حضرت علی) جنگ صفین میں تشریف لے گئے راستہ میں ہمراہی شدت تشنگی سے بے چین ہوئے چاروں طرف دیکھا مگر پانی نہ ملا۔ آپ نے ایک طرف اشارہ کرکے فرمایا اسے کھودو یہاں پانی ہے سب نے اسے کھودا تھوڑی دیر میں مٹی ہٹاتے ہی ایک چٹان نکل آئی۔ آپ نے اس چٹان کو ہٹادیا۔ سب نے خوش ہوکر پانی پینا شروع کیا۔ اتنے میں اس کنبہ کا راہب شمعون بن یوحنا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ ہاتھ لائیے تاکہ میں گلے میں قلادہ غلامی ڈالوں۔ آپ نے ہاتھ بڑھائے اس نے دست بوسی کرکے باآواز بلند

اشھدان لا الہ الا اللہ پڑھا۔

بعد ازاں شیر خدا نے دریافت فرمایا کہ تو اتنی مدت سے مسلمان کیوں نہیں ہوا؟ آج علی الفور اسلام قبول کرنے کا کیا سبب؟

اس نے عرض کیا۔ حضور یہ کنیسہ اس کے ہاتھ پر فتح ہونا تھا جو اس سے چٹان کو ہٹا کر چشمہ نکالے ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اس چٹان کو ہٹائے گا وہ رسول الٰہی ہوگا۔ (اوراق غم۔ ص ۱۰۳)

قارئین محترم یہ مردود روایت آپ کسی اسلامی کتب میں نہیں پائیں گے۔ جہاں تک ہمارے مطالعہ کا تعلق ہے ہمیں شیعہ اور وافض کی کتب میں بھی نہیں ملی۔ محض بریلویوں کی خود ساختہ قصہ گوئی کا نتیجہ ہے جو روافض کو خوش کرنے کے لئے گڑھ لیا گیا ہے۔ اور ان کو اس بات کا تاثر دلانا ہے کہ یہ پتھر صرف رسول ہی ہٹا سکتا تھا آپ نے ہٹایا اس لئے اصل رسول آپ ہی تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غلطئ جبرئیل کی بناء پر بنادیئے گئے۔ نعوذ باللہ۔

ایک جان دو قالب

قارئین محترم! انہی تمام حرکات کو دیکھ کر حضرت شاہ مولانا ظفر علی خان صاحب جو ابتداء بریلویوں کے اعلحضرت سے متعلق تھے بعد میں برگشتہ ہو کر ان کو آخری سلام کہہ دیا۔ انہوں نے بریلوی اور شیعہ کے آپسی اتحاد کا تذکرہ ان اشعار میں کیا لکھتے ہیں۔

شیعہ بریلوی سے گلے مل رہا ہے آج
لکھنو میں ہے دونوں کا قارورہ مل گیا

کندھا دیا جنازہ ملت کو ایک نے
اور ایک جا کے قبر پر پتھر کی سل گیا
کھوگی ملت بیضا کی آبرو
اور سنت مطہرہ کا پایہ ہل گیا

(مولانا ظفر علی خان لکھنوی)

ایک تازہ شہادت

قارئین محترم! ابھی ابھی فوراً جب ہم نے ڈاکٹر محمد تقی احمد ایم۔اے ٹی پی۔ایچ ڈی کی کتاب "واجد علی شاہ" اٹھائی تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ بادشاہ کے مصاحبین میں ایک نام رضا علی خاں کا بھی ملتا ہے۔ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

"بادشاہ کے مصاحبین خاص میں رضی الدولہ غلام رضا علی خان ساکن بریلی منھ بولا بھائی تھا۔" (واجد علی شاہ۔ص۰ ۲۹)

جب ہم نے خانصاحب کا شجرہ اٹھایا اور واجد علی شاہ کا دور حکومت دور رضا علی خان کا سن ملایا تو بعینہ پورا معیار پر اترا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ انگریز دوستی سے پہلے دنیاوی عیش پرستی میں شیعہ بادشاہ کی عنایتیں تھیں۔

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی

قارئین کرام! مولوی بریلوی نے جھوٹی حب رسول کے پردہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کی کتنی بے دردی سے بے حرمتی کی ہے۔ان کے خادم کا بیان ہے!

" اعلحضرت ہمیشہ بشکل نام اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سویا کرتے تھے، اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملاکر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس سے سر میم، کہنیاں، ح۔ کمر۔ میم۔ پاؤں دال بن کر گویا نام پاک محمد کا نقشہ بن جاتا۔"

(سیرت امام احمد رضا۔ ص ۴۵)

بریلوی حدیث

اس طرح سونے سے فائدہ یہ کہ ستر ہزار فرشتے رات بھراس نام پاک کے گرد درود پڑھتے ہیں۔ اس طرح وہ سونے والے کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (ایضا)

قارئین کرام ! غور طلب بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشق رسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ اس عمل سے یکسر محروم ہی رہے۔ اور کسی نے بھی یہ فضائل نہیں بتائے جو آج چودہ سو صدی کے بعد خان صاحب کو سوجھے ہیں کہ ستر ہزار فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ اگر یہ کہیں حدیث سے ثابت ہوتا تو کسی بھی کتاب میں لکھا ہوا ملتا۔ مگر بریلوی صاحب نے اس کو عمل اور فضیلت کو حدیث بناکر پیش کیا۔ اب تدبر کی بات یہ ہے کہ جب آپ سرین (چوتڑ) سے میم اور پاؤں سے (د) بنائیں گے تو کیا یہ ان الفاظ مقدسہ کی بے حرمتی و بے ادبی نہیں ہوگی۔ جن کو قرآن میں بھی استعمال کیا گیا۔ مگر بریلوی دھرم میں سب جائز یہاں تک کہ قرآن کو پاؤں تلے رکھنا بھی جائز۔ سنئے۔

احترام قرآن

بریلوی خانصاحب سے فتویٰ طلب کیا گیا۔

عرض ! حضور خورجی جو گھوڑے کی زین میں لٹکی رہتی ہے اس میں قرآن رکھا ہوا

ہے۔ ایسی حالت میں سوار ہو سکتا ہے؟ ارشاد: ہاں جائز ہے۔ (کوئی حرج نہیں)۔

(ملفوظات سوم۔ ص ۹۰)

قارئین! گھوڑے کی زین جہاں سوار پاؤں رکھ کر گھوڑے پر چڑھتا ہے۔ اس میں قرآن کریم لٹکا دیا جائے اور ٹھاٹ سے اس پہ پاؤں رکھ کر سوار ہو جائے۔ بریلوی دھرم میں کشادہ دلی سے اس کی اجازت ہے۔

سنت کی تحقیر

قارئین محترم! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک عبادت کی جان بتایا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتا دیا۔ لو لا ان اشق علی امتی لا مرتھم بالسواک عند کل الصلاۃ۔ اگر مجھے اپنی امت پر گرانی کا خدشہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کو ضروری قرار دیتا۔ چنانچہ کچھ عاشق رسول اس حب رسول اور فرمان اتباع محبوب میں مسواک کو ہمہ وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ (تبلیغی جماعت والے) اس سنت مطہرہ مگر استہزا کرتے ہوئے بریلوی صاحب اس کے متبعین کا ریشی منی سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

اکثر ساتھ ان کے شانہ و مسواک رہنا
بتاتا ہے کہ دل ریشیوں پہ زائد مہربانی ہے

(حدائق۔ ص ۸۷)

سنت سے کتنا لگاؤ؟

ایک بریلوی خادم اعلحضرت انکشاف کرتا ہے۔

اعلحضرت اکثر مکان ہی سے وضو کر کے تشریف لاتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مسجد میں آکر مٹی کے لوٹے سے اتر جانب کی فصیل پر بیٹھ کر وضو فرماتے۔

(حیات اعلحضرت۔ ص۰ ۶۷)

قارئین محترم! کہیں مسواک کا ذکر نہیں اگر کبھی کر بھی لیتے تو ضرور ذکر کر دیا جاتا۔ اب ذرا دوسرے پہلو پر غور فرمائیں کہ اتر جانب بیٹھتے تو منھ کس طرف ہوتا دکھن کی جانب، جب کہ سنت حبیب صلی اللہ علیہ و سلم یہ ہے کہ وضو کرتے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔ یہ ہیں اعلحضرت! سارے حضرتوں کے حضرت۔

علم کا دیوالیہ

قارئین محترم! اب ذرا بریلویوں کے اعلحضرت کے علم کا بھی جائزہ لیتے چلیں۔ اعلحضرت کے نامور شاگرد سید احمد اشرف جیلانی ایک واقعہ بیان کرتے ہیں!

میں اس سرکار میں (اعلحضرت کی نظر میں) کس قدر شوخ تھا یا شوخ بنا دیا گیا تھا اپنا جواب اعلحضرت کی چارپائی پر رکھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور! کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا نہ ہوگا جس کا علماء کرام میں نشان بھی نہیں ملتا۔ مسکرا کر فرمایا۔ میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دوں۔ یہ شوخی میں نے بار بار کی اور یہی جواب عطا ہوتا رہا۔

(سیرت احمد رضا۔ ص ۲۲۰)

قارئین کرام! بالیقین اگر علم ہوتا تو عطا کرتے۔ کیوں کہ حضور پاک علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس نے علم کو چھپایا قیامت کے روز اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ اب آپ کو فیصلہ یہ کرنا ہے کہ اعلحضرت علم کے کورے تھے یا حضور کے فرمان کی خلاف ورزی کی تھی اول کی رو سے جاہل پیر دوسری جانب سے عاصی رسول ٹھہرے۔

فیصلہ تیرا تیرے ہاتھ میں

قارئین محترم! آئیے اس فیصلہ کو اعلحضرت ہی کے سپرد کرتے ہیں وہ کیا فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔

ہر شخص کو ایک وصف میں ہوتا ہے کمال
بندہ کو کمال بے کمالی میں ہے

(حدائق بخشش۔ ص۔ ۱۸۹)

نوٹ۔ آپ کا یہ مصرع یوں زیادہ بہتر رہتا۔ بندہ کو کمال بدکلامی میں ہے

قرآن میں تحریف جائز ہے

خان صاحب سے مسلہ پوچھا گیا۔

عرض! ایک جگہ عذاب عظیم آیا ہے اگر نماز میں الیم پڑھا ہو جائے گی یا نہیں؟

ارشاد! ہاں ہو جائے گی۔ کوئی حرج نہیں۔ (ملفوظات اول۔ ص۔ ۳۲)

قرآن کو بازیچہ تاویل بنا کر

قارئین کرام! آپ خان صاحب کا فتوی تو گذشتہ عنوان کے تحت ملاحظہ کر چکے اب ان کے عملی طور پر بڑی سخاوت کے ساتھ تحریفات کے نمونے مشاہدہ کر لیں!

قرآن کریم میں ہے۔ وحیث ماکنتم فولو وجوھکم شطرہ (پ/۲۔ آیت ۱۴۴)

قرآن کریم۔ یاایھا الذین امنو اطیعو اللہ واطیعو الرسول (پارہ ۵۔ آیت ۸۵)

خان صاحب۔ قل اطیعو اللہ واطیعو الرسول (المحۃ الضحیٰ۔ ص ۲۱)

قرآن کریم۔ وان حکمت فاحکم بینھم بالقسط (پارہ۲۰۰/ آیت ۴۱)

خان صاحب۔ وان حکمت بینھم فاحکم بالقسط (الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ)

قرآن کریم۔ ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان۔ (پارہ۔۴۔ آیت ۱۶۷)

خان صاحب۔ ھم للکفر اقرب منھم یومئذ للایمان (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

قرآن کریم۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (پارہ۔۲۸۔ آیت۔۲۰) الحشر

خان صاحب۔ ختم اللہ لاغلبن انا ورسلی ایضا

قرآن کریم، ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا (پارہ۔پ۵۔ آیت ۱۴۰)

خان صاحب: لئن یجعل اللہ علی المومنین سبیلا۔ (ملفوظات چہارم۔ص۔۵۰)

قرآن کریم: آمنت انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل (پارہ۱۱۔ آیت ۸۹)

خان صاحب: آمن باالذی آمت بہ بنو اسرائیل (۔ملفوظات سوم۔ص۲۶۰)

قرآن کریم: یعسی انی متوفیك ورامعك الی (پارہ۳۔ آیت ۳۵)

خان صاحب: یعسی انی متوفیل ورافعك علی (ملفوظات سوم۔ص متوفیک ورامعک علی)

قرآن کریم: کبا سط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وماھو ببالغہ (پارہ۱۳۔ آیت ۳)

خان صاحب ۔کبا سط کفیہ الی الماء۔ماھو ببالغہ (ملفوظات سوم ص۔۱۲)

قرآن کریم: ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید (پارہ ۲۸۔ آیت ۵۔ ممتحنہ)

خان صاحب۔ ومن یتول عن امرنا فان اللہ ولی الحمید (العطایا الفتحی۔ص۲۰)

قرآن کریم: وماھم بخارجین منھا (پارہ۱۹۔ آیت ۴۳)

خان صاحب: وماھم منھا بخارجین (ملفوظات چہارم۔ص۔۴۳)

قرآن کریم: قدکانت لکم اسوة حسنه فی ابراہیم والذین معه اذقالو القوھم (پارہ ۲۸۔آیت ۴)

خان صاحب: قدکان لھم اسوة حسنه فی ابراہیم والذین مع من المومنین. (العطایا۔ص۔۲۰)

قرآن کریم: ولقدی اہ نزله اخری (پارہ ۲۷)

خان صاحب: ولقدواہ نزلهخزی (الامن والعلی ص۔۳۰)

قرآن کریم: انک لاتسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولو مدبرین۔ (پارہ ۲۰۔آیت ۸۰)

خان صاحب: انک لا تسمع الموتی ومانت بمسمع من فی القبور (ملفوظات سوم۔ص۔۳۵)

قرآن کریم: واذتاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم (پارہ ۱۳۔آیت ۷۔ابراہیم)

خان صاحب: واذتاذن ربکم ولئن شکرتم ولاانزیکم

قرآن کریم: ان یکون لھم الخیرة من اھرھم (پارہ ۲۲ آیت ۳۵)

خان صاحب: من یکون لھم الخیرة من انفسھم۔ (احکام شریعت)

قرآن کریم: ــــــــــــــــ

خان صاحب: لکن الوہابیة قوم لا یعقلون۔ (ملفوظات سوم، ص۔۳۰)

قارئین بریلویوں کی یہ آخری آیت شیطانیہ ان کے یہاں تمام آیت کریمہ سے زیادہ افضل درجہ کی حامل ہے۔ چوں کہ خان صاحب نے دعوی کیا تھا کہ موجودہ قرآن دیوبندی، وہابی، نیچری، ندوی تمام ہی فرقے پڑھتے ہیں اس لئے ہم اپنا قرآن بھی الگ ہی تصنیف کر لیں گے۔ چنانچہ یہ ایک آیت خبیثہ ہی بنا پائے تھے کہ دنیا سے جڑ کٹ گئی۔

دعویٰ ابن الوقتی کا

قارئین کرام! ان تمام تحریفات کے نمونوں کے بعد شاید آپ کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ خانصاحب حافظ نہیں ہوں گے یا قوت حافظہ کی کمزوری کا سبب ہوں گی آپ کے وہم کو رفع کرنے کے لئے خان صاحب ہی کو حاضر کرتے ہیں کہ کس درجہ ان کو اپنی ذہانت پر ناز تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ کہتے ہیں۔

بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ لکھ دیتے ہیں حالاں کہ میں حافظ نہیں ہوں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا کوئی رکوع مجھ کو سنا دیں، اور پھر سن لیں۔"

آگے لکھتے ہیں۔ ایک روز خیال آیا کہ لوگ مجھے حافظ قرآن سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں کیوں نہ قرآن مجید حفظ کر لوں! چنانچہ ایک ماہ کی قلیل مدت میں قرآن حکیم حفظ کر لیا روزانہ ایک پارہ حفظ کرنے کے باوجود معمولات میں فرق نہیں آنے دیا۔

(ذکر رضا۔ ص ۳۳۰)

آگے ایک مرید صاحب کی شہادت بھی سن لیجئے! جب ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اگر کوئی باآواز بلند قرآن مجید پڑھ رہا ہوتا اور اعراب (زیر، زبر، پیش) کی غلطی کرتا اور آپ کتنے ہی مصروف ہوتے اسے فوراً ٹوک دیتے اور اصلاح فرماکر یہ بھی بتادیتے کہ وہ کس پارہ کے کس رکوع کی کس آیت کے کس لفظ پر لغزش کا شکار ہوا۔ (ذکر رضا۔ ص/ ۳۴)

قارئین محترم! اب ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ جس مرد خدا کی ذہانت کا یہ عالم ہو کہ پڑھنے والے حافظ صاحب کو غلطی کرنے کی بناء پر اس کی تصحیح رکوع پارہ آیت یہاں تک کہ لفظ کی بھی نشان دہی کر دے اور خود تحریفات لفظی کے یہ گل

کھلائے کہ چودہ سو سال سے آج تک کسی بڑے سے بڑے مشرک اور یہودیوں کو بھی اس طرح کی برات نہ ہوئی جو خان صاحب کو ہوگی۔ اب اس جرم عظیم سے جرات کے لئے صرف ایک ہی شکل ہے وہ یہ کہ خان صاحب کے مریدین باصفا اپنے پیر مغاں کی عدم ذہانت کا اقرار کرلیں اور ساتھ ہی اس بات کا اعتراف بھی کہ ہمارے پیر صاحب اور خود ہم نے ان کی ذہانت کے عنوان سے جو زمین و آسمان کے قلابے ملائے تھے وہ سب کذب بیانی پر محمول تھے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ وہ قیامت کی ۳۶ تاریخ تک نہیں کر سکتے۔ قارئین! درحقیقت یہ سارا کام حکومت انگلیشہ کے اشارات پر بڑے خفیہ طریقہ پر ہوتا رہا اور بریلوی موصوف کٹ پتلی بن کر ناچتے رہے۔

کچھ ترجمہ وتشریح

قارئین کرام! ابھی تک آپ خان صاحب کی قرآن کریم میں لفظی تحریفات ملاحظہ فرما رہے تھے اب ذرا کچھ معنوی تحریف کے بھی نمونے سامنے آجائیں۔ چنانچہ یہ نمونہ پیش کرنے سے پہلے ترجمہ کے کچھ موٹے موٹے اصولوں سے آپ کو واقف کرانا ضروری سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم سارے انسانوں کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ لہذا ہر انسان خاص طور سے مسلمان کے لئے نہایت ضرری ہے کہ احکام شرعیہ سے واقف ہو۔ اور اس کی واقفیت کے لئے تراجم قرآنی ایک ذریعہ ہوا کرتے ہیں چوں کہ عامی طبقہ براہ راست عربی سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ لہذا ترجمہ کی غایت بھی یہی ٹہری کہ جو لوگ براہ راست استفادہ نہیں کر سکتے وہ ترجمہ کے ذریعہ مستفید ہوں۔ کیوں کہ علماء اور اہل

مدارس کی اپنی خاص نوعیت کی زبان ہوتی ہے جس میں عربی فارسی کے ماسوا دیگر زبانوں کے الفاظ بکثرت ہوا کرتے ہیں اور کاروباری طبقہ کی اپنی سطحی زبان ہوا کرتی ہے۔ حالاں کہ زبان کا نام ایک ہی ہوا کرتا ہے لیکن استعمال الفاظ اور اسلوب گفتگو میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ چنانچہ علماء حق نے قرآن کے تراجم اپنی اپنی علاقائی زبان میں کئے ہیں۔ تبھی وہ مفید بھی ہیں۔ مثال سے آپ یوں سمجھ لیں اللہ یستھزا بھم کا ترجمہ علمی زبان میں کرنا ہے تو کر دیا جائے گا کہ اللہ تعالی ان سے استہزا فرماتا ہے۔ اس ترجمہ کو اہل علم اور تہذیب یافتہ علاقے والے سمجھ لیں گے جیسے لکھنو ہے۔ وہاں کے اکثر عوام بھی اتنی شائستہ و شیریں کلامی کرتے ہیں کہ دیگر علاقوں کے مہذب افراد بھی نہیں کر سکتے۔ چوں کہ وہاں کا لب و لہجہ اور نزاکتیں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہیں جس سے ہر عام و خاص اچھی طرح واقف ہے لہذا ان کے لئے یہ ترجمہ مفید ہے۔ لیکن اسی ترجمہ کو آپ مغربی یوپی کے کسی علاقہ میں استعمال کریں تو فضول اور غیر مفید ہوگا۔ کیوں کہ وہاں کی کھڑی زبان میں استہزا کا ترجمہ ٹھٹھا کرنا، مذاق کرنا، ہنسی کرنا، جیسے الفاظ میں کیا جائے گا اور تبھی وہ ان کے لئے مفید ہوگا۔ اور اس میں قطعا کوئی عیب کی بات نہیں کیوں کہ اصل قرآن اور اس کے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں ہوگا، مترجم اپنی زبان کا جو چاہے لفظ استعمال کرے۔ کوئی حرج نہیں۔

ترجمہ کے اصول

قارئین! اب اصولوں کو ذہن نشین کر لیجئے!

شیخ الجامعہ الازھر (مصر) کے علامہ محمد الخضر حسین مرحوم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف "بلاغت القرآن" میں لکھتے ہیں کہ ترجمہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) لفظی (۲) معنوی۔

(۱) لفظی وہ ہے کہ ہر لفظ کا ترجمہ اس ترتیب و نہج سے پیش کیا جائے جو قرآن میں ہے۔ جس کو ترجمہ بالمثل بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) معنوی یہ ہے کہ ایک آیت کا مفہوم دوسری زبان میں ادا کر دیا جائے۔

نوٹ۔ ہم نے یہ اصول براہ راست حضرت علامہ مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ تالیف سے اخذ نہیں کئے بلکہ ایشاء کے مشہور عالم ربانی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے معتمد تعلیمات اور جامعہ الملک عبدالعزیز مکہ مکرمہ کے پروفیسر جناب حضرت مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی مدظللہ العالی سے ایک تائیدی مضمون سے استفادہ کیا ہے۔ اس بناء پر ہم ان کے مشکور ہیں جو حضرات مزید تفصیل چاہتے ہوں وہ تشریح القرآن ملاحظہ کریں۔

مترجم کی ذمہ داری

مترجم پر یہ بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ جب معنوی ترجمہ کرے تو قرآن کے الفاظ سے لگتا ہوا مفہوم ادا کرے جس سے تھوڑی بہت عربی جاننے والے حضرات بھی سمجھ لیں کہ ہاں ترجمہ صحیح کیا جا رہا ہے۔ اور جہاں اپنے الفاظ کے شامل کئے بغیر اصل کا مفہوم دشوار ہو رہا ہو وہاں اپنے الفاظ کو قوسین (ـــــ) میں کرے تاکہ قاری سمجھ جائے کہ یہ اصل کا ترجمہ نہیں۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو وہ مترجم کی تحریف فی الاصل کہلاتی ہے۔ اور قرآن کے ان الفاظ یحریفون الکلمه عن مواضعه کا مصداق ٹھہرتا ہے۔ اور معلون قرار پاتا ہے۔

اب ان اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے علماء مفسرین کے تراجم اور خان صاحب کا ترجمہ انصاف کی ترازوں میں وزن کیجئے کہ کون معیار پر اترتا ہے۔

۱) ذالك الكتاب لا ريب فيه

یہ کتاب، نہیں کوئی شک اس میں (عام ترجمہ)

یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں (مولانا اشرف علی تھانوی)

یہ وہ کتاب ہے جس میں شک کی بات نہیں (مولانا عبدالکریم پاریکھ)

اس کتاب میں کچھ شک نہیں (حضرت شیخ السند)

یہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں (مولانا مودودی)

وہ بلند مرتبہ کتاب کوئی شک کی جگہ نہیں (احمد رضا بریلوی)

قارئین! فیہ، کا ترجمہ اس میں، کیا جاتا ہے۔ ذرا خان، صاحب سے پوچھئے کہ اس کا ترجمہ کہاں گیا؟ وہ تو خان صاحب کے گھر گیا۔

(۲) الرحمان علم القرآن خلق الانسان علمه البیان

رحمن نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا، اس کو بولنا سکھایا۔ (عام ترجمہ)

رحمان نے قرآن کی تعلیم دی انسان کو پیدا کیا۔ اس کو گویائی سکھائی۔ (اشرف علی تھانوی)

نہایت مہربان (خدا) نے اس قرآن کی تعلیم دی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔ (مولانا مودودی)

رحمان نے سکھایا قرآن۔ بنایا آدمی، پھر سکھایا اس کو بات کرنا (حضرت شیخ السند۔)

رحمان ہے جس نے قرآن سکھایا۔ اسی نے انسان کو پیدا فرمایا اسی نے انسان کو بولنا سکھایا۔ (مولانا عبدالکریم پاریکھ)

رحمان نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (احمد رضا)

***

قارئین محترم! ذرا غور فرمائیں کہ خان صاحب نے بغیر قوسین میں کئے کس بے دردی سے ترجمہ کیا ہے۔ معلوم کیجئے کہ اپنے محبوب قرآن کے کس لفظ کا ترجمہ ہے اور انسانیت کی جان کس حرف کے معنی ہیں ؟ اور ماکان ومایکون کے علم کے سکھائے جانے کی وحی آپ پر کیسے آگئی ؟ معلوم ہوتا کہ ترجمہ بالا میں موصوف نے جو فیہ کی کمی کی تھی اس کو اپنے گھر لے گئے تھے وہ تبدیل کر کرا کر یہاں چسپاں کر کے اس کمی کی تلافی فرمادی۔

فسیکفیکهم اللّٰه وهو السمیع العلیم۔

آپ کی طرف سے اللہ ان کے لئے کافی ہے۔ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (عام ترجمہ)

سو کافی ہے تیری طرف سے ان کو اللہ (حضرت شیخ الہند)

لہٰذا اطمینان رکھو کہ ان کے مقابلہ میں اللہ تمہاری حمایت کے لئے کافی ہے۔
(مولانا مودودی)

سوائے محبوب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا۔ (احمد رضا بریلوی)

قارئین ! ذرا انصاف سے بتائیے کہ بغیر بریکٹ کے محبوب کا ترجمہ کہاں سے کیا؟ دوسری اس سے خطرناک بات یہ کہ ترجمہ کی کایا پلٹ دی کہ اللہ ان کی طرف سے یعنی آپ کی طرف سے نہیں۔ اس کے سوا اور کیا مطلب ہوگا کہ اللہ ان کی طرف سے اکیلا ہی نپٹے گا آپ سے۔ ایک بار پھر غور کر لیجئے۔

فلما احس عیسی منهم الکفر

جب عیسی نے محسوس کیا کہ وہ کفر و انکار پر آمادہ ہیں۔ (مولانا مودودی)

جب معلوم کیا عیسی نے بنی اسرائیل کا کفر۔ (شیخ الہند)

پھر جب عیسی کو بنی اسرائیل کے انکار کا احساس ہو گیا۔ (مولانا پاریکھ)

اور جب عیسی نے ان سے کفر پایا۔ (احمد رضا بریلوی)

قارئین! نعوذ باللہ نعوذ باللہ وہ حضرت عیسی السلام سو خود کفر کی کمر توڑنے کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ خان صاحب نے انہی کو کفر کی گندی گھاٹی میں ڈھکیل دیا۔ ذرا انصاف سے بتائیے کہ خان صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف کفر کے اختیار کرنے اور پانے کی جو نسبت کی ہے ایسی نسبت سوائے بدبخت یہودیوں کے ہمنوا کے علاوہ کون بے ضمیر مسلمان کر سکتا ہے۔

قل هو الله احد

کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ (شیخ الہند)

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ (احمد رضا بریلوی)

قارئین! اصل عبارت میں ھو ایک مرتبہ ہے اس کا ترجمہ وہ ہوتا ہے مگر خان صاحب کے ترجمے میں "وہ" کی سخاوت الحمد للہ بخوبی موجود ہے۔

وانت حل بهذا البلد و والد و ما ولد.

اور تجھ پر قید نہیں رہے اس شہر میں۔ اور قسم ہے جننے کی جو اس نے جنا (شیخ الہند)

اور آپ پر اس شہر کی لگی پابندیاں کھول دی جائیں گی۔ اور والد اور اولاد ہی کی گواہی لے لو۔ (مولانا پاریکھ)

اس شہر میں تم کو حلال کر لیا گیا ہے اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اس اولاد کی جو اس سے پیدا ہوئی۔ (مولانا مودودی)

اور اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرماں ہو۔ اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔ (احمد رضا بریلوی)

قارئین! غور فرمالیجئے کہ مذکورہ آیت میں کہیں باپ ابراہیم کا نام ہے جو بغیر بریکٹ کے مولوی صاحب ترجمہ کئے چلے جا رہے ہیں۔ اور آگے ملاحظہ فرمائیں۔

انار بکم الاعلی ۔میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں!

قارئین! معلوم ہے آپ کو یہ الفاظ فرعون کے تھے جس کو اللہ رب العزت نے اپنی قرآن زبان میں نقل فرمائے ۔اور یہ بھی خوب یاد ہو گیا کہ فرعون بحیثیت جسمانی دیگر لوگوں کے مقابلہ میں کئی گنا طویل و دراز تھا۔اس کے دربار میں قد آدم معبودان باطل کے بہت سے مجسمے رکھے ہوئے تھے بہرکیف ہم کو عرض یہ کرنا ہے کہ فرعون نے انار بکم الاعلی کا دعوی خدا کی خدائی کے مقابلہ میں کیا تھا نہ کہ اپنے لمبے جسمانی وجود کی حیثیت سے ۔مگر ہمارے رنگیلے شاہ نے اپنی منطق و فلسفہ کے ذریعہ اس کو ملعون و مردود ہونے سے بچانے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہوئے حق اخوت کا پورا پورا حق ادا کر دیا اور ترجمہ یوں کیا۔

انار بکم الاعلی۔میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔ (احمد رضا بریلوی)

یعنی وہ بے چارہ تو صرف یہ کہتا تھا کہ میں صرف جسمانی اعتبار سے اونچا ہوں حقیقت میں خدا نہیں ہوں مگر خدا کی ظالمانہ کارروائی نے اس بے چارہ مظلوم کو ناحق گرفتار عذاب کر ڈالا۔اونچے کا ترجمہ کسی مفسر نے سوائے خان صاحب کے نہیں کیا۔ پھر وہ اپنے کو رب کہتا تھا تو بریلوی مذھب میں کسی مخلوق کو رب کہنا کوئی شان خداوندی کے خلاف نہیں چوں کہ حضور کو بھی وہ رب ہی کہتے ہیں دیکھئے الامن والعلی۔

انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون

باپ (یعقوب علیہ السلام) نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے نہ کہو کہ سٹھیا گیا۔

قارئین! کیا آپ کی غیرت گوارہ کرتی ہے کہ کسی نبی کی شان میں لفظ سٹھیانا کہنا

جائے۔لفظ سٹھیانہ آپ خوب سمجھتے ہیں کہ کس موقع پر استعمال کرتے ہیں اور نبی کبھی سٹھیاتا نہیں۔ یہ شان تو صرف بریلوی صاحب ہی کی ہے کہ وہ نہ صرف بوڑھاپے میں بلکہ بچپن ہی سے سٹھیا ہوئے تھے۔

خلق الانسان من علق :

" انسان کو پیدا کیا لوتھڑے سے۔علق،خون کا لوتھڑا۔

قارئین! ابھی کچھ دیر پہلے آپ سورہ رحمان کی آیت خلق الانسان کا بریلوی ترجمہ پڑھ چکے۔"انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا جب کہ اس کا اصول نمبر ایک سے ترجمہ صرف اتنا ہے کہ "انسان کو پیدا کیا،اور وہاں حضور پاک علیہ السلام مخاطب بھی نہیں ہیں۔ لیکن آپ سب جانتے ہیں کہ اقراء قرآن کریم کی پہلی سورہ اور اس میں بھی من علق کی زیادتی کے ساتھ خلق الانسان فرمایا گیا۔تو اس کا ترجمہ بریلوی ذہنیت کے مطابق یوں ہونا چاہئے،انسانیت کی جان محمد کو خون کے لوتھڑے سے پیدا فرمایا۔نہ کہ نور سے۔

والنجم اذا ھوا۔

قسم ہے تارے کی جب گرے۔ (حضرت شیخ السند)

قسم ہے ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے۔ (حضرت تھانوی)

ستارہ کی قسم جب وہ گرنے لگے۔ (مولانا پاریکھ)

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ (احمد رضا)

بتائیے کہ آیت کریمہ میں معراج اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کہاں تذکرہ ہے۔یہ ترجمہ چلرہا یا تشریح،معلوم ہوا کہ موصوف کے ترجمہ قرآن کو قرآنی ترجمہ کہنا ہی فضول ہے۔اب ذرا ان رنگیلے مترجم کی شوخی طبع بھی دیکھئے۔

فجعلنھن ابکارا۔ عربا اترابا:ہم نے ان کو باکرہ بنایا ہے اور عمر میں ہمسر ہیں۔

قارئین! آئیے اب چلے چلتے ہیں خان صاحب کے پاس کہ وہ اس آیت شریفہ کا

ترجمہ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

تو انہیں بنایا کنواریاں، اپنے شوہر پر پیاریاں، انہیں پیار دلاتیاں، ایک عمر والیاں۔ (احمد رضا بریلوی)

یہ ہے عاشق بے تاب کی رنگینی طبیعت کہ چاہے قرآنی ترجمہ کا ستیاناس ہو رہا ہو مگر ان کے عشق بھرے قافیہ و بند نہ ٹوٹنے پائیں۔

اللہ یستهزا بهم

اللہ انہیں ان کی مسخری کا نتیجہ دکھلائے گا۔ (مولانا پاریکھ)

اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے۔ (احمد رضا بریلوی)

قارئین! ذرا تھوڑی دیر کے لئے آپ تجاھل عارفانہ اختیار کر کے خان صاحب سے معلوم کیجئے کہ استہزاء کے کیا معنی ہوں گے، تو ابھی حقیقت کا پردہ چاک ہو جائے گا

گھر کا بھیدی بریلی ڈھائے

معزز قارئین! خان صاحب کی ان تمام لغزشوں، کوتاہیوں کا راز کیا ہے؟ ہم نے بہت غور و فکر کی مگر یہ عقدہ حل نہ ہو سکا۔ بالآخر ہم نے سوانح اعلحضرت کے مصنف جناب بدرالدین صاحب کی طرف رجوع کیا اور ان کی توجہ ان تمام تر کوتاہیوں پر مبذول کرا کر اس کی وجہ دریافت کی۔ پہلے تو آپ سر پکڑ کر رہ گئے پھر بڑے معذرتی و شکایتی انداز میں یوں گویا ہوئے۔

"دراصل ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلحضرت زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ (مولوی امجد علی اعظمی) اس کو لکھتے رہتے۔ لیکن یہ ترجمہ اس طور پر نہیں ہوتا تھا کہ پہلے آپ کتب و تفسیر و لغت کو ملاحظہ

فرماتے بعدہ آیت کے معنیٰ کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف فرفر۔ فرفر پڑھتا جاتا ہے۔
(سوانح اعلحضرت۔ص۔۳۸۴)

قارئین! یہ خانگی شہادت اور شکایت تھی جو ابھی آپ جناب بدرالدین صاحب کی زبانی سن رہے تھے۔ یقینی بات ہے کہ جو شخص قرآن کریم کے ترجمہ کے لئے کوئی کتاب کوئی لغت بھی اٹھانے کی زحمت نہ کرے اور محض اپنے ناقص قوت حافظہ پر بھروسہ کئے ہوئے خود ساختہ ترجمہ کر دے تو پھر اس کو گیتا ہی کا درجہ دیا جائے گا۔ بریلویوں کو اپنے اعلحضرت کی غلطی کا احساس ضرور ہے مگر یہ احساس ان کے گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے کہ نہ اگل ہی پائیں نہ نگل ہی پائیں۔

کچھ احادیث نبوی کے متعلق

قارئین کرام! ابھی تک آپ قرآن کریم کی تحریفات ملاحظہ فرما رہے تھے اب کچھ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ملی ہوئی بناوٹی اور خود ساختہ بریلوی احادیث سے بھی واقف ہو جائیے۔

مولوی احمد رضا خان نے اپنے ملفوظات حصہ چہارم میں ایک من گھڑت حدیث ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ ان الحدة تعترى قرآمتى بعزه القرآن فی اجوافهم معلوم ہوا کہ اس حدیث کو حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ مطروح قرار دے چکے۔ فرماتے ہیں۔ هذه احادیث مکذوبۃ علے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میزان الاعتدال)
لا تتمارضوا فتمرضوا فتموتوا فتدخل النار۔

اس حدیث کی تردید حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں فرمائی کہ

اس حدیث کی کوئی اصل نہیں جاہل عوام نے اپنی طرف سے بنالی ہے یہ موضوعات میں ہے۔

مگر جہاں مولوی خان صاحب کا الو سیدھا ہوتا ہوا نظر آتا ہے اس کو حسن، صحیح کا درجہ دے کر پیش کر دیتے ہیں۔ اسی طرح کچھ حدیثیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی پکڑیں اور جب جانچ کی تو معلوم ہوا (DADE IN BRALY) میڈن بریلی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باھل القبور او کما قال علیہ السلام۔

جب تم کسی بات میں پریشان ہو تو قبر والوں سے مدد مانگ لیا کرو۔

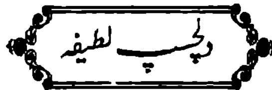
۲۔ اذا اغیتکم الامور فعلیکم باصحاب القبور۔

جب تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ تو قبر والوں کو لازم پکڑو۔

۳۔ لو حسن احدکم ظنه بحجر لنفعه۔

اگر تم میں سے کوئی پتھر کے ساتھ حسن ظن اور اچھا اعتقاد رکھے ضرور وہ بھی نفع دے گا۔ (بلاغ المبین۔ ص۔ ۸۳)

قارئین محترم! ان احادیث خبیثہ کا جب لائسنس مانگا گیا تو چہروں پر ایسی سیاہی چھا گئی جیسے عبوسا قمطریرا!



حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی، ایم اے پی ایچ ڈی مولف مطالعہ بریلویت کے پیش نظر خانصاحب کی ملفوظات میں ان کی خود ساختہ ایک عبارت گذری جس کو فتح القدیر، طحطاوی اور دیگر کتب کے حوالے سے پیش کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب کسی موقع سے بریلویوں کے علامہ الدھر جناب مولانا سردار احمد صاحب لائلپوری سے ملے تو ان سے گذارش کی کہ ملفوظات اول ص ۱/۷۱ پر مولانا احمد رضا خان صاحب نے ایک عبارت الزور فی سکہ حادثہ فی المقابر حرام فلاں فلاں کتب کے حوالہ سے ذکر فرمائی ان الفاظ کے ساتھ وہ عبارت نہیں ملی ازراہ کرم حوالہ کی کتب یہیں ہمارے پاس موجود ہیں آپ اس کی نشان دہی فرماں کہ ہمارے علم میں اضافہ فرمادیں؟ جواب سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ بے ساختہ فرمایا

بدعقیدہ کو حوالہ دکھانا جائز نہیں۔

قارئین! آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بدعقیدہ کون شخص ہوتے ہیں۔ یعنی جو بھی اعلحضرت سے ذرا اختلاف کرے وہ بدعقیدہ اس لئے بریلویوں کے دل کی آواز کو حضرت علامہ حالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔

عقائد میں حضرت کا ہمداستاں ہوں
ہر ایک اصل میں فرع میں ہم زباں ہوں
حریفوں سے ان کے بہت بدگماں ہوں
مریدوں کا ان کے بڑا مدح خواں ہوں
اگر ایسا نہیں ہے تو مردود دین ہے
بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہے

خان صاحب کا دوغلہ پن

قارئین محترم! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو یقین ہو گیا ہو گا کہ بریلی میں نقلی حدیثیں بنانے کی باقاعدہ مشین تھی اب ہے یا نہیں یہ تو بریلوی گھر کا کوئی بھیدی ہی بتا سکتا

ہے ہم نے اس کا ابھی پتہ نہیں لگایا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ عامی طبقہ کے مزاج کو ملحوظ رکھتے ہوئے رنگ برنگ کے قصے افسانے بھی بڑی وافر مقدار میں تیار ہوتے رہے ہیں۔ جن پر اسلامی مہر لگا کر شریعت محمدیہ کی طرف منسوب کر دیئے جاتے۔ ملاحظہ فرمائیں!

خان صاحب! چار انبیاء علیہم السلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ دو آسمان پر ہیں۔ سیدنا ادریس علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام۔ اور دو زمین پر۔ سیدنا الیاس علیہ السلام اور سیدنا خضر علیہ السلام۔ یہ دونوں حضرات ہر سال حج میں جمع ہوتے ہیں۔ (ملفوظات چہارم۔ ص ۔۱۲)

اب مذکورہ واقعہ کی تردید بھی خود انہی کی زبانی سنئیے!

ایک بار (سیدنا ادریس علیہ السلام) دھوپ کی شدت میں تشریف لے جا رہے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ آپ کو سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ خیال فرمایا کہ جو فرشتہ آفتاب پر موکل ہے اس کو کس قدر تکلیف ہوتے ہوگی۔ عرض کی اے اللہ اس فرشتہ پر تخفیف فرماں، فورا دعا قبول ہوئی اب یہ تخفیف ہوگی اس فرشتہ نے عرض کیا۔ یا اللہ مجھ پر تخفیف کس طرف سے ہوئی۔ ارشاد ہوا۔ میرے بندہ ادریس نے تیری تخفیف کے واسطے دعا کی میں نے اس کی دعا قبول کی عرض کی کہ مجھے اجازت دے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اجازت ملنے پر حاضر ہوا۔ تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ حضرت کا کوئی مطلب ہو تو ارشاد فرمائیں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ جنت میں لے چلو! عرض کی کہ یہ تو میرے قبضہ سے باہر ہے۔ لیکن عزرائیل (ملکوالموت) سے میرا دوستانہ ہے۔ ان کو لاتا ہوں شاید کوئی تدبیر چل جائے۔ غرض عزرائیل السلام آئے آپ نے ان سے یہی فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور بغیر موت کے جنت میں جانا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا روح قبض کر لو! انہوں نے روح قبض

کرلی اور فوراً ہی جسم میں ڈال دی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو دوزخ و جنت کی سیر کراؤ۔ حضرت عزرائیل دوزخ پر لائے۔ طبقات جہنم کھلوائے۔ پھر جنت میں لے گئے۔ وہاں کی سیر کرنے کے بعد عزرائیل علیہ السلام نے چلنے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے التفات نہ فرمایا۔ پھر دوبارہ چلنے کے لئے عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کل نفس ذائقة الموت ۔ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور میں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں اور فرمایا کہ وان منکم الا واردھا تم میں سے ہر شخص کو جہنم کی سیر کرنا ہوگی۔ میں سیر کر آیا اور فرماتا ہے وماھم منھا بخارجین ۔ وہ لوگ جنت سے کبھی نہ نکلے گئے۔ (ملفوظات چہارم ص۔ ۳۷)

قارئین محترم ! دونوں قصوں میں موازنہ کیجئے اور دیکھئے کہ خان صاحب کی کیسے دو ازبانیں کام کر رہی ہیں۔ قصہ ثانی میں ذرا بھی آپ غور فرمائیں گے واضح ہو جائے گا کہ یہ Made in Baraly ہے چوں کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ملکوالموت کو جتنے جوابات دیئے وہ سب قرآنی ہیں۔ اس وقت قرآن کا نزول ہی کب ہوا تھا؟ نمبردو:۔ آپ پہلے قصہ میں پڑھ چکے کہ سیدنا ادریس علیہ السلام کی ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ اور وہ خود فرماتے ہیں کہ میں موت کا مزہ چکھ چکا۔ تیسرے وان منکم الاوار دھا کا ترجمہ ہرگز سیر کرنا نہیں ہے بلکہ گذرنا ہے جس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو (جہنم) سے گذرنا ہوگا تب ہی وہ جنت میں جا سکے گا۔ اور خان صاحب کے واقعہ مکذبہ میں وہ سیر کو گئے تھے کیا خان صاحب کو اتنا بھی شعور نہیں کہ سیر کرنے اور گذرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ چوتھے وماھم منھا بخارجین قرآن میں نہیں ہے۔ قرآن میں تو وماھم بخارجین منھا ہے اور یہ آیت جنتیوں سے متعلق نہیں بلکہ دوزخیوں سے متعلق ہے۔

پوری آیت کریمہ ہی ملاحظہ فرمالیں ۔ یریدون ان یخرجوا من النار وماھم

بخارجین منہا۔ ولہم عذاب مقیم (پ ۶ آیت ۳۶)

ترجمہ! وہ لوگ دوزخ سے نکلنا چاہیں گے اس سے نکل نہ پائے گے اور عذاب ہی ان کا ٹھکانہ ہے۔

خان صاحب نے اسی فنی مہارت کے ذریعہ علماء ربانیین کی کتابوں کی عبارتوں کو کاٹ چھانٹ کر آگے کا پیچھے اور پیچھے کی عبارت آگے کر کے کفری مضمون بنادیئے پھر زبردستی ان کو اسلام سے باہر کر دیا۔ (اپنے گمان کے مطابق) اس فن میں خان اصاحب کو کتنی مہارت حاصل تھی انشاء اللہ آئندہ صفحات پر تفصیلی طور پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

خان صاحب کی تعریف حدیث میں

قارئین محترم! دل کو ہلادینے والی بریلویوں کی ایک عبارت سننے سے پہلے اس کا سیاق و سباق بھی ملاحظہ کریں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آل بیت کے لئے ارشاد فرمایا تھا کہ لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق کہ ان سے محبت کرنے والے مومن ہوں گے اور بغض کرنے والے منافق ہی ہوں گے۔ اب بریلویوں کی جرات رندانہ دیکھئے۔ ظفرالدین بہاری لکھتا ہے۔

" لا حیبہ الا مومن و لا یبغضہ الا منافق میں جو ہ کی ضمیر ہے وہ مولانا احمد رضا خان صاحب کی طرف لوٹتی ہے۔ (یعنی اس سے مراد احمد رضا ہیں) اس لئے جتنے اہلسنت ہیں سب اعلی حضرت کے مداح بلکہ عاشق صادق محب مخلص ہیں" (حیات اعلحضرت۔ ص ۱۳)

تیس مار خان

قارئین محترم! اب خان صاحب کی اصل کلمات میں لفظی و معنوی ردو بدل کرنے

کی) مہارت بھی مشاہدہ فرمائیں۔ خان صاحب کے گھر کے بھیدی جو موصوف کے ان کارناموں سے ناخوش معلوم دیتے ہیں اس طرح راز فاش کرتے ہیں۔

مولوی خرم علی ایک مشہور وہابی ہیں ان کی ایک کتاب "مشرک گر" ہے جس کا نام نصیحۃ المسلمین ہے۔ مطبع والوں نے مصنف کا نام اس طرح لکھا خرمعلی میں نے جس زمانہ میں حضرت کا کتب خانہ درست کرنا شروع کیا ایک کتاب دیکھی جس کا نام فضیحۃ المسلمین ہے اور مصنف کا نام خرمعلی دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کتاب مذاق کی ہے۔ اس لئے نام بھی ایسا ہی ہے اور مصنف کا نام بھی ویسا ہی ہے۔ اب جو غور کر کے دیکھتا ہوں تو نصیحہ کے نون کو سر دے کر ف بنا دیا گیا۔ اور ص پر نقطہ بڑھا ہوا ہے اس طرح اس کتاب کے نام کو مطابق مسمی کر دیا اور اعلحضرت نے اس پر اعراب بھی لگا کر خرمعلی کر دیا۔ (حیات اعلحضرت۔ص ۲۰) معنی عرش بریں کا گدھا۔ نعوذ باللہ۔

تقویت الایمان مولوی اسمعیل دہلوی کی معروف و مشہور کتاب ہے کہ شروع سے آخر تک (رد) شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے۔ (اعلحضرت نے) اس کے ق کے دو نقطوں کو اس طرح ملا دیا کہ ایک نقطہ معلوم ہونے لگا اور بجائے تقویت الایمان کے تفویت الایمان اسم با مسمی ہو گیا۔ (ایضاً)

مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین آمیز کتاب کا نام حفظ الایمان رکھا۔ اعلحضرت نے ف کو اس طرح بنا دیا کہ ب کا شوشہ معلوم ہو اور ح اور ب کا نقطہ دے کر اس کا نام خبط الایمان کر دیا۔ (حیات اعلحضرت۔ ص ۲۰)

ایک مرتبہ دیوبند سے ایک رسالہ کسی نے بھیج دیا جس کا نام تھا "القاسم" اعلحضرت نے قلم سے وہیں لکھ دیا محروم اس فوری ذکاوت سے ساری محفل لطف اندوز ہوئی۔ (حیات اعلحضرت)

ایک جگہ اللہ رحیم لکھا تھا اعلحضرت نے فورا رحیم کی حاکو ج کا نقطہ دے دیا اس طرح اللہ رجیم ہو گیا۔

قارئین محترم! ہم اس عنوان پر کوئی تبصرہ کرنے سے بہتر سمجھتے ہیں کہ احمد رضاء خان صاحب کے سابق دست راست اور موجودہ وقت کے نائب بریلویت جناب حضرت مفتی خلیل احمد صاحب برکاتی قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (جو کسی زمانہ میں بریلوی مکتب فکر کے بڑے سرگرم کارکن رہ چکے تھے ان کو) مدعو کرتے ہیں کہ وہ اپنے سابقہ بریلویت کے تاثرات پیش کرتے ہوئے حق کا انکشاف فرمائیں۔

دوستو! میں خلیل احمد برکاتی بدایونی اب سے پہلے بریلویت سے منسلک تھا اللہ نے جس کے قبضہ میں ہدایت و ضلالت ہے اس نے مجھ کو ہدایت اور صراط مستقیم سے نوازا میں مولوی احمد رضا کے کفری فتاویٰ کے متعلق جو انہوں نے علماء ربانیین پر لگائے ہیں وہ حسام الحرمین میں جو عبارت تحذیر الناس کی تبدیل و تحریف لفظی و معنوی کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ وہ بہت ہی افسوس ناک ہے فقیر سچائی کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ اگر تحذیر الناس کی عبارت جس طور و ترتیب سے حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہے تحذیر الناس کے کسی ایک ورق میں دکھادیں تو فقیر کے اختلاف کا اسی وقت فیصلہ ہو جائے گا یعنی فقیر اپنے قول سے رجوع کر لے گا اور ان کے (بریلوں) کے قول کو مان لے گا۔

لیجئے کتاب موجود ہے اس میں دیکھ کر ملالیجئے اول فقرہ ص۔ ۱۴۔ کا ہے دوسرا فقرہ ص۔ ۲۸ کا ہے اور تیسرا فقرہ ص۔ ۳ کا ہے۔ یہ تین جگہ کے ٹکڑے ملا کر ایک عبارت بنائی گئی ہے۔ جس میں کفری مضمون پیدا ہو گیا۔ ان فقرات کو بھی اس طور سے نقل کیا گیا کہ کوئی علامت ایسی نہ قائم کی گئی جس سے معلوم ہو جائے کہ عبارت

ایک جگہ کی نہیں ہے ۔ بلکہ چند مقامات سے مختلف فقروں کو ایک جا کیا گیا ۔ پھر ان فقرات کا سیاق و سباق غائب

مسلمانوں! بڑی حیرت کا مقام ہے کہ کجا فاضل بریلوی کی شان اور کجا یہ صنعت کہ آگے کا فقرہ پیچھے اور پیچھے کا فقرہ آگے ۔ اس صورت میں تو کفری مضمون آپ ہی ہو جائے گا ۔ مثلاً ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم نکوکار جنت میں رہے گے اور بدکار دوزخ ہیں ۔ اب اگر کوئی بدبخت اس آیت کریمہ میں صرف اس قدر تحریف کردے کہ نعیم کی جگہ جحیم اور جحیم کی جگہ نعیم تو مطلب الٹا ہو جائے گا اور کلام صریح کفر ہو جائے گا ۔ حالاں کہ اس میں سب الفاظ قرآن پاک کے ہیں ۔

(انکشاف حق ص ۔ ۱۵۶)

مرید سادہ تو رو رو کے ہوگیا تائب
خدا کرے شیخ کو بھی ملے یہ توفیق

(علامہ اقبال)

نوٹ :۔ مزید تسکین و تفصیل کے لئے حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی کتاب انکشاف حق کا عکس پیش کرتے ہیں تاکہ آپ دیر تک ان کے کلمات عالیہ سے مستفید ہو سکیں ۔

(عکس ترتیب دیا جائے)

اگر یوں ہوتا تو کیا ہوتا

قارئین محترم! بریلویوں کے اعلحضرت کی ایک کتاب کا نام ہے ۔ " نایاب ذکر رضا " اگر ب کا نقطہ ی کو دے کر ب پر ک کا ڈنڈہ بڑھانے کے بعد دال اور کاف ثانی کو زبر

دیا جائے تو کیا ہو جائے گا۔ * یہ بھی ایک علمی پہلی ہے بکھائیے۔

اسی طرح ایک دوسری کتاب "حیات اعلحضرت کے نام سے ہے۔ اس میں صرف حیات کی کو خا کا نقطہ اور ت میں نون کا اضافہ کر دیا جائے تو کیا ہوتا۔●

بریلوی ناہنجان اپنے حضور کو فاضل بریلوی بھی لکھتے ہیں۔ اگر ف کے نقطہ کو نیچے دے کر ض پر صرف ط کا ڈنڈا بڑھا دیا جائے تو کیا بنے گا۔ =

خان صاحب انگریز کے سایہ میں

قارئین محترم! ذرا بریلی کے رہنے والے باشندوں کی شکایت خان صاحب کے خلاف سنئے! ایک صاحب کہتے ہیں کہ فتنہ ۱۸۵۸ء کے بعد جب انگریزوں کا تسلط ہوا انہوں نے شدید مظالم کئے لوگ ڈر کے مارے پریشان پھرتے ہیں۔ بڑے لوگ اپنے مکانات چھوڑ کر گاؤں وغیرہ چلے گئے لیکن احمد رضا خان محلہ ذخیرہ میں اپنے مکان پر برابر تشریف فرما رہے۔ (تشریف فرما رہے طنزیہ جملہ)

ایک دن حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تھے ادھر سے گوروں (انگریز) کا گذر ہوا خیال ہوا کہ شاید مسجد میں کوئی شخص ہو تو اس کو پکڑ کر پیٹیں۔ مسجد میں گھسے ادھر ادھر گھوم آئے۔ بولے (سوائے اپنے آدمی رضا خان کے) مسجد میں کوئی نہیں ہے۔ حالاں کہ حضرت مسجد ہی میں تشریف فرماں تھے۔ (حیات اعلحضرت، ص۔ ۵)

جبل پور کو روانگی

قارئین محترم! ان حالات میں جبل پور کے مسلمانوں پر انگریز کی حد سے بڑھی ہوئی ظلم و زیادتی و ناقابل برداشت ہو چکی تھی، ان مظالم کی تاب نہ لا کر قوم کے کچھ ناہنجان

مسلمانوں نے انگریز کے مظالم سے خلاصی پانے کے لئے کسی شخصیت کا وسیلہ ڈھونڈا۔ ان کی نظر فوراً انگریز کے چہیتے اور لاڈلے بریلوی اعلحضرت پر گئی۔ اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے آپ کو بڑی بے تابی کے ساتھ جبل پور مدعو کیا گیا۔ اب دیکھئے انگریز کے چہیتے اور لاڈلے کا اتنا طویل سفر کیسے بے خوف خطر ہوتا ہے۔ بچشم دید منظر کا نقشہ مولوی مصطفے کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں!

الغرض! ۱۹/ جمادالاخر، ۱۳۳۷ھ بروز شنبہ پانچ بجے صبح کے میل گاڑی سے جبل پور کے لئے روانہ ہوئے ساڑھے سات بجے کے قریب جبل پور کی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ ریلوے اسٹیشن پر جوش مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب گاڑی رکی تو دیوانہ وار گاڑی پر جھک پڑے۔ یہاں ایک اور منظر تھا جس پر عوام کو شبہ نہ ہوا۔ یہ موقع وہ تھا کہ کوئی شہرت پسند جاہ دوست ہوتا تو پھولا نہ سماتا باچھیں کھلی ہوتی۔ گردن بلند ہوتی۔ اپنی تعظیم کے نظارہ میں مست ہوتا۔ مگر یہاں اس کے برعکس، اس منظر جلیل کو دیکھ کر نظر جھکالی۔ گردن نیچی کر لی۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے۔ (یہ احمق دراصل حضور پاک صلی اللہ علیہ السلام کی فتح مکہ کے موقع پر جو شان تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن جھکالی تھی تواضع انکساری جھلکتی تھی۔ وہ ہی ادا ہو بہو اپنے بدعتی مجددمیں دکھانے کی کوشش کر رہا ہے)

آگے سنئے! یہ اس شان کا پر تو تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح فرمایا اس شان سے اس میں داخل ہوئے کہ سر اقدس اپنے رب کے لئے تواضع میں سواری انور کے قریب پہنچا تھا۔ سن لیا آپ نے! اور آگے سنئے!

ایک موٹر کار ایک اعلی درجہ کی ولایتی لینڈ۔ حاضر کی۔ پھر یہ مجمع بڑے جوش و مسرت کے ساتھ اس قادری بزم کے دولھا کو اپنے جھرمٹ میں لئے ہوئے شہر کی جانب روانہ ہوا۔ جہاں تک سول آبادی ہے وہاں تک انگریز اور ان کی عورتیں

بچے (استقبال کے لئے) سامنے آکھڑے ہوئے۔ اور اعلحضرت مدظلہ الاقدس کو خصوصا ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ پھر جب اس مکان میں داخلہ ہوا جو شہنشاہ معظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب کے لئے (قیام کے لئے) سجایا گیا تھا۔ مکان کے تمام اندرونی و بیرونی حصوں میں ترکی قالینوں، خوشنماں سوزینوں کا فرش تھا اور دیوار و سقف (چھت) اور زمین سب بیش قیمت قالینوں اور کپڑوں سے دلہن بنے ہوئے تھے۔

بعد عصر مسجد کے دروازہ پر موٹر گاڑیوں کا روزانہ انتظام رہتا چوں کہ عصر سے بعد مغرب تک تفریح کا وقت تھا (نماز مغرب تفریح کی نذر) (ملفوظات دوم حاشیہ ص۔ ۲۰، تا ۲۷)

قارئین کرام! ذرا انصاف سے بتائیے کہ ایک طرف انگریز مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہا ہو اور اسی آگ و خون کے ماحول میں اس کی عورتیں بچے بریلوی صاحب کا کھڑے ہو کر استقبال کر رہے ہوں۔ اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہوں کیا ایسا عجوبہ انسان انہوں نے کبھی دیکھا نہ تھا۔ وہ تو یہی دیکھتے تھے۔ کہ ہماری حکومت کا باوفا نمک خوار کون ہے! اس پر طرہ یہ کہ خوشنما ترکی قالینوں ایرانی صوفوں پر بٹھایا جائے۔ اور ولایتی لینڈ میں تفریح کرائی جائے اور اسی تفریح کی نذر مغرب کی نماز بھی ہو جائے۔ اس پر ایسے قوم کے غدار کو سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا نائب کہہ کر ملت کو اندھیرے میں رکھا جائے۔ بتائیے کہاں تک درست ہے؟ اور ماضی کی تاریخ کو دیکھئے کہ حضور پاک علیہ السلام نے یہ ترکی اور ایرانی قالین اپنی ذات کے لئے کب استعمال کئے۔ آپ کو سخت نفرت تھی اس عیاشی سے دوستوں میری باتیں بریلوی حضرات کو ضرور گراں گذر رہیں ہوں گی مگر۔

میرا قلم تو عدل و صداقت کا ہے امین
جو سچ کو جھوٹ لکھے وہ میرا قلم نہیں

انگریز حکومت سے وفاداری

قارئین کرام! مولوی مصطفےٰ صاحب کے الفاظ سنئے!

امام احمد رضا بریلوی نے مرض وصال میں امت مسلمہ کو یہ پیغام دیا کہ "انگریز کے پنجہ استبداء سے رہائی حاصل کرنا بے شک قابل ستائش ہے۔ لیکن یہ طریق کار کسی طرح بھی مستحسن نہیں۔" (ذکر رضا ص۔۱۷)

قارئین کرام! خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں۔ یہ پیغام مولوی بریلوی نے اس وقت دیا جب اس کو یقین ہو گیا کہ اب انگریز حکومت کا پایہ تخت الٹ ہی دیا جائے گا اب سوائے مسلمانوں کی خیر خواہی کے کچھ نہیں بن پائے گا۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ -

کچھ اور چیز ہے شاید تیری مسلمانی
ترا وجو سراپا تجلی افرنگ

جہاد کے خلاف فتوی

قارئین کرام! خان صاحب کا انگریزی گورنمنٹ کی حمایت میں یہ سب سے بڑا کارنامہ تھا جس کی بناء پر گورنمنٹ موصوف سے نہایت درجہ خوش تھی۔ اور آپ پر نوازشات و عطیات اور وظائف کے دروازے اوپر سے نیچے سے دائیں سے بائیں سے ہروقت کھلے تھے۔ کہ ہم مسلمانان ہند پر جہاد فرض نہیں اور جو اس کی فرضیت کا

قائل ہے وہ مسلمانوں کا مخالف ہے انہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے ۔ (الحجۃ المؤتمنۃ ص ۲۰۸)

قارئین! اخبار مشرق کی رپورٹ پیش ہے

علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے تاثرات

فتوی ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں ؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی بھی موت سے لرزتا ہو جس کا دل
کہتا کون ہے اسے کہ مسلمان کی موت مر
تعلیم اس کو چاہئے ترک جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجہ خونیں سے ہو خطر
باطل کے خال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

(کلیات اقبال ص ۔ ۴۹۰)

قارئین کرام! حضرت علامہ مرحوم علیہ الرحمہ کے خیالات موصوف بریلوی کے

بارے میں یہ تھے کہ ان کو شیخ کلیسا کے لقب سے یاد فرماں کر مخاطب کیا۔

خان صاحب کے لغوی معنی

انگریزوں کے عہدے کا ایک معمولی خطاب۔ (فیروز اللغات۔ نیا ایڈیشن)

قارئین! خوش قسمتی کہئے کہ اس عہدہ کے لئے بریلوی مسٹر عرف اعلحضرت اسم بامسمی) نکلے۔

آپ کے دادا کی گورنمنٹ پر عنایت

ایک بریلوی مکتب فکر کا نمک خوار لکھتا ہے۔ آپ کے دادا کاظم علی خان نے انگریز حکومت کی پولیٹیکل خدمات انجام دیں۔

قارئین! یہ خدمات کیا پھل لائی وہ بھی مشاہدہ کرلیجئے۔

دادا کی خدمت رنگ لائی

قارئین! خود مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں۔

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے
نہ شاعری کی ہوس نہ پردہ داری تھی کیسے قافئے تھے

قارئین! حکومت انگلشہ کی جانب سے جب وقت مقررہ پر اعلحضرت کی خدمت میں یہ وظیفہ رقم کی شکل میں پیش کیا جاتا تو دست بدستہ کھڑے ہو جاتے قاصد کا خیر مقدم کرتے حکومت وقت کی برقراری و پائداری کے لئے بڑی دیر تک دعائے خیر کرتے رہتے۔

تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں

(علامہ اقبال)

جادو کی صندوقچی

قارئین محترم! خان صاحب کے پاس ایک جادو کی صندوقچی بھی تھی جس کا مرتے دم تک کوئی یہ پتہ نہ لگاسکا تھا کہ اس میں رقم کہاں سے آتی ہے۔ وہ صندوقچی تو اب بھی غالباً ہوگی مگر انگریزوں کی حکومت ختم ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا بھی جادو ختم ہوگیا۔ مولوی ظفرالدین بہاری لکھتے ہیں۔ یہ صندوقچی مقفل (تالا لگی ہوئی) رہا کرتی تھی جس کی کنجی حضور اپنے پاس رکھتے تھے۔ اس صندوقچی میں بجز وظیفہ کے کوئی اور چیز نہیں رہتی تھی۔ حضور اس صندوقچی کو اپنے سامنے رکھ کر کھولتے ہیں اور ڈھکنا بالکل نہیں کھولتے۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا سا اٹھا کر الٹے ہاتھوں سے۔ جھکائے رکھتے ہیں۔ اور سیدھا ہاتھ بغیر دیکھے بار بار اندر ڈالتے ہیں اور روپیہ نکالتے ہیں اور فردا فردا مولانا کے ملازمین و ملازمہ و خدام و رضاکاران وغیرھم پر نہایت فراخ دلی سے تقسیم فرماتے۔ تعجب ہوتا تھا کہ اس قدر روپے اس صندوقچہ میں کہاں سے آگئے۔

(حیات اعلحضرت ص ۵۰)

نوٹ:۔ تعجب کی کوئی بات نہیں یہ تو انگریز کی نوازشات تھی۔

علامہ اقبال کا تعارف

قارئین محترم! حضرت ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمہ برہمن زار تھے۔ اسلام کی خوبیاں دیکھ کر مسلمان ہوئے تھے۔ اور ایسے مسلمان ہوئے کہ جوانی کی عمر میں لندن تعلیم حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ مگر وہاں کی عریانی و فحاشی والی ہوائیں آپ پر اثرانداز نہ ہو سکیں باوجود آپ کے انگلش تعلیم حاصل کرنے کے

کبھی آپ کی تہجد فوت نہ ہوئی۔ ایک شعر میں آپ اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے لندن میں بھی مجھ سے آداب سحر خیزی

آپ نے قبر پرستی کے خلاف بہت سے اشعار لکھے۔ مثلاً

بدل کر بھیس پھر آتے ہیں زمانہ میں
اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات منات

دیگر

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یہ اشعار بریلوی صاحب کے گلے سے کہاں اتر سکتے تھے مگر مسئلہ ہی ایک علامہ زماں کا تھا کچھ نہ کر سکے لیکن اندر ہی اندر پیچ و خم کھا کر رہ گئے۔ بغض و تعصب کا لاوا پکتا رہا ان دکھتے زخموں پر ایک ضرب کاری اور لگی جب علامہ موصوف نے شریف مکہ کے متعلق اپنا موقف واضح فرمادیا کہ وہ سراسر انگریزوں کا ایجنٹ ہے۔

شریف مکہ کون تھا؟

قارئین! ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم کرتے چلیں کہ شریف مکہ کون تھا؟ شریف مکہ نسباً ہاشمی نوجوان تھا جس نے جنگ یورپ میں ترکوں (خلافت عثمانیہ) کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دیا تھا۔ انگریز نے اس کو کٹ پتلی بنا کر ترکوں کے خلاف استعمال کیا تھا۔ وہ ہاشمی فرزند اپنے آبائی کارناموں اور اسلام کی عزت و ناموس کو خاک میں

ملا کر انگریز کی خیر خواہی و ہمنوائی میں ایسا دھت ہوا کہ بیت اللہ اور اہل بیت اللہ کا بھی احترام بھول گیا۔ اس نے مکہ مکرمہ کی فتح و کامرانی کے موقع پر بیت اللہ شریف کے دروازوں پر گھوڑوں کی قطاریں لگا کر بول و براز (پیشاب پاخانہ) کرایا وہاں ان کے اصطبل بنوائے۔ بیت اللہ شریف کے متعدد دروازوں کو ترکوں کی حکومت کے بغض و عناد اور انگریز کی الفت میں شہید کر ڈالا۔ بے شمار باشندگان مکہ کو بے دریغ قتل کر ڈالا ان کی عورتوں سے برسرعام زنا کیا گیا۔ ایک ہفتہ تک ان لوگوں کو جن سے مستقبل میں اس کی حکومت کو خطرہ ہو سکتا تھا شہید کیا۔ عام شہریوں کو مختلف طریقہ سے گزند پہنچاتا رہا۔ یہاں تک کہ حج پر بھی پابندی عائد کر دی۔ اس شریر عرف شریف کے اس کردار پر پورا عالم اسلام ناراض تھا اور مسلمانوں میں سخت ہیجانی کیفیت تھی۔ ماسواء بریلوی صاحب اور ان کی ذریت کے حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے شریف مکہ کی شان میں یہ اشعار کہے تھے۔

ہے کس کی یہ جرات مسلماں کو ٹوکے
حریت افکار کی نعمت ہے خداداد
چاہے تو کرے کعبہ کو آتش کدہ پارس
چاہے تو کرے اس میں افرنگی صنم آباد

دیگر

بیچتا ہے ہاشمی ناموس دین مصطفے
خاک و خون میں مل رہا ہے ترک مان سخت کوش

اس کے بعد ایک پوری نظم آپ نے شریف مکہ کی شان میں کہی۔

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا
زناری برگماں نہ ہوتا
ہیگل کا صدف گوہر سے خالی
ہے اس کا طلسم سب خیالی
محکم کس طرح ہو زندگانی
کس طرح خودی ہو لازمانی
میں اصل کا خاص سومناتی
آبا میرے لاتی و مناتی
تو سید ہاشمی کی اولاد
میری کف خاک برہمن زاد
اقبال اگرچہ بے ہنر ہے
اس کی رگ رگ سے باخبر ہے

(کلیات اقبال۔ص۸۰۰۔۴)

حضرت اقبال علیہ الرحمہ کا مضطرب دل کہاں چین لیتا پھر آپ نے دوسرے الفاظ میں جھنجھوڑا۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردارا
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارا

یہ سب دیکھ کر بریلوی صاحب کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اب ان کو اپنے آقاؤں کی توہین ہوتے نہ دیکھی گئی بس اب تو معاملہ برداشت سے باہر تھا۔ لہذا خان صاحب اور آپ کی پوری ذریت ناہنجان نہادھو کر آپ کے پیچھے لگ گئی اور مسلسل اس موقع کی تلاش میں رہی کہ کب آپ کو اسلام سے بے دخل کیا جائے۔ چنانچہ اندھے کو رات میں بڑی دور کی سوجی کہ حضرت علامہ کی آفتاب کے عنوان سے ایک نظم ہاتھ لگ گئی۔ جو دراصل گایتری کا ترجمہ ہے بس پھر کیا تھا بریلویوں کی بریلی میں چاندنی ہو گی۔ علامہ کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

اے آفتاب ہم کو ضیائے شعور دے
چشم خرد کو اپنی تجلی سے نور دے
ہے محفل وجود کا ساماں طراز تو
یزداں و ساکنان نشیب و فراز تو
وہ آفتاب جس سے زمانہ میں نور ہے
دل ہے، خرد ہے، روح رواں ہے شعور ہے

(کلیات اقبال۔ ص ۴۳)

اس نظم میں موصوف بریلوی کو کفری معنی نظر آ گئے۔ یک لخت اٹھے اور کفر کے اسلح خانہ میں تشریف لائے اور قصر اقبال لاہور پر بریلی میں بیٹھے بیٹھے کفر کا ایک راکٹ داغ دیا۔ کہتے ہیں۔

"کہ جب تک (علامہ صاحب) ان کفریات کے قائل اشعار سے توبہ نہ کرلیں اس سے ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کردیں ورنہ سخت گناہگار ہوں گے۔

(روزنامہ زمیندار ۱۵/ اکتوبر ۱۹۲۵)

خان صاحب کے ایک ہمنوا ہمزجاں ہو کر یوں حملہ آور ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے۔ (تجانب اہل السنہ ص۔ ۳۴۰)

فلسفی نیچریت ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی اردو نظموں میں دہریت و الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔ کہیں اللہ عزوجل پر اعتراضات کی بھرمار ہے تو کہیں علماء شریعت وائمہ طریقت پر حملوں کی بوچھاڑ ہے۔ کہیں سیدنا جبرئیل امین، سیدنا موسیٰ کلیم سیدنا عیسیٰ مسیح علیہم الصلاۃ والسلام کی تنقیصوں و توہینوں کا انبار ہے کہیں شریعت محمدیہ علی صاحبہا واحکام مدینہ و عقائد اسلامیہ پر تمسخر و استہزاء و انکار ہے کہیں اپنی زندیقیت و بے دینی کا فخر و مباہات کے ساتھ کھلا ہوا قرار ہے۔

(تجانب اہل السنہ ص۔ ۳۴۵)

آگے لکھتے ہیں۔ مسلمان اہل سنت خود ہی انصاف کرلیں کہ ڈاکٹر صاحب کے مذہب کو سچے دین اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ (ایضاً۔ ص۔ ۳۴۱)

قارئین محترم! ایک دوسرا دل دہلا دینے والا حضرت علامہ کے خلاف بریلوی فتویٰ سن لیجئے! بلاشبہ اس سے دور بھاگنا اسے اپنے سے دور کرنا اس سے بغض اس کی اہانت اس کا رد فرض ہے۔ اور توقیر حرام وہدم اسلام ہے۔ اسے سلام کرنا حرام۔

اس کے پاس بیٹھنا حرام اس کے ساتھ کھانا پینا حرام، اس کے ساتھ شادی بیاہ حرام ،اور قربت زنا خالص،اور بیمار پڑ جائے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازہ میں شرکت حرام اس کو مسلمانوں کیسے غسل دینا کفنانا حرام اس پر نماز جنازہ پڑھنا حرام بلکہ کفر اس کا جنازہ اپنے کندھے پر اٹھانا اس کے جنازہ کی مشایعت (چلنا) حرام اس کو مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام اس کی قبر پر کھڑے ہونا حرام اس کے لئے دعائے مغفرت یا ایصال ثواب حرام بلکہ کفر (عرفانِ شریعت ص ۴۰)

قارئین محترم! آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ علامہ موصوف برہمن زادے تھے اور اسلام کی خوبیاں دیکھ کر اسلام قبول کیا تھا اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ علماء کا فتوی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کہہ دیتا ہے اور اس مسلمان کے اندر کوئی وجہ کفر نہیں پائی جا رہی ہے تو کافر کہنے والا مسلمان خود کافر ہو جاتا ہے ۔چنانچہ موصوف بریلوی کے اس مذکورہ بالا فتوی پر کسی مسلمان نے کان نہ دھرے اور خود علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے زبردستی کے کافر بنادیئے جانے پر بہت ہی جامع و مانع الفاظ میں ف اتنا جواب مرحمت فرمایا۔

ایسی ضد کا کیا ٹھکانا دین حق پہچان کر
میں ہوا مسلم تو وہ مسلم ہی کافر ہو گیا

(علامہ اقبال)

نوٹ ندویوں کی علامہ سے عقیدت دیکھنی ہو تو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی "نقوش اقبال" کا مطالعہ کریں اور ـــــ

بریلویوں کی نفرت دیکھنی ہو تو تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ پڑھیں۔

علامہ اقبال کی اہل خانہ کو وصیت

قارئین! حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے اپنے آخری ایام مرض میں اہل خانہ خاص طور سے اپنے فرزند جاوید میاں کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ بیٹے اس وقت مسلمانوں کی غلامانہ ذہنیت نے دین اسلام کے نام پر کچھ نئے فرقے بناڈالے ہیں۔ جیسے قادیانی فرقہ یا بریلوی فرقہ اس سے احتراز ہی لازم ہے اور عقائد کے معاملہ میں سلف صالحین کا پیرو رہو۔ کیوں کہ یہی راہ بعد کامل تحقیق معلوم کے محفوظ معلوم ہوتی ہے۔
نوٹ:۔ خط کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

اسلامی قائدین پر کفری بم

قارئین محترم! ابھی تک آپ حضرات علامہ کے خلاف بریلویوں کی محاذ آرائی کا مشاہدہ کر رہے تھے آگے اب اسلام کے قائدین کو بریلوی صاحب کے کفری بم سے زخمی ہوتا ہوا دیکھئے۔

" سرسید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اور اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ (ملفوظات اول ص ۱۱۵)

زبان عربی کی بیچارگی

قارئین محترم! آپ کو یاد ہوگا کہ یہ وہی مجدد بریلوی ہیں جن سے تین سال کی عمر میں ایک عرب بزرگ نے سادہ عربی میں گفتگو کی تھی مگر موصوف نے بجائے سادہ عربی میں بات کرنے کے ان بزرگ صاحب سے فصیح عربی میں بات کی تھی۔ جس کے سبب وہ

پیش آئیں ان سے آزاد صاحب نے توبہ نہیں کی۔ لہذا وہ مرتد اور کافر جہنمی۔
(سوانح اعلحضرت ص۔ ۱۹۳)

اور آگے سنئے۔ " ابوالکلام آزاد مرتد ہے اور اس کی کتاب تفسیر " ترجمان القرآن " نجس کتاب ہے "
(تجانب اہل السنہ ص۔ ۱۲۶)

قارئین محترم! اس بدبخت کی خبیث فطرت کا اندازہ کیجئے کہ ترجمان القرآن کو نجس بتا رہا ہے جس میں اللہ رب العزت کا پاکیزہ کلام ہے۔

سنی ہونے کا ڈھونگ

قارئین محترم! آپ گذشتہ صفحات پر خان صاحب کا خاندانی شجرہ پڑھ چکے کہ اس نسب نامہ کی آخری کڑی عبداللہ بن سبا سے جا ملتی ہے۔ اور وہ صحیح الاصل رافضی تھا۔ ہندوستان میں مولوی صاحب کی پیدائش سے پہلے لفظ سنی شیعہ فرقے کے مقابلہ میں بولا جاتا تھا۔ چنانچہ جو شیعہ تھا وہ سنی نہ تھا اور جو سنی تھا وہ شیعہ نہ تھا۔ مگر موصوف بریلوی نے سنیت کا برقہ اوڑھ کر مسلمانوں کے درمیان شیعی عقائد پھیلانا شروع کر دیئے تھے جس بناء پر علماء اہلسنت والجماعت نے موصوف کے شیعی عقائد تفضیل علی جس کو آپ ص ۸۴ پر ملاحظہ فرما چکے۔ اس کی بناء پر ان کو سنیت سے خارج کر دیا تھا۔ لیکن صد افسوس کہ بریلوی صاحب نے اپنے سنی ہونے کا اس قدر پرچار کیا کہ آج کی نئی نسل اس بات کو بالکل بھول چکی کہ وہ سنیت سے خارج ہیں۔ اگر آپ اس موضوع پر ماضی کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ بناوٹی سنی کون ہے اور صحیح الاصل سنی کون؟ اس زمانہ کے چند ثبوت ہم پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ عکس ترتیب۔

قارئین محترم! آپ نے کبھی ایسے ضدی بچہ کو دیکھا ہوگا کہ جب اسے دروازہ سے باہر کر کے دروازہ بند کر دیا جاتا ہے تو وہ باہر سے دروازہ پر کاری ضربیں لگاتا ہے۔ اور داخلہ کی حتی الامکان کوشش کرتا ہے یہی صورت حال بریلوی صاحب کے ساتھ بھی ہوئی کہ علماء ست نے ان کو سنیت سے خارج کر کے سنیت کا دروازہ ان پر بند کر دیا تو انہوں نے تمام اہلسنت پر کیچڑ اچھالا۔ اور اپنے زبردستی کے سنی ہونے کا سائن بورڈ لگا کہ سنیت میں زبردستی داخل ہو گئے۔ یہ اس بات کی کھلی شہادت ہے کہ علمائے اہلسنت نے آپ کو سنیت سے خارج کر دیا تھا۔ ورنہ اپنے سنی ہونے کے پرچار کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔

سنی الاصل کی پہچان

قارئین کرام! جب آپ کسی کے متعلق معلوم کرنا چاہیں کہ یہ صحیح العقیدہ سنی ہے یا بگڑا ہوا بدعتی؛ تو اس کے سامنے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کا ذکر خیر چھیڑئے ، اور قامع البدعۃ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف و توصیف اور ان کے کارناموں کی داد دیجئے۔ اور اس کی پیشانی کے بل دیکھتے رہیے۔

اگر اس کے ماتھے پر حسد و تعصب کے بل پڑتے نظر آئیں تو سمجھ لیجئے کہ پکا قبر پرست بدعتی ہے اور اگر ان پاکیزہ بزرگوں کے کارموں پر اس کا چہرا گلاب کی طرح کھل اٹھے تو واضح ہے کہ الحمد اللہ خالص توحید پرست سنی ہے۔

ایک صاحب نے ہم سے سوال کیا کہ ہم ان بزرگوں کے کارناموں کو کیسے بیان کریں ؟ ہم نے ان کو بتایا کہ حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تقویۃ الایمان

اور حضرت تھانوی کی حفظ الایمان زیر مطالعہ رکھئے ۔ انشاء اللہ آپ ان کے کارناموں سے واقف ہو کر دوسروں تک ان کی دعوت توحید کو پہنچا سکے گئے ۔

ابن تیمیہ اور ابن قیم بھی کافر

قارئین محترم! آج کل ہر للو پنجو کو کتابیں لکھنے کا بھوت سوار ہے خواہ تحقیق ہو یا نہ ہو ؟ انہیں میں سے بریلوی سیاہ ملا مادری عرف ضیاء اللہ قادری بھی ہیں جنہیں شوق چڑھا کہ کوئی کتاب تالیف کر کے بریلویوں کے مولفین کی فہرست کو بڑھلوا دیا جائے چنانچہ الوہابیت کے نام سے ایک کتاب بازاری لوگوں کے لئے تالیف کر ڈالی ۔ جس میں کہیں دور دور تک حقیقت کا پتہ نہیں اور اسی پر وہ بڑے خوش ہیں کہ ہم بھی تیس مار خاں بن گئے ۔ لکھتے ہیں ۔ کہ ابن تیمیہ کے متعلق بھی علمائے عظام نے فرمایا کہ وہ خارجی تھا ۔

ابن قیم بھی ابن تیمیہ کے عقیدہ پر تھا ۔ (الوہابیت ص ۔ ۲۰۶)

قارئین محترم! ان دونوں شخصیات کو دنیا بھر کے علمائے کرام اور مسلمان شیخ الاسلام کے نام سے جانتے ہیں ۔ ذرا آپ موصوف بریلوی سے یہ پوچھے کہ ہم کو ان علماء کے نام بتائیے جو ان کو خارجی کہتا ہے ؟ تو آپ کو سوائے ایک بریلویوں کے اعلحضرت کے کوئی نہ ملے گا ۔ جو ان کو مرتد کافر اور خارجی کہتا ہو ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں شخصیات نے اپنے دور میں بدعت کی جڑیں اکھاڑ دیں اور بریلویت کا تختہ الٹ دیا ۔

سر سید پر کفری رائفل کا نشانہ

قارئین! آیئے اب چلے چلتے ہیں علی گڈھ کسی نے پوچھا احمد رضا خان صاحب سے

کہ بعض لوگ علی گڑھی کو سید کہتے ہیں۔

سائل کا اشارہ اس طرف تھا کہ آپ کا دعوی ہے کہ میں سیدوں کی نہایت قدر کرتا ہوں۔اس کے ساتھ آپ یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ سید خاندان کا ہر بچہ نور ہے ۔جیساکہ آپ نے فرمایا۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

توان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں وہ ایک سید ہیں۔

ارشاد ! وہ تو ایک خبیث مرتد تھا۔ (ملفوظات سوم۔ص۔۱۷)

حضرت حالی پر بدترین الزام

قارئین محترم! حضرت خواجہ الطاف حسین حالی جو علماء حق کے درمیان شمش العلماء کے لقب سے مشہور معروف ہیں ان کے متعلق خان صاحب کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتا ہے کہ

"مسٹر الطاف حسین حالی سرسید کے داہنے بازو ہیں۔ حالی کا شمار وہابی شاعروں کی صف اول میں کیا جاتا ہے حالی نے اپنے شعرو شاعری کے بل پر مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کی رغبت دلانے اور یوروپین تہذیب پھیلانے میں بھرپور کوشش کی۔" (سوانح اعلحضرت ص۔ ۹۳)

ناظرین ! حضرت حالی رحمتہ اللہ علیہ کی "مسدس حالی" ہمارے ہاتھ میں موجود ہے ہم نے بڑی تحقیق و جستجو کی کہ دیکھیں حالی صاحب کے وہ کونسے اشعار ہیں جس میں انہوں نے یورپین تہذیب کے پھیلانے کی کوشش کی ہے مگر ہم ناکام رہے ۔

البتہ موصوف خان صاحب کی دکھتی رگ پر ضرور ہاتھ پڑ گیا کہ جس کی وجہ سے خان صاحب کو حضرت حالی سے چڑ پیدا ہوئی۔

ملاحظہ فرمائیں۔

کرے غیر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پہ کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں خلل اس سے کچھ آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

(مسدس حالی ص ۹۰)

قارئین ! یہ تھے وہ اشعار جو یورپین تہذیب کے پھیلانے کے لئے کہے گئے۔ خان صاحب نے کتنی جرات کے ساتھ مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہی یہ کہہ کر وہ اپنے اشعار کا استعمال یورپین تہذیب کے پھیلانے کے لئے کیا کرتے تھے۔ صاف صاف یہ نہیں بتایا کہ میری قبر پرستی کی چلتی ہوئی دوکان پر ان اشعار کے ذریعہ تالا ڈالنا چاہا اس لئے مجھ کو ان سے نفرت ہوگی۔

بت گری پیشہ کیا ، بت شکنی چھوڑا

(علامہ اقبال)

اہل اسلام پر کفری راکٹ

قارئین ! خان صاحب نے ایک کفری بارود سے بھرا ایک راکٹ اور داغ دیا جس کی زد میں اسلام کی بڑی بڑی شخصیات آئیں۔ نظارہ فرمائیں!

نواب محسن الملک مہدی علی خان، نواب اعظم یار جنگ، مولوی الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی ڈپٹی نذیر احمد خان دہلوی وزیران نیچریت مشیران دہریت اور مبلغین زندیقیت تھے۔ (تجانب اہل السنۃ ص۔۸۶)

قارئین! جن شخصیات کو خان صاحب زندیقیت کے مبلغ فرما رہے ہیں۔ ذرا علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

شبلی و حالی علامہ کی نظر میں

قارئین! ملاحظہ فرمائیں کہ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ ان شخصیات کے متعلق کیا نظریہ رکھتے تھے۔ اپنی کلیات میں یوں مرثیہ پڑھتے ہیں۔

شبلی کو رو رہے تھے اہل گلستاں
حالی بھی ہو گیا سوئے فردوس رہ نورد
خاموش ہو گئے چمنستاں کے رازدار
سرمایہ گداز تھی جنت کی خوئے درد

(کلیات اقبال۔ ص ۲۳۳)

قارئین ! اب ذرا مولوی احمد رضاخان صاحب کے متعلق بھی علامہ کے تاثر سن لیجئے۔ پھر آگے چلیں۔

میں بھی حاضر تھا وہاں ضبط سخن کر نہ سکا
حق سے جب حضرت ملا کو ملا حکم بہشت
عرض کی میں نے الٰہی میری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لب کشت
نہیں فردوس مقام جدل و قال و اقوال
بحث و تکرار اس اللہ کے بندہ کی سرشت
ہے بد آموزیٔ اقوام و ملل کام اس کا
اور جنت میں نہ مسجد نہ کلیسا نہ کنشت

(کلیات اقبال ص ۱۴۰)

قارئین محترم! حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے اشعار میں بڑی بھاری وزنی اردو استعمال کی گئی شاید آپ سمجھنے سے قاصر رہیں اس بناء پر کسی حد تک ہم آپ کو ان اشعار کا سادہ زبان میں صرف خلاصہ بتا کر آگے لے چلتے ہیں۔

پہلے والے اشعار میں حضرت موصوف نے حضرت علامہ شبلی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ابھی شبلی ہی کا غم دور نہ ہونے پایا تھا کہ حالی نے بھی ہم کو چھوڑ کر جنت کی راہ لی۔

بس اب تو چمنستان اردو کے یہ بلبل ہمیشہ ہمیش کے لئے خاموش ہو گئے۔

دوسرے اشعار میں حضرت علامہ اقبال نے موصوف بریلوی کی جھگڑالو فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی خیر خواہی چاہی گویا جب قیامت کے دن رب کریم کی طرف سے حضرت ملا (احمد رضاخان بریلوی) کو جنت میں جانے کا حکم ملا فوراً حضرت علامہ نے

حاضر ہو کر دست بدستہ رب کائنات سے یوں درخواست کی اے رب کریم گستاخی معاف آپ ان کو جنگ میں جانے کا حکم فرمارہے ہیں ان کی وہاں طبیعت نہیں لگے گی۔ کیوں کہ موصوف کی فطرت ہی میں جنگ و جدال ہے اور جنت لڑائی جھگڑے کی جگہ نہیں۔ قوموں اور ملتوں کی بد خواہی موصوف کا محبوب ترین مشغلہ ہے اور جنت میں وہ بھی نہ ہوگا اس لئے ازراہ کرم ان کو جنت کے ماسوا کسی اور ہی مقام پر قیام کرائیں۔ جہاں یہ تمام چیزیں موجود ہوں۔

قارئین! اب آپ بتائیے کہ جنت کے علاوہ کونسا مقام ہو سکتا ہے جہاں موصوف بریلوی کو یہ تمام چیزیں میسر آجائیں؟ دوزخ!

عطاء اللہ شاہ پر فائرنگ

قارئین! تماشہ دیکھتے جائیے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کی جماعت ناپاک اور مرتد جماعت ہے۔

(تجانب اہل السنہ ص ۹۰)

شاہ اسمٰعیل شہید بال بال بچے

قارئین کرام! خدا جانے خان صاحب کس موڈ میں تھے کہ شاہ صاحب پر رحم آگیا لکھتے ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی۔ اور اس کے اتباع پر بکثرت وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے۔

وھوالجواب و به یفتی و علیه الفتوی وھوالمذہب و علیه الاعتماد فیه السلامة و فیه السدا۔

یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوی ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر اعتماد

ہے اور اسی میں سلامتی ہے اسی میں استقامت۔ (تمہید ایمان ص۔ ۴۸)

قارئین محترم! ہم کو ابھی تک اس راز کا پتہ نہ چل سکا کہ موصوف بریلوی نے اپنی کتاب سبحان السبوح میں حضرت شاہ صاحب پر ۷۵ وجہ سے کفر لازم کر کے ص / ۹۰ پر حکم اخیر کافر نہ کہنے کا مشورہ کیسے دیا۔ جب کہ موصوف کے گھر کا بنا ہوا کارتوس ہے۔ من شك فی كفره و عذابه فقد كفر۔

کیوں کہ اگر کسی مسلمان کے اندر ایک وجہ کفر بھی پائی جا رہی ہے تو اس میں شک کرنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ یہ تو خان صاحب ہی جانے کہ ۷۵ وجوہ کفر شاہ صاحب کے اندر ثابت کرنے کے باوجود ان کو کافر نہ کہنے کا مشورہ کیوں کر دے رہے ہیں اور خود بھی کافر نہیں ہو رہے ہیں۔ برائے کرم کوئی بریلوی اس گتھی کو سلجھائے۔

مولانا عبد الباری فرنگی محلی پر حملہ

قارئین! خان صاحب کے حملہ سے آپ ان کے ایک ضابطہ کو ذہن نشین کر لیں!
کسی نے عرض کیا۔ حضور مرد کو حرام زادہ کہنا درست ہے یا نہیں؟
ارشاد اعلحضرت! یہ حد قذف کا موجب نہیں کہ حرام زادہ کے معنی شریر کے آتے ہیں۔
سوال! اگر کوئی حرام زادی کے معنی شریرہ لے تو حد قذف کا موجب ہوگا یا نہیں؟
ارشاد! ہوگا کیونکہ یہاں عرف کا اعتبار ہے۔ (ملفوظات چہارم۔ ص ۱۰۸)

اب خان صاحب کا فلسفہ مشاہدہ فرمائیں! مولوی عبد الباری کا نام عبد الباری ہے لوگ انہیں باری میاں کہتے ہیں۔ اگر ان کا نام عبد اللہ ہوتا تو لوگ (عبد حذف کر کے) اللہ میاں کہتے لہذا مولوی عبد الباری کافر ہیں۔ (سوانح اعلحضرت ص۔ ۲۸۸)

قارئین! ویسے تو آپ مسئلہ کی نوعیت بخوبی سمجھ گئے ہوں گے لیکن کچھ کمزور

صلاحیت والے ہمارے قارئین ہیں ان کے سبب ہم قدرے وضاحت کرتے ہیں۔
مولوی احمد رضا کو یہاں یہ اعتراض ہے کہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کا پورا نام عبدالباری ہے جس کے معنی باری کا بندہ۔ الباری اللہ تعالی کا صفتی نام ہے۔ مگر لوگ ان کے نام سے عبد ہٹاکر باری میاں کہتے ہیں اگر خدا نخواستہ ان کا نام عبداللہ ہوتا تو لوگ عبد ہٹاکر اللہ میاں کہتے! اس لئے عبدالباری میاں کافر ہیں۔ یہ ہے پوری بحث۔
قارئین۔ خان صاحب کے تعصب کی داد دیجئے کہ وہ ایک طرف تو عرف کا سہارا لے رہے کہ حرام زادہ کہنا حد قذف کا موجب نہیں مگر حرام زادی کہنا حد قذف کا موجب ہوگا۔ کیوں کہ یہ عوام کے معاشرہ میں زیادہ استعمال نہیں۔ تو کیا خان صاحب کی عقل دانی میں اتنی بات نہ آئی کہ باری میاں بھی تو عوامی معاشرہ میں عرف بن چکا ہے۔ کوئی شخص بھی عبدالباری کو باری میاں بول کر اللہ میاں مراد نہیں لیتا۔ اب ذرا اس بحث کا رخ بدل لیجئے!
کسی نے خان صاحب سے پوچھا! اللہ صاحب کہنا کسیا ہے؟
جواب! جائز ہے۔ (ملفوظات سوم۔ ص۔ ۴۰)
قارئین! یہ ہے خان صاحب کی دلیری کہ اللہ تعالی کو اللہ صاحب بنا دیا جب کہ عرف میں کہیں بھی اللہ صاحب رائج نہیں۔ اگر اللہ تعالی کے کسی صفتی نام کا استعمال کرنا ہوگا تو کیا بنے گا۔ مجید صاحب، غفور صاحب، ماجد صاحب، سمیع صاحب، عزیز صاحب، کریم صاحب۔ بتائیے خان صاحب کہ مجید، غفور، سمیع، عزیز کریم یہ سب تو اللہ تعالی کے صفاتی نام ہیں تو کیا آپ اللہ تعالی کو اس طرح پکارتے ہیں یا

تو معلوم ہوا کہ یہ عرف عام میں مستعمل ہیں مجید صاحب کہہ کر کوئی اللہ تعالی نہیں

سمجھے گا اسی طرح باری میاں کہہ کر اللہ مراد نہیں لے گا۔ سمجھے خان صاحب!
ہاں خان صاحب تو دنیا میں رہے نہیں ان کی ذریت ناہنجان کے لئے یہ مسئلہ اہم ہے۔

عرض! ایک شخص نے وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھ لی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟
جواب! وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھنا۔۔۔۔ کفر ہے۔ (ملفوظات ص۔۷۷)

سوال! حضور وہابیہ کی جماعت چھوڑ کر الگ نماز پڑھ سکتا ہے؟
جواب! نہ ان کی نماز نماز ہے اور نہ ان کی جماعت جماعت۔ (ملفوظات اول ص ن ۱۰۹)

سوال! وہابیہ کی بنوائی ہوئی مسجد مسجد ہے یا نہیں؟
جواب! کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔ (ایضا ص)

سوال! وہابی موذن کی اذان کا اعادہ کیا جائے یا نہیں؟
جواب۔ جس طرح ان کی نماز باطل اسی طرح ان کی اذان بھی۔ (ملفوظات ص۔ ۱۰۹)

سوال! حضور یہ دعا کرنا اللہ وہابیوں کو ہدایت کرے جائز ہے یا نہیں؟
ارشاد! وہابیہ کے لئے دعا فضول ہے۔ (ملفوظات سوم ص۔۳۹)

زیر لب مسکرائیے

قارئین! آپ تھک تو نہیں گئے۔ بریلویوں کے ایک ملاجی کا تبصرہ بھی سن لیجئے کہ کیا فرماتے ہیں۔ اعلحضرت تکفیر مسلم میں بہت محتاط تھے اس مسئلہ میں جلد بازی سے کام نہ لیتے تھے۔ (ملفوظات سوم ص۔۳۹)

ایک میزائل دیو بند کے قلعہ پر

قارئین کرام، خانصاحب سے پوچھا گیا کہ ایک جلسہ میں آریہ، عیسائی، دیو بندی وغیرہ جو اسلام کا نام لیتے ہیں وہ بھی ہو وہاں دیو بندیوں کا رد نہ کرنا چاہئے۔

جواب: کیوں کیا ان سے موافقت کی جائے گی۔

عرض! آریہ وغیرہ کہیں گے کہ اسلام ہی میں اختلاف ہو گیا ہے۔

ارشاد! حاشا اسلام میں اختلاف نہیں۔ اسلام واحد ہے یہ لوگ اسلام سے نکل گئے، مرتد ہو گئے۔

مرتدین کی موافقت بدتر ہے کافر اصلی ہے۔ (ملفوظات سوم۔ ص۔۷۷)

ایک عالم ربانی کا اقتناع

قارئین کرام! علی گڑھ میں حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی اپنے وقت کے عالم ربانی سمجھے جاتے تھے آپ بہت خاموش مزاج اور خلوت پسند تھے۔ آپ نے تصوف میں بڑا کمال حاصل کیا تھا۔ تقوی و طہارت میں یگانہ اور علم و فضل میں فرزانہ تھے۔ آپ ہمہ تن ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود عالم اسلام اور خصوصاً ہندوستان کے سیاسی سماجی فکری علمی حالات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اور خان صاحب کے تکفیری مشن سے بہت ہی بے چین رہتے تھے۔ ایک تو اس وقت کے حالات نے مسلمانوں پر جو کچھ بنا رکھی تھی اس کا سارا درد آپ کے پہلو میں تھا دوسرے خان صاحب نے زخم پر زخم لگا کر آپ کو بے تاب کر دیا تھا۔ ایسے وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے آپ نے بہت ہی مشفقانہ لہجہ میں مسلمانوں کو کافر بنانے سے

متعلق ایک اتنائی خط خان صاحب کو بالآخر لکھ ہی دیا۔

" آپ نے لکھا! (مولوی احمد رضا) آپ ذرا غور فرمائیں ہماری سختی اور تشدد نے ہمارے فرقہ اہلسنت کو اور بالخصوص احناف کو کیسا سخت صدمہ پہنچایا۔ آخر میں لکھا۔ مولانا خدا کے لئے غور کیجئے اور دشمنان دین (انگریز) کو ہم پر اور ہمارے پاک مذہب پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے۔" (مراسلات سنت ندوہ ص۔۱۶)

قارئین کرام! ذرا انصاف سے بتائیے کہ حضرت کا کتنا عاجزانہ انداز اور کتنے مشفقانہ الفاظ ہیں جو ایک بزرگ اپنے چھوٹے کو لکھ رہا ہے۔ آپ بتائیے کہ اس کا نتیجہ کیا ہونا چاہئے تھا۔؟

مگر خان صاحب کی اکھڑپن طبیعت نے حضرت کو صلہ کیا دیا وہ بھی ملاحظہ کر لیں۔

" حضرت آپ کا خط سر آنکھوں پر لیکن آپ بھی کافر۔

گویا خان صاحب کی کفر کی توپ اندھے کی لاٹھی تھی جو اچھے اور برے میں تمیز ہی نہیں کر پاتی تھی۔

علامہ اقبال نے بجا فرمایا تھا

ہے بدآموزی اقوام و ملل کام اس کا

(کلیات ص۔۲۱۰)

......کی دم ٹہری کی ٹہری

قارئین محترم! اب ذرا اس عنوان کے تحت گھریلو شہادت بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

معلوم کچھ ایسا ہوتا ہے کہ بریلوی صاحب کے حلقہ مریدین میں سارے ہی لوگ عقل سے پیدل نہ تھے بلکہ کچھ سنجیدہ مزاج، نیک طبیعت اور عقل و شعور کے مالک

بھی تھے۔ جو وقتاً فوقتاً خان صاحب کو اچھے برے کی تمیز سکھاتے رہتے تھے۔ انہی میں سے خان صاحب کے خلیفہ اعظم اور بریلویوں کے امیرالمومنین اول مولانا سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی بھی تھے۔ مگر خان صاحب بالآخر خان صاحب تھے۔ اس کا نقشہ سوانح اعلحضرت کے مصنف نے یو کھینچا کہ ایک بار حضرت مولانا صدر الافاضل سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور کی کتابوں میں وہابیوں، دیوبندیوں غیر مقلدوں کے عقائد باطلہ کا رد ایسے سخت الفاظ میں ہوا کرتا ہے کہ آج کل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہی حضور کی کتابوں کو پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں تو گالیا بھریں ہیں۔ لہذا اگر حضور نرمی اور خوش بیانی کے ساتھ وہابیوں دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو نئی روشنی کے دلدادہ جو اخلاق و تہذیب والے کہلاتے ہیں وہ بھی حضور کی کتابوں کے مطالعہ سے مشرف ہوں۔ اب بدعتی صاحب کا جواب بھی ملاحظہ فرمالیں۔

"حضرت صدر الافاضل مراد آبادی کی یہ گفتگو سن کر اعلحضرت آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا۔ مولانا! تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوتی۔"

(سوانح اعلحضرت ص۔ ۱۲۱)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

نتیجہ ہٹ دھرمی کا

قارئین محترم! خان صاحب کے ہٹیلے پن کا جو نتیجہ سامنے آیا وہ بھی مشاہدہ کرتے چلیں! مسلمان احمد رضا سے بدظن ہو گئے تھے۔ آگے سنئے۔

" مسئلہ خلافت سے ان کو اختلاف تھا۔ انتقال کے قریب ان کے خلاف مسلمانوں میں بہت چرچا ہو گیا تھا۔ اور ان کے مرید و معتقد اختلاف خلافت کے سبب ان سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ (کتابی دنیا مقالہ حسن نظامی)

قارئین! اگر اب بھی یقین نہ آیا ہو آئیے ہم خود خان صاحب ہی کی زبان شہادت دلواتے ہیں۔

(احمد رضا) ارشاد فرمایا کہ میری اتنی عمر گذر گئی لوگ میری مخالفت ہی کرتے رہے۔ (ملفوظات چہارم ص۔۴۹)

سنیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں
پھول ہو کر بن گئے کیا خار ہم
دشمنوں کی بھی آنکھ میں پھول تم
دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

(احمد رضا حدائق ص۔۳۱)

حضرت مولانا خلیل احمد بریلوی فرماتے ہیں کہ انگریز نے علماء حق کے مقابلہ کے لئے شکم پرست بندگان زر بدعتی ملاؤں کو اپنا آلہ کار بنایا۔ (فسادی ملا ص۔۱۰)

باغی مریدین

قارئین کرام! ذرا خان صاحب کے باغی مریدین کے اپنے پیر کے متعلق خیالات بھی ملاحظہ فرمائیں!

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا
ہر خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

(کلیات اقبال ص۔ ۶۵۸)

ندوۃ العلماء کا مختصر تعارف

قارئین محترم! آج سے سو سال قبل مسلم علماء کی ایک تحریک وجود میں آئی تھی۔ جس کو ندوۃ العلماء کہا جاتا تھا اس وقت وہ کسی مدرسہ کا نام نہ تھا بلکہ ایک مستقل مشن کا نام تھا۔ اس مشن میں اول درجہ کا جو مقصد تھا وہ یہ کہ مسلمانوں کے اندر باہمی اتحاد و اتفاق قائم کر کے ملت کی ساکھ کو کمزور ہونے سے بچایا جائے۔ چنانچہ اس کا پہلا جلسہ عام کانپور میں حضرت مولانا محمد علی مونگیری کی صدارت میں ہوا۔ جس میں تمام اسلامی فرقوں کے ہندوستان بھر سے بڑے بڑے چوٹی کے علماء اپنے تمام ثانوی درجہ کے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر شریک ہوئے۔ یہاں تک کہ بریلی شریف سے خان صاحب بھی تشریف لائے۔ لیکن جب دیکھا کہ علماء حق سے تمام کرسیاں پر ہیں اور اس مجلس میں وہ بے نور چراغ معلوم ہوتے ہیں تو اندر ہی اندر اس کو اپنی توہین سمجھتے رہے اور اب وہ اس موقع کی تلاش میں رہے کہ کسی عالم کی تقریر کے کسی جملہ پر اختلاف کر کے اٹھ کے چل دیا جائے۔ خدا جانے کس کی تقریر پر ان کو یہ موقع ہاتھ آیا اور احتجاجا کھڑے ہوئے اور چل دیئے۔ لکھتے ہیں۔

"میں مجلس عاملہ کا رکن خصوصی ہوتے ہوئے اپنی اور مولانا محمد حسین صاحب کی توہین پر احتجاجا اس مجلس سے جا رہا ہوں۔ (اکرام امام احمد رضا ص۔ ۴۴)

علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے چلتے ہوئے ایک جملہ کس دیا۔

تیرا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی
کہ ترے شعلے میں سرکشی و بے باکی

اہل ندوۃ جہنمی

معزز قارئین! کسی نے خان صاحب سے پوچھ لیا کہ ندویوں کو کیسا سمجھنا چاہئے؟
ارشاد فرمایا! ندوہ کھچڑی ہے۔ چوں کہ

اسپ سنت مادہ خر ازبدعت آور دہ بہم
استر ندوہ بدست آرند و مفخری نی کنند

(حدائق سوم ص۔ ۳۲)

سنت کا گھوڑا جب بدعت کی گدھی پر چڑھا تو ندوہ کا خچر پیدا ہوا اسی پر ندہ والے فخر کر رہے ہیں۔ میں تو عین جلسہ میں مولوی محمد علی ناظم سے یہ کہہ کر اٹھا ہوں کہ مولوی صاحب آپ اس مجمع کو دیکھتے ہیں۔ یہ سب جہنم میں جائے گا۔ (ملفوظات دوم ص۔ ۸۳)

ندوہ کے خلاف رزم آرائیاں

قارئین محترم! موصوف بریلوی کانپور میں فرشتوں کی مجلس عاملہ سے حضرت عزرائیل کی طرح اٹھ کر چلے آئے تھے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ وارننگ بھی دے کر آئے تھے کہ میں اس کے کارکونوں کو بھکاؤں گا فتنہ میں ڈالوں گا۔ اس کے جواب میں حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے جو جواب دیا تھا وہ بھی آپ کو یاد ہوگا۔ صرف ورق الٹ کر پھر تازہ کر لیجئے۔ اور آگے موصوف کی فتنہ انگیزیاں دیکھئے۔ ایک بریلوی

صاحب لکھتے ہیں۔ ۱۳۱۹ھ میں کلکتہ میں ندوہ کے اجلاس کے جلی حروف میں پوسٹر شائع ہوئے ۔۔۔ امام احمد رضا اور حاجی صاحب کے تار پر والد ماجد اجلاس سے تین دن قبل کلکتہ پہنچ گئے ۔ اعلی حضرت بریلی سے اجلاس کے دن تشریف لائے ۔ تحریک ندوہ کے رد میں اہل سنت کے اجلاس دو دن منعقد ہوئے اور اہل ندوہ کو کلکتہ سے نامراد و ناکام جانا پڑا ۔ نوٹ ۔ اس کی صحیح حقیقت تاریخ ندوہ میں دیکھی جائے ۔

آگے لکھتے ہیں ۔ کلکتہ کے بعد اہل ندوہ کی طرف سے بنگلور میں زور دار اجتماع کا اعلان ہوا ۔۔۔ والد ماجد اجلاس سے ایک ہفتہ قبل بنگلور پہنچ گئے اور تقریروں کا سلسلہ شروع ہو گیا ۔ جس میں آپ نے اہل سنت والجماعت اور مخالفین اہل سنت کے افکار و عقائد کو بیان کیا جس کا اثر یہ ہوا کہ اہل ندوہ کو اپنا اجلاس ملتوی کرنا پڑا اور اور آگے لکھتے ہیں ۔

اعلحضرت نے ندوہ کی معاند اہل سنت کارروائیوں کو خوب واشگاف کیا اور ان کے بارے میں علمائے حرمین کے سامنے استفتاء پیش کیا اور فتوی طلب کیا حرمین کے یہ فتوے مندرجہ ذیل عنوان سے عربی مع اردو ترجمہ شائع ہوئے ۔۔۔ " فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین " اس کی اشاعت نے تحریک ندہ کو بہت صدمہ پہنچایا ۔ علمائے اہل سنت (بریلویوں) کی طرف سے برابر اہل ندوہ کے قابل اعتراض افکار و عقائد کا تعاقب ہوتا رہا اور یہ سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا ۔ (اکرام احمد رضا ۔ ص ۔ ۴۹)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں ۔ بریلوی علماء کرام نے ندوہ کے رد میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی تحریری رد میں بھی کامل حصہ لیا اور قریب دو سو کتابیں اور رسائل تصنیف فرما کر مفت تقسیم کئے ایک ہزار اشتہاروں کی اشاعت کی جلسوں کی رودادیں طبع کرا کر شہر در شہر پہنچائیں ۔ مصارف کا اندازہ ایک لاکھ روپئے سے اوپر کا ہے ۔ ندوہ کا فتنہ عظیم ۱۳۲۰ھ میں مدارس پہنچ کر ختم ہو گیا ۔ (سوانح اعلحضرت ص ۱۴۷)

قارئین ! یہ ایک لاکھ کا صرفہ اس گراں دور میں کہاں سے آیا یہ سب انگریز کا عطیہ تھا۔ دیکھئے جادو کی صندوقچی ص ۱۲۳ پر۔

ندوہ پر بددعا کا گولہ

قارئین کرام! خان صاحب نے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا مگر حق تو اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہو سکا باطل پرست خان صاحب خود مٹ گئے۔ سنئے ان کی ایک دوسری کوشش!

حضرت شاہ جی میاں نے فرمایا کہ کہئے مولانا! (احمد رضاء) ندوہ کا اب کیا حال ہے حضور اعلحضرت قبلہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ ندوہ دم توڑ رہا ہے آپ کی دعا کی ضرورت ہے۔ حضرت شاہ جی میاں صاحب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ دعا تو ہم کرتے ہیں لیکن ندوہ بچھڑے گا تمہیں سے۔ (اجمل انوار رضا ص۔۱۴)

ندوہ پر اللہ کا فضل

قارئین کرام! اللہ تعالی کا دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو پر روز اول ہی سے یہ کرم و احسان رہا کہ علماء حق کی جماعت سے ان بازاری پیٹ کے پجاری علماء کو علحدہ فرما دیا تھا جو مستقبل میں اس تحریک مصطفویہ کے لئے زہر ہلاہل ثابت ہو سکتے تھے۔ اور یہ محض اس کی رحمت کا جھونکا ہی تو تھا کہ عین جلسہ کے موقع پر خان صاحب جیسے کوڑے کرکٹ کو نکال باہر کر دیا۔ ورنہ اگر خان صاحب اس تحریک سے وابستہ رہتے تو یہ تحریک اب اس طرح ابھر کر سامنے نہ آتی کہ اس کے مرکز میں حرم شریف کا امام بھی قدم رکھتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہے اور دنیا بھر کے علماء محققین

اس کی زیارت کو ترستے ہیں۔ اب ہم آپ سے تھوڑی دیر کے لئے الگ ہوا چاہتے ہیں آپ ندوہ میں امام حرم کی آمد میڈیا کی زبانی سنئے۔

علم و فضل کی کہکشاں

قومی آواز ـــ لکھنو لکھتا ہے۔ ندوۃ العلما لکھنو کے ایک گوشے میں یونی ورسٹی اور آرٹس کالج کے قریب واقع اپنی عمارتوں اور طلباء اساتذہ کی تعداد کی اعتبار سے ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ ۱۲۔۱۳ ر نومبر کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لکھنو کا پورا شہر یہاں امنڈ آیا ہے۔ دوسرے شہروں کے لوگ بھی جوق در جوق چلے آرہے تھے۔ ندوہ کی سڑک نہ صرف دن دن بھر بلکہ رات رات بھر چلتی رہی۔ یہ لوگ ایک خاص تقریب میں شرکت کرنے اور ایک عجیب منظر کو دیکھنے آرہے تھے۔ تقریب تھی دو روزہ بین اقوامی اجتماع برائے امور تعلیم و دعوت اور منظر تھا کہکشاں کا۔ علم و فضل اور دین و دعوت کے آسمان پر جگہ جگہ جگمگانے والے ستارے ایک جگہ اتر آئے تھے اور ندوہ کے وسیع سبزہ زار پر بنے لمبے چوڑے اسٹیج پر ایک ساتھ دیکھے جا سکتے تھے۔ یہ ستارے حرمین شریفین سے آئے تھے، ترکی اور شام سے انگلستان اور انڈونیشیا سے۔ ملیشیا اور مصر سے، مقدس حجام اور مظلوم فلسطین سے یورپ اور افریقہ سے اور دوسرے ملکوں کے علاوہ ہندوستان کے مختلف حصوں اور باوقار دینی اداروں سے آئے تھے۔ اجتماع کے صدر اور میزبان ندوۃ العلماء کے ناظم مولانا سید ابوالحسن علی تھے اور افتتاح کیا حرمین شریفین کے رئیس الامام و خطیب علامہ شیخ محمد عبداللہ السبیل نے جو مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے انتظامی امور کے سربراہ بھی ہیں۔ رئیس الامام کے ساتھ ایک اعلا سطحی وفد خصوصی ہوائی جہاز پر آیا تھا۔ اور حجاز سے

آنے والوں میں مکہ یونی ورسٹی کے پروفیسر مدینہ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر اور رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری بھی شامل تھے۔ ترکی سے بھی پانچ مندوبین آئے تھے اور علی میاں کے نام نجم الدین اربکان کا ایک خط لائے تھے۔ وہاں کچھ عرصہ پہلے علی میاں کی حیات اور خدمات پر ایک بین اقوامی سمینار ہوا تھا اور ترکی میں ان کی کتابیں جس ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں اس کا وفد کے لیڈر نے عقیدت مندی کے ساتھ ذکر کیا۔

ایسی ہی عقیدت کا اظہار باہر سے آئے ہوئے قریب ہر مندوب نے اپنی تقریر میں کہا گویا علی میاں سے عقیدت اور ان کے علم و فضل کا اعتراف تمام تقریروں کی قدر مشترکہ تھی۔ خود مولانا نے کوئی دعوا کرنے کے بجائے اپنی افتتاحی تقریر دعوت تک محدود رکھی اور مسلمانوں کو اچھا اور معیاری انسان اور ہم وطنوں کے لئے ایک نمونہ بننے کی تلقین کی۔ انھوں نے کہا کہ امام حرم کی موجودگی میں صدارت کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انھیں پس و پیش ہو رہا ہے اور ان کے رسمی طور پر صدر بن جانے کے باوجود اجتماع کے اصل صدر علامہ السبیل ہی ہیں۔ وہ منظر بھی عجب روح پرور تھا جب مولانا ابوالحسن علی کے ایک طرف امام حرم بیٹھے تھے اور دوسری طرف مسجد اقصی کے امام۔ ایک اور عجیب منظر یہ دیکھنے میں آیا کہ ہزاروں انسانوں کا ہجوم عربی میں ہونے والی تقرروں کو جو بیشتر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی دھیان اور سکون سے سن رہا تھا۔ شاید یہ ندوۃ العلماء کی خصوصیت ہے اس لئے کہ ایسا ڈسپلن اور ایسی خاموشی اس قسم کے جلسوں میں کہیں اور بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ تقریروں اور قرار دادوں میں دینی امور اور عقیدے کی اصلاح کے علاوہ تعلیمی امور پر بھی توجہ دی گئی۔ دراصل دینی مدرسوں کے نصاب تعلیم کی اصلاح

کرنا اور اسے زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق رکھنا ندوۃ العلماء کے قیام کا ایک بنیادی مقصد تھا۔ اس میدان میں ندوہ اور اس کے اکابر کی خدمات کا پوری دنیا میں اعتراف کیا جارہا ہے۔ اور حالیہ اجتماع نے بھی کہا ہے کہ سماجی و سائنی علوم کے نصابی خاکے اسلام کے مزاج کے مطابق وضع کئے جائیں۔

اس اجتماع کی مثال ندوہ ہی کے ۸۵ ویں جشن تعلیمی سے دیکھا سکتی ہے جو ۱۹۷۵ء میں ہوا تھا اس میں بھی اتنا ہی بڑا مجمع تھا اور ایسے ہی باوقار علماء اور فضلاء دنیا کے مختلف حصوں سے آئے تھے۔ علم و فضل کی کہکشاں کو شہریوں نے ایسی ہی دلچسپی اور عقیدت سے دیکھا تھا۔ اس وقت اتر پردیش میں ہیم وتی نندن بہوگنا کی کانگریسی حکومت قائم تھی۔ انہوں نے مالی تعاون کی پیشکش بھی کی تھی، مگر ندوہ کے اکابروں نے شکریہ کے ساتھ اسے قبول کرنے سے معذوری ظاہر کردی تھی۔ البتہ شہری سہولتیں فراہم کرنے اور پانی روشنی صفائی کے بندوبست اور سڑکوں کی مرمت جیسے معاملوں میں وزیر اعلیٰ نے ذاتی دلچسپی لی اور وقتاً فوقتاً خود نگرانی کرتے رہے۔

(قومی آواز لکھنو ۱۴/ نومبر ۷۰)

بریلویت کو ایک چیلنج

قارئین محترم! بریلویت کو ہم چیلنج دیتے ہیں کہ اگر وہ صحیح العقیدہ اور حق پرست ہیں تو آج ہی امام حرم تو کیا وہاں کے کسی ادنی عالم ہی کو دعوت دے کر دیکھ لیں اگر وہ دعوت قبول کر کے بریلی آنے پر راضی ہو جائے تو آج ہی بریلویت اور دیوبندیت کا فیصلہ ہو جائے گا۔

ولن تفعلو فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة۔

انگریزوں کا ایجنٹ

قارئین محترم! ایک گھریلو شہادت ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی جو مفتی خلیل احمد صاحب کی طرح بریلویوں کے سربراہ ثانی سمجھے جاتے تھے۔ خان صاحب کے متعلق تبصرہ پیش کرتے ہیں۔

وہ (احمد رضا) خلافت تحریک اور ہر اس تحریک کے جانی دشمن تھے۔ جو انگریزی راج کے خلاف ہو۔ (ذکر آزاد ص۔ ۱۴۰)

گنجے کو ناخن ملے تو کیا ہوگا

قارئین! خان صاحب کی اونچی اڑان بھی دیکھئے کہ وہ کاشانہ بریلی میں کیسے وزیر اعظم بننے کا تصور کئے بیٹھے تھے۔ مگر افسوس کہ مرتے دم تک ان کی یہ امید پوری نہ ہو سکی۔ خان صاحب کی آرزو تھی۔

کاش سلطان گویا ہے رضا
انشاء اللہ میں وزیر اعظم

(حدائق بخشش سوم)

بریلوی صاحب انگریز حکومت کے اتنے دلارے بن چکے تھے کہ ان کو سو فی صد یقین تھا کہ مستقبل کا وزیر اعظم میں ہی ہوں۔ ایک دوسری جگہ رضا خانی حکومت قائم ہو جانے پر اپنے مخالفین کے ساتھ وہ کس حسن سلوک کا مظاہرہ فرمائیں گے اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

۱۔ ان کی عورتیں لونڈیاں بنالی جائیں گیں

۲۔ ان کی عورتوں کو بلا طلاق دوسروں سے نکاح کر دیا جائے گا۔

۳۔ وہ ذمی بن کر نہیں رہ سکتے۔

۴۔ ان کو امان دینا جائز نہیں۔

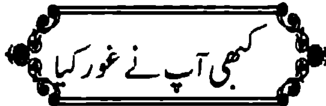
۵۔ ان سے جزیہ لینا بھی جائز نہیں۔

۶۔ ان کا نکاح کسی کافر و مرتد سے بھی نہیں کیا جا سکتا (احکام شریعت ص۔۲۰)

قارئین! یاد ہوگا آپ کو یہ وہی خان صاحب ہیں جن کو کل جبل پور کی روانگی میں سچے نائب رسول سے تشبیہ دی گئی تھی کیونکہ (نعوذ باللہ) آقائے مدنی نے بھی فتح مکہ کے موقعہ پر اپنے مخالفین کے ساتھ یہی حسن سلوک کیا تھا؟ کہ مشرکین کی عورتیں لونڈیاں بنالی گئیں تھی۔ اور ان کو امان بھی نہیں دی گئی تھی وغیرہ۔

روح سلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب

(علامہ اقبال)



قارئین محترم! کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا کہ بریلوی صاحب ہزاروں ہزار علمائے حق پر کفر کا فتوی لگا کر اور اپنے کو پکا سچا مسلمان بتا کر سب سے الگ تھلگ کیوں نظر آتے ہیں؟

یہ ایک سوال ہے اہم سوال۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ تھی کہ اگر خان صاحب انگریز دوستی کے ساتھ علمائے حق سے بھی رابطہ رکھتے تو اس رابطہ کی بناء پر انگریز سے خفیہ ساز باز کا راز فاش ہو جاتا۔ اس لئے آپ تمام علماء حق کو کافر بناتے گئے اور دوسری طرف ان کفری فتووں سے انگریز گورنمنٹ کو تقویت بھی پہنچاتے رہے۔

خلیفہ منصور اور گویا

قارئین محترم! بغداد کے خلیفہ منصور کے دربار میں ایک گویا حاضر ہوا۔ اس نے خلیفہ کی جھوٹی تعریف میں خلیفہ کو ایک بڑا لمبا چوڑا قصیدہ بڑی خوش آواز میں سنایا۔ خلیفہ بہت غور سے سنتا رہا۔ آخر میں وہ گویا خلیفہ منصور سے انعام واکرام کا طالب ہوا۔ منصور نے کہا کہ تم نے جتنی بھی میری تعریف کی ہیں ان میں سے کسی کا بھی مستحق نہیں لہذا انعام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بالاخر وہ گویا خائب و خاسر واپس ہوا۔

بریلوی صاحب اور ایک گویا

قارئین محترم! اب ذرا خان صاحب کی کم ظرفی بھی ملاحظہ فرمائیں۔
مولوی ظفرالدین بہاری کا بیان ہے کہ شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی قادری رضوی حضور (اعلحضرت) کی خدمت میں حج کی واپسی پر حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل اشعار آپ کی تعریف میں نہایت ہی خوش آواز سے پڑھ کر سنائے۔ اور بریلوی صاحب اپنی تعریف ایک گوئیے کی زبانی سن کر دو دو ہاتھ اچھل اچھل جاتے تھے۔ آپ بھی سن لیں۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

(پھر تو خدا سے کچھ کم نہیں زیادہ ہی ہوں گے)۔

جو مرکز ہے شریعت کا مدار ہے اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ مکرر ارشاد ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

بریلویوں کو اب تو کعبہ شریف جانے کی قطعا ضرورت نہ رہی

عرب میں جا کے ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صورت کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

عجم کے واسطے نہیں صرف بریلویوں کے واسطے

عیاں ہے شان صدیقی تمہاری شان تقوی سے
کہوں اتقیاء نہ کیوں کہ جب کہ خیرالاتقیا تم ہو

بے شک اسی لئے کوٹھے والی سے آشنائی تھی

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق ، اکناف عالم میں
امام اہلسنت نائب غوث الوری تم ہو

ہاں! سارے علماء مرگئے ان کے سر پہ ہاتھ دھرگئے

قارئین کرام! اب آگے مولوی بہاری صاحب کا مزید تبصرہ سنئے کہتا ہے۔

مولانا جب اشعار پڑھ چکے تو حضور نے ارشاد فرمایا! مولانا میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں اپنے عمامہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو بہت قیمتی تھا کہ یہ عمامہ آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں البتہ میرے کپڑوں میں ایک بیش قیمت جبہ ہے وہ پیش کئے دیتا ہوں۔ (حیات اعلحضرت ص ۷۵)

قارئین! وہ قیمتی اور بہت ہی قیمتی عمامہ اور بیش قیمت جبہ کہاں سے آیا تھا؟ آپ پتہ لگائیے۔ ....

شکل چڑیلوں کی مزاج پریوں کا

قارئین محترم! تجلی الٰہی پڑنے والی ہے موسیٰ کی طرح بے ہوش مت ہو جائے گا۔ ایک مرید کہتا ہے

کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر
ملتی ہے اللہ سے تصویر میرے پیر کی

(دیوان محمدی ص۔ ۵،)

ایک دوسرا مرید عبدالسلام اپنے پیر جی کے متعلق لکھتا ہے۔
میرے دل کی آواز ہے کہ جبرئیل علیہ السلام جب انسانی شکل میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوتے ہوں گے تو وہ آپ کی شکل ہوتی ہوگی۔
(شہباز قدس ص۔ ۳۸)

ایک اور جگہ احمد رضا کو فرشتوں کی محفل کی موم بتی اور خدا کا نور بنا دیا گیا۔

شمع بزم قدس کا جلوہ ہے تو
نور حق ، نور خدا احمد رضاء
(حدائق)

خدا کے لئے نایاب تحفہ

قارئین محترم! آپ کو معلوم ہوگا کہ ہندوستان چیزوں کی نقل بنانے میں بڑا ماہر بھی ہے اور مشہور بھی۔ جب وہ کسی دوسرے ملک کی بنی ہوئی نایاب چیز دیکھ لیتا ہے ہو بہو اس کی نقل تیار کر دیتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ لوگ بعد میں اصل اور

نقل میں فرق کر لیتے ہیں۔ اس فن میں بریلی شریف بھی کچھ پیچھے نہیں ہے۔
ملاحظہ فرمائیں! حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال کے وقت یہ فرمایا تھا کہ اگر حشر میں میری بخشش کے لئے خدا پوچھ لے کہ کیا سامان بخشش ہے تو میں اپنے شاگرد رشید ابو یوسف کو پیش کر دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ میری نجات ہو جائے گی۔ (دیکھئے سیر النعمان)

آئیے اب بریلی چلے چلتے ہیں۔ اور اس مقولہ کو کسی بریلوی کی دوکان پر تلاش کرتے ہیں۔ لیجئے یہ ہیں بریلوی صاحب کے مرید باصفا مولوی عبد الحکیم خان ان کے یہاں آپ کو اس مقولہ کی نقل ملے گی۔ کہتے ہیں۔

حضرت شاہ آل رسول ماہری (اعلحضرت کے شیخ) نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بروز حشر اگر اللہ جل شانہ پوچھے گا کہ اے آل رسول! میرے لئے دنیا سے کیا لایا؟ تو میں عرض کر دوں گا۔

اے پروردگار میں تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔ (ہندوستان کا نایاب تحفہ)۔

(الامن والعلی ص ۱۲)

قارئین کرام! ذرا ٹھنڈے دل سے انصاف کے ساتھ بتائیے کہ قیامت میں رب کریم کسی سے یہ سوال کریں گے کہ بتا دنیا سے میرے لئے کیا لایا؟ پھر احمد رضا وہ کونسا نایاب تحفہ ہیں کہ اس تحفہ کو لیتے ہی خدا خوش ہو جائے۔ آپ اصل مقولہ کو ایک بار پڑھ لیجئے اور خود فیصلہ کر لیجئے۔

اصطلاحات کا بیجا استعمال

قارئین محترم! علماء محققین نے حضرات انبیاء کرام صحابہ عظام اور تابعین مرام

کے لئے القاب و آداب ان کے مراتب کو ملحوظ رکھتے ہوئے متعین فرمائے تھے۔ جن کو اصطلاح کہا جاتا ہے۔

۱۔ انبیاء کرام کے اسماء (ناموں) کے بعد علیہم السلام کی اصطلاح خاص ہے۔

۲۔ رضی اللہ تعالی عنہ کا استعمال صرف صحابہ کے لئے خاص ہے۔

۳۔ تابعین تبع تابعین اولیاء کرام، مفسرین اور بڑے سے بڑے قطب کیلئے رحمۃ اللہ علیہ، نور اللہ مرقدہ، یا مرحوم مغفور کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کی اصطلاح صحابہ کے ساتھ یا صحابہ کی اصطلاح نبی کے ساتھ استعمال کرنا ممنوع ہے اور قطعا حرام۔ مثلا آپ یوں نہیں کہہ سکتے۔ ابو بکر علیہ السلام عمر فاروق علیہ السلام۔ ابوہریرہ علیہ السلام۔ حالاں کہ معنوی اعتبار سے بالکل غلط نہ ہوگا۔ اسی طرح آپ نبی کو حضرت عیسی رضی اللہ عنہ محمد رضی اللہ عنہ۔ موسی رضی اللہ عنہ نہیں کہہ سکتے۔ اب اس سے نیچے آئیے آپ کسی صحابی کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا نہ دیکھے گے۔ چوں کہ رضی اللہ ان کے ساتھ خاص ہے اگر کوئی لکھ دے تو معنی کے اعتبار سے قطعا وہ بھی غلط نہ ہوگا مگر لکھنے والا گستاخ اور بے ادب کہا جائے گا اور قاری کے ذہن میں فورا خیال پیدا ہوگا کہ شاید یہ صحابی نہیں ہے چوں کہ اگر صحابی ہوتا تو رضی اللہ لکھا ہوتا۔ اسی طرح آپ کسی صحابی کے نام کے ساتھ حضرت، مولانا امام العصر علامہ وغیرہ نہیں لگا پائیں گے۔ آپ نے کبھی یہ بھی نہ سنا ہوگا کہ خلیفہ اول حضرت مولانا ابو بکر صدیق اکبر رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے رسول سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت مولانا عمر فاروق، حضرت مولانا بلال رحمۃ اللہ علیہ یوں روایت کرتے ہیں۔ ان حضرات کے ساتھ تو صرف رضی اللہ تعالی ہی کافی ہے ان کو بریلویوں کی طرح درجنوں القاب و آداب کی ضرورت نہیں وہ تو صرف یہ چاہتے

ہیں کہ ہماری اصطلاح خاص کوئی غیر صحابی استعمال میں نہ لائے۔ لیکن بریلوی ناہنجان اس سے باز نہیں آتے اور ہر جمن لال پُھجو میاں کے نام کے ساتھ علامہ خطیب بے نوا، مقرر شعلہ بیاں لگائے بغیر راضی ہی نہیں ہوتے۔ آخر میں رضی اللہ تعالیٰ لگاکر ان کو صدیقین، فاروقیت کی صف میں شانہ بشانہ لا کھڑا کرتے ہیں۔ آئندہ صفحات پر اس چیز کو دیکھتے جائیں۔

بریلوی تحقیق

مولوی یار خان نعیمی بریلوی کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتا ہے بندے تین طرح کے ہیں ایک وہ جن کے جہنمی ہونے کی خبر دی گئی جیسے ابولھب اور اس کی بیوی جمیلہ فرمادیا گیا سیصلی نارا ذات لھب وامراتہ۔

دوسرے وہ جنکے جنتی ہونے کی خبردی گئی فرمادیا گیا رضی اللہ عنہ و رضوعنہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔

فرمایا گیا کلا وعداللہ الحسنی ، اللہ تعالیٰ نے ان سے جنت کا وعدہ کرلیا

تیسرے وہ جن کے متعلق کوئی خبر نہ دی گئی جیسے ہم لوگ (رحمت خدا بوسیلہ اولیاء ص ۱۰)

قارئین! آپ اوپر بریلوی احمد یار خان کی تحقیق و تقریر ملاحظہ فرماچکے اب آپ بتائے کہ بریلوی خان صاحب کس گریڈ میں آتے ہیں۔ کیا صف اول میں ابولھب کے ساتھ یا صف ثانی صحابہ کرام کے ہمراہ یا پھر لاپتہ گریڈ میں۔

آخری فیصلہ

قارئین! بریلوی صاحب پر رضی اللہ عنہ چسپا کئے جانے کا بریلوی فلسفہ میرے

شعور کے مطابق یہ ہوسکتا ہے رضی اللہ میں خان صاحب کی نسبت جس اللہ کی طرف کی جاتی ہے وہ شاید دجال مسیح ہو۔ کیونکہ آقائے کائنات نے زمانہ آخری میں اس کے نکلنے کی قطعی خبر دیدی تھی اور اس کی علامات بھی بتادی تھی کہ اس کے ایک ہاتھ میں جنت دوسرے میں دوزخ ہوگی چنانچہ اس کی دوزخ دراصل جنت اور جنت دوزخ ہوگی اور لوگوں سے وہ اپنی ربوبیت کا اقرار کرائیگا۔ اب آپ کو اتنا تو تسلیم کرنا ہی ہوگا کہ قرآن کریم میں جن لوگوں کو رضی اللہ عنہ کا پروانہ دیا گیا اس میں خانصاحب کا کہیں ذکر اب صرف دوسرا ہی طریقہ بچا کہ دجال صاحب خانصاحب کے خدا ہونے کے نسبت ان سے راضی ہے۔

عبادت کا حسین منظر

قارئین محترم! خان صاحب کا فتوی ہے کہ نماز کی حالت میں کوئی خدمت نہ کرنا چاہیئے چوں کہ وہ حالت عبدیت ہے نہ کہ مخدومیت۔ (ملفوظات دوم ص ۶۷)

یعنی کوئی مرید اپنے پیر صاحب کی حالت نماز میں قطعا کوئی ایسی خدمت نہ کرے کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ خدا کے سامنے حالت عبدیت میں نہیں ہے۔ جیسے دھوپ میں چھتری لگانا زمین گرم ہو پاؤں کے نیچے کپڑا وغیرہ رکھنا پنکھا جھلنا وغیرہ وغیرہ۔

قارئین! آئے اب ذرا خان صاحب کی عملی زندگی میں جھانک کر دیکھیں کہ وہ اس فتوی پر کہاں تک عامل ہیں۔ خود اپنی آپ بیتی سناتا ہے کہ " سر پر آفتاب اور پاؤں تلے گرم ریت یا پتھر اللہ تعالی مولوی نذیر احمد صاحب کا بھلا کرے کہ فرضوں میں تو مجبور تھے کہ خود بھی شریک ہوتے تھے مگر جب میں سنت کی نیت باندھتا چھتری لے کر سایہ کرتے پہلی رکعت کے سجدہ میں جاتا تو پاؤں کے نیچے اپنا

عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلیں۔ (ملفوظات دوم ص۔ ۱۳)

قارئین محترم! دیکھئے حالت عبدیت میں کیسے حسین الفاظ کے ساتھ خدمت گذار کو دعاؤں سے نوازا جارہا ہے کہ اللہ بھلا کرے۔ خان صاحب کا دل تو یہ چاہتا تھا کہ فرضوں میں بھی کوئی خدمت کرے وہ تو بے چارہ مجبور تھے۔

قوم کیا ہے قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بے چارہ دو رکعت کے امام

(علامہ اقبال)

ٹوٹنا ازار بند کا

قارئین کرام! خان صاحب جو بریلویوں کے مجدد اعظم اور امام وقت کہلاتے ہیں۔ ان کا نماز میں خشوع و خضوع کا کیا عالم تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مجدد صاحب کے ایک مرید مولوی حسین صاحب میرٹھی کی شہادت ہے کہ عصر کے وقت حضور اعلیحضرت امام احمد رضا تشریف لائے اور نماز پڑھا کر تشریف لے گئے۔ میں مسجد کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں ایک صاحب آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی؟ میں نے کہا ابھی حضور کے پیچھے پڑھی تو ان صاحب نے تعجب سے کہا کہ حضور تو اب پڑھ رہے ہیں۔

میں نے (حضور سے) عرض کیا حضور میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ابھی نماز پڑھائی اور پھر پڑھ رہے ہیں۔ نوافل کا بھی اس وقت سوال نہیں تو احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد حرکت نفس سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا۔

(المیزان امام احمد رضا نمبر ص۔ ۲۲۴)

نوٹ:۔ آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ نماز میں کیسے اچھل بھاند کیا کرتے تھے۔

کرامت یا حماقت

قارئین! اب خان صاحب کا اپنے مریدین پر اپنے تقوی کا رعب داب بھی دیکھتے چلیں کہ کس طرح اس کے پس پردہ اپنی عیاریوں پر پردہ ڈالنے کی بھرپور کوشش کیا کرتے تھے مولوی ظفرالدین لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ سیدی امام احمد رضا خان مسجد میں معتکف تھے۔ سردی کا موسم تھا اور دیر سے مسلسل بارش ہو رہی تھی۔ حضور کو نماز عشاء کے لئے وضو کی فکر ہوئی۔ پانی تو موجود تھا مگر بارش سے بچاؤں کی کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں وضو کر لیا جاتا کیوں کہ مسجد میں مستعمل پانی کا ایک قطرہ تک گرانا جائز نہیں آخر کار مجبور ہو کر مسجد کے اندر ہی لحاف اور گدے کی چار تہہ کر کے ان پر وضو کر لیا اور ایک قطرہ تک فرش مسجد پر گرنے نہیں دیا۔ (حیات اعلحضرت ص۔ ۱۲۹)

قارئین کرام! دھوپ کی تمازت سے بچانے کے لئے مریدین باصفا نماز کی حالت میں چھتری کا سایہ کر کے اپنے اعلحضرت پر کھڑے رہ سکتے ہیں مگر یہاں کسی کو نہ سوجھی کہ چھتری کا سایہ کر کے ان کو وضو کرالائیں اس پر طرہ یہ بریلوی حضرات اپنے پیر مغاں کے اس احمقانہ فعل کو اعلی درجہ کی کرامات میں شمار کرتے ہیں۔

تقوی کا ہیضہ

قارئین محترم! مولوی ظفرالدین بہاری بریلوی لکھتا ہے۔ کہ احمد رضا خان بریلوی مسجد کے چھوٹے چھوٹے آداب کا بھی بڑا خیال رکھتے تھے۔ مسجد سے واپسی ہمیشہ قبلہ رو ہو کر ہی ہوتی قبلہ کی جانب پشت کرتے ہوئے کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔

(حیات اعلحضرت ص۔ ۱۷۹)

قارئین محترم اب خان صاحب کے منھ پر ان کے ایک مرید مولوی یار خان نعیمی کا زوردار طمانچہ بھی دیکھتے چلیں۔ مرید صاحب لکھتے ہیں۔

قبر کی طرف منھ کرنا اور قبلہ کی طرف ـــــ پشت کرنا سنت ہے۔ (جاء الحق ص۔ ۲۳۷)

نوٹ۔ اس عبارت کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ بریلوی صاحب نے عاشق رسول ہونے کے باوجود کبھی اس سنت پر عمل نہیں کیا کیوں نہیں کیا وہ ہم بتاتے ہیں۔ آپ پڑھ چکے ص۔ ۱۴۱ پر کہ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں کہ ایسے شخص کو سنت بھی معاف ہے۔ دیکھئے ہم نے بہاری صاحب کی جان بچا دی ورنہ ان پر کذب بیانی لازم آتی۔

سنت یاد آگئی

قارئین محترم! اب ملاحظہ فرمائیں کہ بریلوی صاحب کو پیٹ کی فکر میں سنت کا کتنا خیال رہتا تھا۔ مولوی ظفرالدین بہاری حاضر ہیں ان کی زبانی سنئے!

لکھتا ہے کہ ایک کمسن صاحبزادے نہایت ہی بے تکلفانہ انداز میں سادگی کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ میری والدہ نے تمہاری دعوت کی ہے کل صبح کو بلایا ہے۔ فرمایا اچھا میں اور (حاجی کفایت اللہ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کل دس بجے دن کے آئیں گے اور حاجی صاحب سے فرمایا کہ مکان کا پتہ دریافت کر لیجئے غرض صاحبزادے مکان کا پتہ بتا کر خوش خوش چلے گئے۔

یہ ہے حدیث شریف کا اتباع لو دعیت الی کراع لاجبتہ کہ اگر کوئی دعوت کرے اس کو قبول کر لیا جائے۔ سنت رسول کا اتباع دوسرے دن وقت معین پر حضور عصاء مبارک لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور حاجی صاحب سے فرمایا چلئے

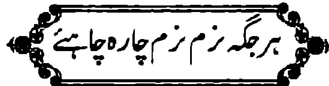
انہوں نے عرض کیا کہاں؟ فرمایا ان صاحبزادہ کے یہاں جو دعوت کا وعدہ کیا ہے۔

(حیات اعلحضرت ص۔ ۸۸)

نوٹ :۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات بھر دعوت کی خوشی اور پیٹ کی فکر میں نیند نہ آئی۔ انہی کی زبانی ایک دوسرا واقعہ سنئیے!

ایک صاحب اعلحضرت کو دعوت دے کر گئے دوسرے دن گاڑی آئی اعلحضرت نے مجھ سے فرمایا مولانا آپ بھی چلیں! گرمی کا زمانہ تھا چلتے وقت میں نے خیال کیا کہ پلاؤ (بریانی) ضرور ہوگا۔ اب جو دیکھتا ہوں کہ ہاتھ دھلوانے کے بعد ایک ڈھلئے میں چند روٹیاں رکھی ہوئی ہیں۔ اور قیمہ غالباً گائے کے گوشت کا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے الجھن ہوئی۔ خیر جب کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے لگا (میں نے میزبان سے کہا) اس غربت کی حالت میں آپ کو اعلحضرت کو دعوت کی کیا ضرورت تھی۔

(حیات اعلحضرت ص۔ ۹۰)



قارئین ! اور اس سے لطف اندوز واقعہ خود صاحب واقعہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ " ایک صاحب نے میری دعوت کی باصرار لے گئے۔ وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں یہی کھانا تھا میں نے کہا کہ یہ میری عادت نہیں۔ وہی پوری کباب کھائے اسی دن مسوڑوں میں ورم ہو گیا اتنا بڑھا کہ حلق اور منھ بالکل بند ہو گیا۔ مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اترتا اور اسی پر اکتفاء کرتا۔ " (ملفوظات اول ص ۱۶)

قارئین محترم ! یہ ہے بریلویوں کی فطرت کہ اگر کہیں پلاؤ نہ ملی تو بیچارہ غریب

میزبان کی دعوت تو چٹ کر گئے لیکن. بجائے اس کا شکر ادا کرنے کے الٹی صلواۃ سنائے گئے اور کہیں گائے کا گوشت ملا الٹ گئے۔

آج کل کے پیر جی ایسے بہت مکار ہیں
چال بازی مکر سازی میں بڑے ہوشیار ہیں
خوب ادھیڑی بھر کے کھائیں غیر کے گھر
غیر کو لقمہ نہ دیں گھر کا بڑے مکار ہیں
گو بھری کوڑی نہ دیں ایسے ہیں
لحم الخنزیر کھانے پر ہر جگہ تیار ہیں

(مجموعہ گلدستہ گلاب کا پھول ص۔۶۷)

بریلو ملاؤں کے لئے عبرت

قارئین محترم! ایک بریلوی نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ خواجہ حبیب اللہ عجمی قدس سرہ العزیز بیس سال تک بریانی کی خواہش کرتے رہے اور نفس کی مراد پوری نہ ہوئی۔ ایک روز بازار سے گذر رہے تھے کہ بریانی فروخت ہوتی دیکھی۔ دو پیسوں کی خرید کر آستین میں رکھ کر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں لڑکے کھیل رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں حبیب عجمی کا دوست ہوں۔ مجھے آج ساتواں فاقہ ہے۔ جب آپ نے یہ بات سنی اس وقت آستین سے نکال کر بریانی اسے دے دی۔ خود چلے گئے۔ اس طرح نفس کی بیس سالہ آرزوہ پوری نہ ہوسکی۔ (راحت المحبین ص۔۶۹)

قارئین! دعوت میں آج بریلویوں کو بریانی نہ ملے پھر میزبان اپنی خیر منائے

دانشمندانہ جواب

قارئین محترم! خان صاحب سے کسی نے معلوم کیا کہ حضور اولیاء اللہ ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی طاقت رکھتے ہیں؟

جواب! اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (الملفوظات اول ص ۱۰۹)

نوٹ:۔ مریدین باصفا کو دعوت پر آمادہ کرنے کا یہ بھی ایک نیا ڈھنگ ہے۔ ورنہ سوال میں تو کہیں دعوت کا تذکرہ نہیں اس کو خان صاحب کی دوراندیشی بھی کہہ سکتے ہیں۔

ولی کی تعریف

قارئین محترم! مقام ولایت کی جانچ کے لئے خان بریلوی صاحب نے ایک میزان وضع فرمائی یعنی جو اس ترازوں میں پورا پورا اتر جائے وہ ولی کہلاتا ہے۔ میزان:۔ ولی وہ ہوتے ہیں جن کو عالم (دنیا) کے سیاہ سفید کے اختیارات عطا کئے جاتے ہیں۔ ان کی نگاہ کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ان سے دنیا کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔ وہ عالم میں پورا پورا تصرف کرتے ہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں! مرد وہ ہے جس کی نگاہ تمام عالم کے پار گذر جائے یعنی مکمل غیب کے حصول کے بغیر کوئی شخص ولی نہیں ہو سکتا۔ (خالص الاعتقاد ص۔۵۱)

خان صاحب قطب الاولیاء

قارئین محترم! خان صاحب نہ صرف ولی تھے بلکہ ولیوں کے ولی تھے اور پوری شریعت و طریقت کا مدار صرف آپ ہی کی ذات تھی سنئے ایک بریلوی کی زبانی ۔

جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

(حیات اعلحضرت ص۔ ۵۲)

اب آگئے سنئے۔ انوار رضا کا مصنف لکھتا ہے کہ " ایک مرتبہ ان (اعلحضرت) کے سامنے کھانا رکھا گیا انہوں نے سالن کھالیا مگر چپاتیوں کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ ان کی بیوی نے کہا کیا بات ہے ؟ خالی سالن کے شوربے پر اکتفاء کیوں کر لیا۔ چپاتیاں کیوں نوش نہیں کیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ مجھے نظر نہیں آئیں۔ حالاں کہ وہ سالن کے ساتھ ہی رکھی ہوئی تھیں۔ " (انوار رضا ص۔۳۶۰)

قارئین محترم ! تبصرہ آپ کے ذمہ ....

قصہ چشمہ کا

مولوی ظفر الدین بہاری کی بھی شہادت سنئے! " ایک مرتبہ کسی ضرورت سے فتوی کے لئے تشریف لائے۔ عادت مبارکہ تھی کہ جب تک لکھتے یا کتاب دیکھتے چشمہ لگائے رہتے جب لکھنا موقوف فرماتے عینک کو پیشانی کے اوپر چڑھا لیتے۔ اسی عادت کی وجہ سے ایک مرتبہ بہت دقت پیش آئی۔ چشمہ پیشانی پر چڑھالیا تھا کچھ دیر تک لوگوں سے باتوں میں مشغول رہے۔ اس کے بعد کچھ لکھنا چاہا تو ذہن سے یہ بات اتر

گئی کہ چشمہ اوپر چڑھالیا ہے۔ چشمہ کی تلاش شروع ہوئی اتنے میں اتفاقیہ ماتھے پر ہاتھ پھیرا تو چشمہ پیشانی پر ڈھلک کر آنکھوں پر آرہا۔ (حیات اعلحضرت ص۔ ۶۴)

قارئین! ولایت کی آنکھوں پر مادی چشمہ؟ سبحان اللہ۔

شیخ چلی کی گاڑی دلدل میں

قارئین محترم! ایک دلچسپ قصہ خود ولی صاحب کی زبانی سنئے۔ کہتے ہیں کہ میری عمر انیس سال تھی اس وقت رام پور کو گاڑی نہ تھی۔ بیل گاڑی پر سوار ہو کر گیا۔ ساتھ میں عورتیں بھی تھیں۔ راستہ میں دریا پڑا گاڑی والے نے غلطی سے بیلوں کو اس میں ہانک دیا۔ اس میں دلدل تھی۔ بیل پہنچتے ہی گھٹنوں تک دھنس گئے اور نصف پہیا گاڑی کا۔ جتنا بیل زور کرتے اندر دھستے چلے جاتے۔ اب میں یہاں تک حیران کہ ساتھ میں عورتیں ہیں۔ اتر سکتا نہیں کہ دلدل میں خود دھنس جانے کا اندیشہ اس پریشانی میں تھا کہ ایک بوڑھا آدمی جن کی صورت نورانی اور سفید داڑھی دیکھا کہ تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا پریشانی ہے؟ میں نے تمام واقعہ عرض کیا فرمایا کہ یہ تو کوئی بات نہیں گاڑی والے سے فرمایا کہ ہانک اس نے کہا کہ کدھر ہانکوں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ گاڑی دلدل میں پھنسی ہے فرمایا۔ ارے تجھے ہانکنا نہیں آتا۔ ادھر کو ہانک یہ کہہ کر پہیہ کو ہاتھ لگایا فوراً گاڑی دلدل میں سے نکل گئی۔

(ملفوظات چہارم ص۔ ۵۰)

قارئین محترم! اس بریلوی ولیوں کے ولی کو گھر سے چلتے وقت یہ دلدل دکھائی نہ دی کہ تصرف ہی کر لیتے۔ کیوں کہ مکمل غیب کے حصول کے بغیر کوئی شخص ولی نہیں ہو سکتا۔

شیخ کیسا ہو

قارئین محترم! شیخ ہونے کے لئے کیا چیز ضروری ہوتی ہے وہ بریلوی صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمائیں! " اگر شیخ علم سے کورہ و بے بہرہ ہے تو اس کا پورا اثر مرید پر نمایا ہوگا۔ کیوں کہ مرید پیر کا مظہر ہوتا ہے۔ یہ ساری کی ساری شرطیں ایک مرشد کامل کے لئے آئینہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ شیخ جب کامل ہوتا ہے تو مرید میں بھی کمال ہوتا ہے اور جب شیخ فسق و جہالت کا انبار ہوگا تو اس کا مرید بھی ویسا ہی ہوگا۔ اور کمال بغیر وصول کے ممکن نہیں اور بغیر شرع کے محال ہے۔ " (افکار رضاء)

قارئین محترم! اس ضابطہ کو لے کر چلئے اور بریلویت کی خانہ تلاشی کیجئے۔

ایک بریلوی ڈاکو ولی کے روپ میں

قارئین محترم! آئیے خان صاحب اپنے ہی جیسے ایک برادر حقیقی سے آپ کی ملاقات کرانا چاہتے ہیں۔ مل لیجئے!

ایک (بریلوی) فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا کہ ایک روپیہ دے۔ وہ (دوکاندار) نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا کہ روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دوکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ اتفاقاً ایک صاحب دل کا گذر ہوا۔ جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دوکاندار سے فرمایا کہ اسے جلد روپیہ دیدے ورنہ دوکان لٹ جائے گی لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے؟ فرمایا کہ میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا کہ بالکل خالی ہے۔ پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی

پایا۔ پھر شیخ کے شیخ کو دیکھا انہیں اھل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دوکان الٹ دوں۔ (ملفوظات دوم ص۔ ۸۱)

قارئین ! اس ڈاکو ولی کی حرکتوں سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی اس بریلوی ڈاکوؤں کے گروہ کا بچا ہوا فرد تھا جو دیو بند کے تہہ خانہ میں دفن کر دیا گیا تھا۔ اور قسمت سے اس روز یہ ان کے ساتھ نہ جاسکا ہوگا۔ دوسرا فقیر بھی کچھ دلال معلوم ہوتا ہے۔ جس نے پہلے ہی سے ساز باز کر رکھی ہوگی اور عین وقت پر ادھر آ نکلا۔ عام طور پر شہروں میں اس طرح کے دلال آپ کو مل جائیں گے اور وہ شیخ جو اہل اللہ میں سے تھا وہ ایک غریب کی دوکان الٹنے کو تو تیار کھڑا تھا لیکن اس کو اتنی توفیق نہ ہوئی کہ اپنے ڈاکو مرید کو ایک روپیہ دے کر دوکاندار کی حمایت کرتا۔

خداوند تیرے سادہ بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

تھپڑ لگا بریلی کے بازار میں

قارئین کرام! ایک دوسرے فقیر صاحب سے بھی ملاقات کیجئے ایک بریلوی لکھتا ہے۔ ایک فقیر (بریلی میں) بازار سے گذر رہا تھا کہ اس کے ٹوٹے ہوئے جوتے سے کیچڑ اڑ کر راہ گیروں کے کپڑوں پر گر رہا تھا۔ سردی ہو رہی تھی۔ تھوڑی دور گیا تو ایک حلوائی نے دودھ کا ایک گرم پیالہ اس فقیر کو دیا۔ اس نے بسم اللہ الرحمان الرحیم کہتے ہوئے تین سانس میں پی لیا۔ اور الحمد للہ کہتا ہوا آگے گذر گیا۔ یہاں تک کہ ایک مکان کے پاس پہنچا ایک بد معاش عورت اپنے دوست (خان صاحب) کے پاس بیٹھی تھی اس فقیر کے پاؤں سے کیچڑ اڑا اور اس عورت کے کپڑے پر گر پڑا۔

اس کے بدمعاش دوست کو غصہ آیا اس نے فقیر کو ایک تھپڑ رسید کیا۔ فقیر نے مار کھاکر کہا یااللہ تو بھی بڑا بے پرواہ ہے کہ کہیں دودھ پلاتا ہے کہیں تھپڑ کھلاتا ہے۔

(بارہ تقریریں ص۔ ۱۵۵)

ولی افضل کہ نبی افضل

قارئین محترم! بریلویوں کی بد عقیدگی و گمراہی کی انتہا بھی مشاہدہ کرلیں۔

بریلویوں کے پانچویں خلیفہ راشد مولوی احمد یار خان لکھتا ہے۔

"بروز قیامت انبیاء کرام اولیاء اللہ پر غبط (رشک) فرمائیں گے۔"

یعنی کاش میں ولی ہوتا نبی نہ ہوتا۔ نعوذ باللہ۔

ایک دوسرا بریلوی لکھتا ہے!

امام احمد رضا نے بھی یہی بول بول کر ایک ولی کامل ایک صوفی مشرب کی مہر تصوف (اپنے اوپر) ثبت فرمائی تھی۔ (افکار احمد رضا ص۔۷۷)

حوض کوثر کا مالک کون

قارئین کرام! بریلویوں نے اپنی اسی بد عقیدگی کی بناء پر پہلے احمد رضا کو ولی بنایا پھر ان کو نبی سے بڑھایا آخر میں حوض کوثر آنحضرت سید مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھین کر ان کے حوالہ کر دیا۔ اور اب یہ گیت گاتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا

(منظوم کلام)

قارئین محترم! قیامت کے دن حشر کے میدان میں جب سخت دھوپ اور تپش ہوگی اور پیاس کی بناء پر جان کو بنی ہوگی تو ساری امت محمدیہ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض کوثر پر جائے گی اور بریلوی اپنے بریلوی نبی کو تلاش کرتے پھریں گے اور کہیں گے۔ جام کوثر کا پلا احمد رضاء مگر خود احمد رضا پر کیا بیت رہی ہوگی۔ وہ آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

نبی کو ولی کی زیارت کا شوق

ناظرین! آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ قرآن سے بخوبی واقف ہوں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں وعظ و نصیحت فرمارہے ہیں۔ کہ ایک بنی اسرائیل نے درمیان میں کھڑے ہوکر سوال کر لیا کہ اے موسیٰ سب سے زیادہ جاننے والا (بڑا عالم) کون ہے۔ آپ نے برجستہ فرمادیا کہ میں اور یہ یقینی بات تھی کہ دور۔ دور تک کوئی ایسا مشہور و معروف شخص نہیں تھا کہ جس کے علم کا چرچا ہو پھر آپ مقام نبوت پر بھی سرفراز تھے اور نبی سے بڑھ کر کسی کو علم نہیں دیا جاتا۔ لیکن اللہ رب العزت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ جملہ کہ میں ناگوار گذرا۔ حکم خداوندی ہوا کہ آپ علم کی تلاش میں ہمارے ایک بندہ خاص کے پاس جائیے جو دو سمندر کے کنارہ پر رہتا ہے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے۔ بقیہ تفصیل قرآن پارہ ۔۱۶ / میں دیکھی جائے۔ اس واقعہ کو توڑ موڑ کر ایک بریلوی بدعتی نے قبروں پر عورتوں کی حاضری کے لئے اس واقعہ سے دلیل پیش کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اولیاء سے ملاقات کے لئے حاضری انبیاء کی سنت ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے

فرمایا کہ (اے اللہ) میں چاہتا ہوں کہ تیرے کسی مقبول ولی کی زیارت کروں اللہ تعالی نے فرمایا کہ میرا بندہ تمہیں وہاں ملے گا جہاں دو سمندر ملتے ہیں۔ موسی علیہ السلام نے ایک خادم کو ساتھ لیا اور سفر فرمایا نبی اللہ ولی اللہ سے ملنے جارہے ہیں۔ معلوم ہو کہ ولی اللہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا حضرت کلیم اللہ کی سنت ہے۔

(بارہ تقریریں ص۔ ۱۱۰)

قارئین محترم! اس عنوان کو آگے بڑھانے سے پہلے آئے ہم آپ کو اس بات کی تحقیق کرادیں کہ خصر علیہ السلام جس کو بریلوی ولی بتا رہا ہے وہ ولی تھے یا نبی۔ ہم ان کے گھر ہی سے اس کی تحقیق کرتے ہیں۔

خضر ولی ہیں یا نبی

قارئین کرام! ہم خان احمد رضا کو یہیں حاضر کرتے ہیں ان سے معلوم کیجئے۔

عرض! حضور خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی؟

ارشاد اعلحضرت! جمہور کا مذہب اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں۔ (ملفوظات چہارم ص۔ ۳۵)

قارئین! ذرا انصاف سے بتائیے کہ ایسے گستاخ کو جو نبی کو ولی اور ولی کو نبی بنا دیتا ہو آپ کیا سزا اس کے لئے تجویز کرتے ہیں؟ خان صاحب کا فتوی! جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر۔ (تمہید ایمان ص ۲۲)

حضرت مسیح کی شان میں گستاخی

قارئین! بریلویوں کا یہ ایک مستقل نظریہ اور عقیدہ ہے کہ ولی افضل ہوتا ہے

نبی سے۔ اسی لئے وہ بے دھڑک حضرات انبیاء کرام کی شان میں گستاخیاں تو کر سکتے ہیں مگر کسی ولی کا نام بغیر وضو لینا گوارہ نہیں کرتے۔ ملا نظام الدین ملتانی بریلوی لکھتے ہیں۔ " حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکام رہے۔ دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکام رہے امتحان میں دوبارہ وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہوں اور وہ یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت انجام نہ دے سکے۔ اس لئے ان کا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے۔ " (انوار شریعت دوم۔ ص۔ ۳۸)

نوٹ:۔ امام ابو حنیفہ کا فتویٰ۔ جو کسی نبی پر جھوٹ باندھے یا انؑ کی شان میں تنقیص کرے یا اپنے کو ان سے بری سمجھے وہ کافر مرتد ہے۔ (الشفا ص۔ ۲۰۲)

مقام یونس سے آگے

ایک بریلوی لکھتا ہے۔ کہ ایک بزرگ تھے جو واقعتاً باکمال تھے۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں یونس علیہ السلام کے مقام سے بھی گذر چکا ہوں۔ (سیرت غوث اعظم ص۔ ۲۲۰)

مولوی امجد علی بریلوی! "انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا ان کی جناب میں گستاخی کرنا ان کو خواہش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔ " (بہار شریعت ص۔ ۱۳۰)

ڈوبتا مرید

بریلویوں نے عوام کو پیری مریدی کا کسطرح جھانسہ دے کر قطعی طور پر گمراہ کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں! حضرت یحییٰ منیری کا ایک سچا مرید دریا میں ڈوبنے لگا امداد کے لئے اپنے پیر کو یاد کیا اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہنے لگے لاؤ ہاتھ میں نکال لوں۔ مرید نے پوچھا تم کون؟ کہا میں خضر علیہ السلام ہوں اس مرید نے کہا ڈوب

جانا بہتر ہے مگر جو ہاتھ یحیی منیری کے ہاتھ میں جا چکا ہے وہ کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں جائے گا۔ ابھی مرید کا یہ جملہ پورا بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور یحیی منیری موجود تھے فرمانے لگے شاباش ایک مرید کو اپنے پیر کا انتہاہی پکا معتقد ہونا چاہیے اور ہاتھ پکڑ کر دریا کے پار کر دیا۔ (ملفوظات دوم ص۔۴۷)

قارئین! کیا یہ ایک جلیل القدر اور بزرگ نبی کی کھلی توہین نہیں ہے؟

انبیاء کرام پر شیطان کا تسلط

قارئین! بریلویوں کی بدمذہبی کا ماتم کیجئے لکھتا ہے۔ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں۔ آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ الہی تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ (شیطانی) وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے۔ (نور العرفان ص۔۲۴۱)

قارئین! ذرا انصاف سے بتائیے کہ مذکورہ بالا تمام عبارتوں کے تحت یہ بریلوی ملا کافر ٹھہرے کہ نہیں؟

مجلس غوث پاک

آئیے اب یلوی صاحب کے ساتھ غوث پاک کی مجلس میں چلے چلتے ہیں۔ لکھتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ اپنی مسجد میں وعظ فرما رہے تھے کہ پانی برسنے لگا۔ سننے والے کچھ پریشان ہونے لگے۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور اپنے رب سے عرض کی۔ میں تو تیرا اور تیرے محبوب کا ذکر سناتا ہوں اور تو پانی برسا کر سننے والوں کو پریشان کر رہا ہے۔ لکھا ہے کہ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ مسجد کے چاروں طرف بارش ہوتی رہی مسجد میں ایک قطرہ پانی کا نہ آتا تھا۔

قارئین محترم! بریلویوں کے سرغنہ مولوی احمد خان نے اس عقیدہ خبیثہ کو کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے۔ایک شعر میں یوں وضاحت کی کہ غوث پاک کی مجلس وہ وعظ و نصیحت کی مجلس ہوتی تھی کہ اس میں اولیاء کیا سارے انبیاء یہاں تک کہ خود حضور شریک ہوکر اپنے علم وایمان میں ترقی فرماتے تھے۔ملاحظہ ہو۔

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی مجلس ہے یا غوث

(حدائق بخشش۔ص۔۱۱۴)

قارئین محترم! اسی لئے تو حضرت خواجہ الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

خدا سے دو۔دو ہاتھ ہونے کے لئے تیار

قارئین محترم! آئیے اب ذرا بریلوی شریعت کے بانی و مبانی احمد رضاء خان صاحب کی خدائی دشمنی کے نمونے دیکھتے چلیں۔ایک جگہ لکھتے ہیں۔

خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث

(موصول حدائق بخشش ص۔۱۱۸)

نوٹ:۔ اس بدبختی کا کیا کرے کوئی جو خدا ہی سے لڑائی لینے پر تلا ہوا ہو۔

خدا سے مانگنا بدعقیدگی

قارئین! ایک بریلوی قصہ بھی سن لیجئے۔

ایک فقیر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر سامنے بیٹھا کہہ رہا تھا۔ داتا دس روپئے دے دو؟ داتا دس روپئے دے دو؟ ایک بدعقیدہ شخص (دیوبندی) کا ادھر سے گذر ہوا اس نے کہا او فقیر کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ اپنے داتا سے دس روپئے مانگ رہا ہوں۔ اس نے کہا یہ شرک ہے۔ خدا سے مانگ وہ ہے داتا۔ اس قبر سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔

فقیر نے کہا کہ تیرے لئے شرک ہوگا میرے لئے نہیں۔ (بارہ تقریریں ص۔۱۹)

قارئین! یہ بدعقیدہ شخص کون تھا؟ جو خدا سے مانگنے کی ترغیب دے رہا تھا اور بریلوی اس کو ٹھکرا رہا تھا۔

کالی مائی تیری دہائی

قارئین! اب شریعت بریلویہ کے بانی کا خود عمل دیکھئے۔ لکھتا ہے

میں نے جب بھی مدد طلب کی یا غوث ہی کہا۔ ایک مرتبہ ایک دوسرے سے (یعنی اللہ سے) مدد مانگنا چاہی مگر میری زبان سے ان کا نام ہی نہ نکلا۔ زبان سے یا غوث ہی نکلا۔ (ملفوظات دوم)

نوٹ:۔ بریلویوں کا عمل ہے کہ جب نماز میں ایاک نعبدو ایاک نستعین۔ (ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) پر پہنچتے ہیں تو فورا بغداد

شریف کی جانب رخ کر لیتے ہیں۔ اور معنی ذہن میں یہی ہوتے ہیں کہ اے غوث پاک ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد بھی مانگتے ہیں

گھریلو شہادت

مولوی احمد یار خان نعیمی لکھتا ہے۔

قرآن میں ہے ایاک نعبدو ایاک نستعین۔ اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اس میں زندہ مردہ کا فرق کہاں ہے۔ اور کیا زندہ کی عبادت جائز اور مردہ کی نہیں؟

(جاء الحق ص۔۲۰۱)

نوٹ:۔ جناب کی عقل و خرد کا فساد ہی اس کو کہا جاسکتا ہے۔

خان صاحب کا مستقل عمل

بریلوی صاحب لکھتے ہیں۔

دفعتہ میرے ساتھیوں کو رات میں درد شکم و اسہال عارض ہوا۔ میرے درد تو تھا مگر پانچ بار اجابت کو جانا ہوا۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا۔ اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد (مدد مانگی) کی جو مکان میں جاکر دیکھا۔ بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا گویا مرض ہی نہ تھا۔ درد وغیرہ کیسا اس کا ضعف بھی نہ رہا۔

(ملفوظات دوم۔ ص۔۷)

نماز میں کون سامنے ہو

قارئین محترم! حضرات صحابہ کرام نے حضور پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

دریافت کیا۔اے اللہ کے رسول۔ہم نماز کس خشوع کے ساتھ پڑھیں؟ آپ نے فرمایا گویا خدا کو دیکھ رہے ہو۔اور یہ نہ ہوسکے تو کم از کم اتنا ضرور ہونا چاہیئے کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔اب خان صاحب کی سنئے۔

کسی نے سوال کیا حضور فنائی فی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد! یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے۔یہاں تک کہ نماز میں بھی۔
(ملفوظات دوم۔ص۔۵۱)

بغداد کی پہچان

بغداد سے احمد رضا بریلوی کا کیا تعلق تھا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔لکھتا ہے۔

چھ برس کی عمر میں آپ نے معلوم کر لیا تھا کہ بغداد کدھر ہے پھر اس وقت سے آخر دم تک بغداد شریف کی جانب پاؤں نہیں پھیلائے۔ (سیرت احمد رضا۔ص۔۳۲)

نوٹ:۔ کاش پاؤں پھیلا لیتا ہاتھ نہ پھیلاتا۔

بریلویوں کی مساجد کا رخ ٹیڑا

قارئین کرام! اب تک کی گذشتہ عبارتوں سے آپ کو۔بخوبی انداز ہو گیا ہو گا کہ بریلوی صاحب کس کی عبادت کرتے تھے اور دعاء و حاجات کس سے کرتے تھے لیکن کھلے الفاظ میں اور ملاحظہ فرمائیں۔

بریلوی مجدد کہتا ہے۔بریلی میں اکثر مساجد قبلہ سے دو۔دو درجہ (یعنی دو ہاتھ) جانب شمال ہٹی ہوئی ہیں۔ (ملفوظات اول۔ص۔۲۴)

قارئین کرام! اگر آپ انصاف پسند طبیعت کے مالک ہیں تو یقینا یہ سوچنے پر

مجبور ہو جائیں گے کہ سارے ملک کی مساجد کو چھوڑ کر بریلی ہی میں مسجدیں دو۔ دو ہاتھ قبلہ سے ہٹ کر بغداد کی جانب کیوں ہٹی ہوئی ہیں۔ دراصل اللہ رب العزت جب کسی قوم کی فطرت کو شرا کر دیتے ہیں تو ان کی ہر چیز شری ہوا کرتی ہے۔

خان صاحب کی خدا سے نفرت

قارئین! خان صاحب کو خدا سے کس درجہ کی ازلی دشمنی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

خدا کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
مجھے لینا ہے جو کچھ لے لوں گا محمد سے

(دورس حرم ص۔ ۲۰۵)

اور ملاحظہ فرمائیں۔

خدا سے نہ مانگوں گا کبھی فردوس اعلی کو
مجھے کافی ہے یہ تربیت معین الدین چشتی کی

(ایضا)

قارئین محترم! آپ کو ہروقت دعاء کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالی ان ایمانی لٹیروں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالی ہم سب کو ہمارے اعمال کے بدلہ میں نہیں بلکہ اپنی رحمت سے جنت عطا فرمائے اور سیدنا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خدا بچائے رکھے ہر اک بلا سے
خصوصا بریلویت کی وبا سے

(آمین)

شانِ الوہیت کی تحقیر

خان صاحب ایک دوسری جگہ سیدنا غوث اعظم سے فریادرسی کرتے ہوئے۔

تجھ سے چھپاؤں منھ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی توقع کسی سے نظر کی ہے
جاؤں کہاں، پکاروں کسے، کس کا منھ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے
باب عطا تو یہ ہے جو بہکا ادھر ادھر
کیسی خرابی اس نگھرے دربدر کی ہے

(حدائق بخشش، ص۔۹۶)

قارئین! کیسی خرابی اس نکمے شاعر کی ہے۔ جو خدا کے در کو چھوڑ کر کسی غیر کے در کو کہتا ہے کہ باب عطا تو یہ ہے۔

خدا سے عناد رسول سے فریاد

قارئین! خان صاحب کو دیکھئے کہ کیسے خدا کے در کو چھوڑ کر ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے
جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر
زر نا خریدہ ایک کنیز ان کے گھر کی ہے

(حدائق، ص۔۹۵)

قارئین! بے چارے سادہ دل مسلمان یہی سوچتے رہے کہ یہ سب حضور کی محبت میں کیا جارہا ہے۔ ان کو کیا معلوم کہ ہم کو شہد میں ملاکر زہر دیا جارہا ہے۔

خدا اور رسول میں ٹھن گئی

دیکھئے کیسے حق تعالیٰ شانہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں آپسی چپقلش کا نقشہ کھینچا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش
لگائے خدا اور بجھائے محمد
تعجب تو یہ ہے کہ فردوس اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد

(ذکر رضا، ص۔۹۵)

خدا سے کشتی

قارئین محترم! ابھی تک آپ دوزخ کے جلانے بجھانے کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اب اکھاڑے میں آجایئے اور کشتی دیکھئے جہاں بریلوی صاحب نے خدا تعالیٰ سے اپنے ایک بریلوی پہلوان کا مقابلہ کرایا ہے۔ دیکھئے کون جیتتا ہے۔

لکھتا ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں پچھاڑ دیا۔ (فوائد فریدیہ۔ ص۔۸۰)

نوٹ:- یہ تھی کشتی جو آپ نے دیکھی۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بریلوی صاحب کو پچھاڑ دیا؟ اس کی وجہ بھی آگے بریلوی صاحب نے اپنی خفت مٹانے کے

لئے بیان کر دی۔ حضرت ابوالحسن نے یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں۔ (فیوضات فریدیہ۔ ص ۸۰)

آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ بریلوی صاحب کشتی میں کیوں ہار گئے۔ اگر دو سال چھوٹے نہ ہوتے پھر دیکھتے خدا تعالیٰ کی کیا حالت بناتے۔ نعوذ باللہ نعوذ باللہ۔

خدا کا سن پیدائش

اللہ تعالیٰ کی پیدائش ۳۵۰ھ بمطابق سہ ء کو ہوئی۔ چوں کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اگر وہی مشہور بزرگ مراد ہیں تو ان کی پیدائش ۳۵۲ھ بمطابق سہ ء کو ہوئی تھی۔ اور ان سے اللہ تعالیٰ صرف دو سال بڑے تھے۔ (نعوذ باللہ)

خدا کی جائے پیدائش

قارئین کرام! آپ کے ذہن میں یہ سوال بھی ضرور پیدا ہوا ہوگا کہ جب ہم کو خدا کی سن پیدائش معلوم ہو گیا اس کے پیدا ہونے کی جگہ بھی معلوم ہونا چاہیے۔ سنئے بریلوی کی زبانی۔

جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر
اتر پڑا وہ مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر

(دورس حرم)

مسلمان بھائیو! اس غلو پر لعنت کے سوا کیا کر سکتے ہیں۔

خدا کی دلہن

قارئین کرام! بریلوی صاحب کی پست ذہنیت کا بھی اندازہ کرتے چلیں۔ لکھتے ہیں۔
حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مجاذیب میں سے تھے۔ احمد آباد میں مزار شریف ہے۔ ایک بار قحط شدید پڑا۔ بادشاہ واکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لئے آگئے۔ انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی التجا درازی حد سے گذری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منھ اٹھا کر فرمایا کہ مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ واپس لیجئے۔ یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں امڈ پڑیں اور جل تھل بھر دیئے۔ (ملفوظات دوم۔ ص۹۰)

قارئین! انسان جب کسی کی تحقیر و تذلیل پر کمربستہ ہو جاتا ہے تو اس کی عقل و خرد پر تعصب کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس معاملہ میں وہ اپنے معبود حقیقی کو بھی بھول جاتا ہے اور اس سے عبد و معبودیت کا رشتہ منقطع کر لیتا ہے۔ یہی حال بریلوی صاحب کا ہے۔

سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی

قارئین محترم! خان صاحب ۱۳۲۳ھ میں ہندوستان بھر کے علماء حق کو کفر کی توپ سے زخمی کر کے حج کو چلے۔ موصوف کا یہ دوسرا نفلی حج تھا جو اپنی والدہ کی سخت ناگواری و نافرمانی کے ساتھ کیا۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ جو آپ کو سنا رہے ہیں گھر کے بھیدی اقبال احمد رضوی۔ سنئے غور سے سنئے۔

اعلحضرت نے حج کا ارادہ کیا تو ان کو معلوم تھا کہ میری والدہ راضی نہیں ہیں۔ کیوں

کہ والدہ نے کہہ رکھا تھا کہ میری زندگی میں دوبارہ حج کا ارادہ نہ کرنا۔ ان کا یہ فرمان (اعلحضرت کو) یاد بھی تھا۔ (ملفوظات۔ دوم۔ ص۔ ۳)

قارئین! آپ کے ذہن میں سوال پیدا ہوا ہوگا کہ حج کو جانے سے والدہ کیوں روکتی تھیں؟ دراصل واقعہ یہ ہے کہ خان صاحب کی والدہ نیک طبیعت عورت تھیں اور وہ اپنے شریر فتنہ پرور بیٹے کی طبیعت سے خوب واقف تھیں کہ مکہ مکرمہ جانا اس نافرمان کا اخلاص کے ساتھ نہیں ہے بلکہ حرمین شریفین کے علماء کو دھوکہ دے کر ہندوستانی علماء کے خلاف کفر کے فتوی حاصل کرنا ہے۔ لہذا خان صاحب کی اس عادت سے وہ سخت بیزار تھیں لیکن نافرمان کب ماننے والا تھا۔ آگے سنئے۔

اقبال احمد! آپ نماز عشاء سے فارغ ہوئے شگرم (تانگہ) بھی آگیا اب صرف والدہ صاحبہ سے اجازت لینا باقی تھی۔

قارئین! یعنی اب تک سفر کی جو کارروائی ہوتی رہی وہ سب والدہ کی ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر ہوتی رہی اور بے چاری والدہ نافرمان بیٹے کی ان تمام حرکات و سکنات کو دیکھتی رہیں اور کڑھتی رہیں، کر بھی کیا سکتی تھیں۔ لہذا غم و غصہ کی حالت میں تنہائی میں جاکر چادر تان کر بستر پر دراز ہوگئیں۔

اقبال احمد! آپ مکان میں تشریف لے گئے۔ خلاف معمول دیکھا کہ والدہ چادر اوڑھے آرام فرماں ہیں۔ بس آپ نے آنکھیں بند کر کے سر قدموں پر رکھ دیا۔ والدہ صاحبہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں۔ (سخت تلخ و تند لہجہ میں) کیا ہے؟ عرض کی حج کی اجازت دیجئے۔ والدہ نے جب دیکھا کہ ہٹ دھرم نافرمان ماننے والا نہیں ہے۔ بے پرواہی سے کہہ دیا خدا حافظ۔ لیکن والدہ کا دل والدہ ہی کا ہوا کرتا ہے کہ ابھی آپ اسٹیشن بھی نہ پہنچے ہوں گے والدہ نے فرمایا۔ میں اجازت نہیں دیتی، نیند میں تھی بلاؤ! آپ جا چکے تھے کون بلاتا۔ (ملفوظات دوم۔ ص۔ ۴)

قارئین ! اب آگے خود موصوف کی زبانی سنئے کہ کیسے اچھلتے کودتے چلیں اور کہاں چلے ؟

راستہ میں لوگ ملتے گئے ، پوچھتے گئے ۔ کہئے خان صاحب کدھر چلے تو کہتے ہیں کہ مدینہ جا رہا ہوں ۔ خود انہی کی زبانی سنئے !

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے
کعبہ بھی ہے انہی کی تجلی کا ایک ظل
روشنی انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

(حدائق بخشش ، ص ۔ ۸۴)

قارئین ! اس سفر میں خان صاحب کی نیت اگر مخلصانہ ہوتی تو فخر کے ساتھ کہتے کہ حج کے لئے جا رہا ہوں ۔ مکہ معظمہ جا رہا ہوں ۔ مگر جہاں والدہ کی بد دعائیں اور دل کی آہیں لے کر پہنچے تھے ، وہیں خدا سے دشمنی بھی تو ساتھ ہی میں تھی ۔ ملاحظہ فرمائیں ۔ مکہ معظمہ کی بے حرمتی کن الفاظ میں کرتے ہیں ۔

مکہ مکرمہ کی بے حرمتی

خان صاحب لکھتے ہیں ۔ مدینہ طیبہ میں ـــــ تو کچھ خفیف سے گرمی ہوتی تھی ۔ رات کو اگر نماز عشاء پڑھ کر سوئے تو سوائے موذن کی آواز کے کوئی جگانے والا نہیں ۔ نہ گرمی نہ پسو ، نہ کھٹمل ، نہ مکھی نہ مچھر ، مکہ معظمہ میں شب کے وقت دیکھا گیا کہ اگر سونے میں ہاتھ اٹھ گیا تو مکھیوں کا ڈنکار (جھتہ) اڑ گیا ۔ (ملفوظات چہارم ۔ ص ۔ ۷)

ایک دوسری جگہ مکہ مکرمہ سے باہر کھڑے خان صاحب اعلان کرتے ہوئے نظر

آتے ہیں۔ کہتے ہیں۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

(حدائق۔ص۔۵۸)

دیگر

عاصی بھی ہیں چہیتے بھی ہیں یہ طیبہ ہے زاہدو
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے

(ص۔۹۵)

قارئین محترم! یہ سب کس کے خلاف نعرہ بازی کی جا رہی ہے اور کس کے خلاف مسلمانوں کو اکسایا جا رہا ہے؟ غور کرتے رہیے ہم آپ کو بہت جلد آگے لے چلنا چاہتے ہیں۔

مدینہ کی فضیلت مکہ پر

قارئین محترم! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص مکہ مکرمہ میں ایک فرض نماز ادا کرتا ہے اس کو ایک لاکھ فرض نماز کا ثواب ملتا ہے۔ مسجد نبوی میں یہ ثواب آدھا ہو جاتا ہے۔ اور بیت المقدس (فلسطین) میں آدھے کا آدھا ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

لیکن بریلوی صاحب خدا و دشمنی میں اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ مدینہ طیبہ افضل ہے مکہ مکرمہ سے۔ کسی نے سوال کیا کہ حضور نماز مکہ مکرمہ میں ایک لاکھ کا ثواب رکھتی ہے اور مدینہ طیبہ میں پچاس ہزار کا اس سے مکہ معظمہ کا

افضل ہونا کھا جاتا ہے؟

تاویل بیجا

ارشاد: یوں سمجھئے کہ ایک لاکھ روپے زیادہ ہیں کہ پچاس ہزار اشرفیاں۔ گنتی میں تو اشرفیاں کم ہیں مالیت میں یہ دس گنی ہیں۔ (ملفوظات دوم، ص ۵۴)

قارئین محترم! یہ خان صاحب کی اپنے گھر کی بے جا تاویل ہے۔ جو مکہ مکرمہ کی عظمت کو گھٹانے کے لئے کی گئی۔ اگر یہی ضابطہ کلی ٹھرا تو بیت المقدس میں ۲۵ پچیس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے یعنی مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی سے آدھا تو اگر ان ۲۵ پچیس ہزار کو دینار سے تاویل کر لیا جائے اور کہا جائے کہ بتائیے پچاس ہزار اشرفیاں زیادہ ہیں یا ۲۵ پچیس ہزار دینار تو کیا جواب ہوگا۔

قارئین! دراصل انسان کی سرشت میں یہ بات داخل ہے کہ اس کو جب کسی کی اصل سے تعصب پیدا ہو جاتا ہے تو اس کی نسل نسل سے بلکہ اس کے سایہ تک سے اظہار نفرت کرنے لگتا ہے۔ بریلوی صاحب کو جہاں خدائے حقیقی سے تعصب و عداوت ہے وہیں اس کے گھر سے بھی نفرت ہے۔ یہاں تک کہ جو خدا کی بندگی اور اسکی وحدانیت کے قائل ہیں ان سے بھی وہی اظہار بیزار گی۔ بریلویوں کی وہابیوں سے کینہ پروری اور تعصب و تنگ نظری کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اپنے کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں چوں کہ "الوہاب" حق تعالی شانہ کی صفت ہے۔ اور وہابی اپنے کو "الوہاب" کی طرف منسوب کرنے سے۔ وہابی یعنی اللہ والے کہلاتے ہیں۔ آپ ابلیس لعین ہی کو دیکھ لیجئے کہ اس کو ہمارے باپ آدم علیہ السلام سے عداوت تھی آج ان کی ساری نسل سے اس کو دشمنی ہے۔ اللہ حفظنا منھم۔ بالآخر خان

صاحب کو جب نہ بن پڑی تو کہنے لگے۔

طیبہ نہ سہی افضل ، مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(افکار رضا، ص۔۸۱)

گواہ چست مدعی سست

قارئین! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سنئے۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه ! قال رسول الله صلی الله عليه وسلم قال : صلاة فی مسجدی هذا خير من الف صلاة فيما سواه الاالمسجد الحرام ۔ (رواہ بخاری)

حضور نے ارشاد فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب دوسری مسجدوں کے مقابلہ میں ہزاروں نمام سے زیادہ ھے سوائے مسجد حرام کے۔

اللہ کے نام کو جوتے پر لکھنا

قارئین محترم! اس سے زیادہ بد بختی انسان کی کیا ہوگی کہ اس کی زبان سے کبھی یا اللہ ہی نہ نکلے۔ آپ بریلویوں کو بھی دیکھئے کہ ان کی زبان سے کبھی یا اللہ کا لفظ نکل ہی نہیں سکتا۔ اس گروہ کی خدا تعالی سے دشمنی کی یہ حد ہے کہ اللہ کے مقدس نام کو جوتے کے تسمہ پر لکھنا جائز قرار دیا۔ اس پر عمل بھی ہے۔ ایک بریلوی لکھتا ہے۔
نعل شریف (جوتہ) پر بسم اللہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (مجموعہ رسائل، ص۔۳۰۴)

خان صاحب کو حجاز میں سزائے موت

ناظرین! خان صاحب اپنی ماں کا دل دکھا کر حج کرنے چلے تھے۔ ماں کی آہ نے اپنا

اثر دکھایا۔ مدینہ گئے روضہ اقدس کو سجدہ کر بیٹھے۔ قانون شرع کے مطابق ایسے شخص کو گردن زنی کا حکم سنایا گیا۔ یہاں پر سوانح نگاروں نے بلکہ خود خان صاحب نے اپنا نام حذف کر دیا۔

ملاحظہ فرمائیں! ایک صاحب کو بادشاہ نے سزائے موت کا حکم دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوگئے۔ جلاد نے کہا کہ اس وقت قبلہ کو منھ کرتے ہیں۔ (تلخ انداز میں خان صاحب نے جواب دیا) تو اپنا کام کر میں نے اپنے قبلہ کو منھ کر لیا۔ (ملفوظات دوم، ص۔ ا۷)

قارئین محترم! اس واقعہ کی خبر جب حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

جس کا ایمان کفر ہو اس کو
کعبہ حق نما سے کیا مطلب

لیکن نہ جانے کس طرح حرمین شریفین سے جلاوطن کر دیا گیا اور ہمیشہ ہمیش کی حاضری پر پابندی لگا دی گئی۔ اپنے اس واقعہ کی جھلک ایک شعر میں دکھاتے ہیں۔

یہ کب کی تجھ کو مجھ سے عداوت تھی ظالم
چھڑا کے سنگ در پاک سر و بال کیا
ستمگر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

(حدائق بخشش، ص۔ ۲۹)

کعبہ افضل ہے یا پیر

قارئین محترم! بیت اللہ شریف سے نفرت سارے ہی بریلویوں کی فطرت میں

سرایت کی ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ایک بریلوی بدعتی کا واقعہ۔ لکھتا ہے!
ایک بزرگ نے ایک بریلوی سے کہا کہ اس طرف دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے۔ عرض کیا کعبہ مکرمہ۔ پھر مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس طرف کیا نظر آتا ہے۔ میں نے عرض کیا میرے پیرو مرشد۔ فرمایا کس طرف جانا چاہتے ہو؟ کعبہ کو یا پیر کے پاس میں نے عرض کی کہ اپنے پیر کے پاس۔ (سیرت غوث اعظم، ص۔ ۲۴۲)

اعلحضرت کے منھ پر ایک بریلوی کا طمانچہ

قارئین کرام! بریلویوں کے اعلحضرت ماں کی نافرمانی کے ساتھ حج نفل ادا کرنے گئے تھے۔ لیجئے ایک بریلوی صاحب ماں کی نافرمانی کا ایک واقعہ سنا کر اپنے اعلحضرت کے منھ پر طمانچہ لگاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ لکھتا ہے۔ حضرت جریج ایک ولی اللہ تھے۔ اللہ تعالی کے مقبول تھے۔ رات رات بھر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ راتوں کی عبادت کا یہ اثر تھا کہ چہرہ سے نور نکلتا نظر آتا تھا۔ (اور یہاں خان صاحب کا چہرہ راتوں کی عبادت سے سیاہ ہوتا تھا) ایک مرتبہ ان سے عجیب واقعہ پیش آیا۔ ان کی والدہ آئی اور آواز دی۔ حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں سوچا کہ کیا کروں۔ ماں بلا رہی ہے اور حالت نماز میں ہوں۔ والدہ چلی گئی دوسرے دن بھی والدہ آئی تو عبادت کر رہے تھے۔ والدہ نے آواز دی یہ پھر حیران ہوئے دل میں کہا یا اللہ ایک طرف تیری عبادت ہے دوسری طرف میری والدہ ہے۔ آخر والدہ چلی گئی اور جاتے ہوئے ایک دعا مانگی یا اللہ موت سے پہلے جریج کو فاحشہ عورت کا منھ دکھانا ماں کے منھ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ فوراً قبول ہو گئے۔
اب آگے سنئے۔

چنانچہ اسی شہر میں ایک فاحشہ عورت رہتی تھی۔ جس کو یہودیوں نے کہا کہ اگر تو جریج کو گناہ میں مبتلا کر دے تو تجھے دولت سے مالامال کر دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ فاحشہ عورت حضرت جریج کے پاس پہنچی۔ رات کا وقت تھا۔ آپ تمام رات نفل پڑھتے رہے۔ (اور خان صاحب کی سنت معاف نفل صاف تھیں) ایک دفعہ بھی اس فاحشہ عورت کی طرف نہیں دیکھا (اور خان صاحب لاٹھی اور چھتری لئے خود کو ٹھے پر پہنچ گئے تھے) وہ عورت اپنی یہ بے عزتی برداشت نہ کر سکی۔ اس نے ایک چرواہے کو اپنے نفس پر قادر کیا اور حاملہ ہو گئی۔ بچہ جنا اور مشہور کر دیا کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگ حیران ہو گئے کہ وہ تو بہت بزرگ آدمی ہیں۔ مگر وہ فاحشہ تمام شہر میں پھرتی رہی۔ یہودی بہت خوش تھے۔ لوگوں نے جا کر حضرت جریج کا عبادت خانہ گرا دیا اور آپ کو پتھر مارنے لگے۔ (بارہ تقریریں، ص۔ ۲۵۰)

قارئین محترم! ماں کی آواز پر جواب نہ دیئے جانے کی وجہ سے حق تعالیٰ نے اپنے مقبول بندہ کی یہ گرفت فرمائی اور ماں کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ نے یہ اثر دکھایا کہ ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگ آپ کا عبادت خانہ بھی مسمار کرنے پر تل گئے۔ تو خان صاحب پر کیوں نہ یہ آفتیں آئیں اور کیوں نہ ماں کی خاموش آہیں اپنا اثر دکھاتیں کہ ان کو سزائے موت کا حکم سنایا جائے اور پھر چھوڑ بھی دیا جائے تاکہ آئندہ عبرت حاصل کریں۔

خان صاحب جب حجاز سے چھوٹ کر آ گئے تو اپنی ماں پر یوں برستے ہیں۔

تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا

(حدائق بخشش، ص۔ ۲۹)

اعتراف جنسیت

قارئین محترم! خان صاحب یعنی بریلویوں کے اعلیحضرت احمد رضا بریلوی اپنے کو ایک ایسے ذلیل جانور سے نسبت دینے پر کیسے فخر محسوس کیا کرتے تھے جس کو زبان اردو میں کتا فارسی میں سگ کہا جاتا ہے اور نہ صرف اپنی ہی ذات کو بلکہ اپنی نسل کو بھی اسی سے نسبت دینے پر شاداں ہوتے اور خوشی محسوس کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

(حدائق بخشش۔ص۔۴۸)

دیگر

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
اور حشر تک رہے مرے گلے میں پٹا تیرا

(حدائق بخشش۔ص۔۱۸)

کتوں کا بیوپار

قارئین محترم! خان صاحب اپنی جنسیت کی اصل نقل کو پہچاننے میں خاص کمال رکھتے تھے چوں کہ جو جس کا کاروبار یا تجارت ہوتی ہے وہ اس قسم کے مال کو پہچاننے میں تجربہ اور مہارت حاصل کر لیتا ہے یہی وجہ بھی تھی کہ خانصاحب کو بھی اس

تجارت میں کافی تجربہ اور کتوں کی اصل نسل کو پہچاننے میں ایک مستقل فن کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ اس لئے دور دور سے لوگ آپ کے پاس کتوں کے بھیجنے کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک دفعہ سجادہ نشین صاحب نے رکھوالی کے لئے دو کتوں کی فرمائش کی۔ آپ نے کمال ادب سے کہا کہ فقیر جلد ہی دو کتے حاضر خدمت کر دے گا۔ (ذکر رضا، ص۔ ۶۱)

نوٹ۔ اس دوران شاید مال کی کمی یا اصلی نسل کے کتے فراہم نہ ہونے کے باعث تاخیر ہوئی تو آپ اپنے دونوں صاحبزادوں (حامد رضا، مصطفے رضا) کو لے کر حاضر خانقاہ ہوئے۔

ملاحظہ فرمائیں! پھر بریلی سے اپنے دونوں صاحبزادوں (حامد و مصطفے) کو خانقاہ عالیہ برکاتیہ میں لائے۔ اور سجادہ نشین صاحب سے کہا کہ۔

حضور! یہ سارا دن کام کاج بھی کریں گے اور رات کو رکھوالی بھی۔ (ذکر رضا، ص۔ ۶۲)

قارئین محترم! اب ہم تھوڑی دیر کے لئے آپ سے علحدہ ہو جاتے ہیں آپ اس ذلیل حیوان کے متعلق حضرات صحابہ کرام اور فقہاء عظام کا تبصرہ سنئے جو نہایت مفید ثابت ہوگا۔

ابن عباس :- یہ تمام حیوانوں میں خبیث حیوان ہے۔ سب سے زیادہ ذلیل ہے۔ اسے اپنے پیٹ کے پالنے کے سوا کوئی مطلب نہیں۔ اس کی حرص و بخل کا یہ حال ہے کہ ایک مردہ جانور پالے جو اس جیسے سو کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہو لیکن یہ کسی دوسرے کو اپنے ساتھ کھانے نہیں دے گا۔

ابن جریج :- کتے کا دل اکھڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا دل اسے صبر پر آمادہ نہیں کرتا۔

ابن مسعود :- کتا خوشی کی حالت میں بھی ہائے ہائے پھٹکار کی حالت میں بھی ہائے ہائے۔

ابو محمد بن قتیبہ :- یہ کمبخت جیسے سختی کے موقع پر زبان نکالتا ہے ایسے ہی نرمی کے موقع پر بھی (اعلام الموقعین ص۔ ۲۰۰، ج۔ ۲)

خود خان صاحب کے گھر کا آدمی لکھتا ہے " کہ یہ ایک ذلیل جانور کے ساتھ تشبیہ ہے۔ دنیا کی حرص رکھنے والا ہے اگر اس کو نصیحت کرو تو مفید نہیں۔ جیسے مولوی مراد آبادی نے خان صاحب کو کی تھی مگر غیر مفید ثابت ہوئی۔ دیکھئے ص۔ پر (کنزالایمان ان تحمل علیہ یلھث کے تحت)

علماء کرام نے کتوں کو پالنے یا رکھنے کی ممانعت پر ایک دقیق نکتہ اخذ کیا ہے کہ کتے کی خصلت میں کینہ اور کمینہ پن ہوتا ہے۔ وہ اپنی ہی برادری اور اپنی جنس کو دیکھ کر کبھی خوش نہیں ہوتا۔ بس وہ اپنے پیٹ کا پجاری ہوتا ہے اگر ایک مردہ جانور پالے جو اس جیسے سو کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہو۔ لیکن یہ کسی دوسرے کو اپنے ساتھ کھانے نہیں دے گا۔ برخلاف دیگر جانوروں کے بکری کو دیکھئے کہ ایک ہی جگہ ایک ہی غذا کو سب مل کر کھاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بکری کو پالنے کی ترغیب اور کتے کو گھر میں رکھنے کی ممانعت کی گئی۔ چوں کہ جانوروں کی طبیعت کا اثر انسان کے دل پر پڑتا ہے۔ اونٹ کے پالنے والوں کے دل بغض سے اور گھوڑے والوں کے دماغ کبر سے لبریز ہوتے ہیں بکری والوں کے دل انکساری سے جھکے ہوتے ہیں اس لئے تمام انبیاء کرام سے بکریاں چروائی گئیں۔

قارئین! خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خان صاحب کو اسی کینہ و کمینہ پن خصلت نے سارے علماء حق کو کافر بنانے پر مجبور کر دیا تھا۔

اپنی بدکاری کا اعتراف

دم قدم کی خیر اے جان مسیح
جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم
(حدائق بخشش، ص۔۴۰)

نوٹ:۔ کاش بریلوی عوام پر بھی یہ راز کھلتا۔

اندرون خانہ

چھپ کے لوگوں سے کیئے جس کے گناہ
وہ خبردار ہے کیا ہوتا ہے
(حدائق بخشش، ص۔۱۷)

نوٹ:۔ زندگی بھر کی عیاشیوں کا نچوڑ۔

بریلوی صاحب بدقماش اور چور بھی تھے

بد سہی، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا
(حدائق، ص۔۸۱)

نوٹ:

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کے بیچ کھاتا ہے
گلیم بوزر دلق اویس و چادر زہراء

(علامہ اقبال)

آپ کی بدکاری سے بدی بھی شرماتی تھی

تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے
میں وہ بدی کو عار آقاء

(حدائق، ص۔ ۴۲)

نوٹ:۔ چہ خوش چرانہ نباشد

بدکار میاں کو خوش فہمی

بدکار رضا خوش ہو بدکام بھلے ہوں گے
وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

(ایضا، ص۔ ۲۸)

نوٹ:۔ خوب گذرے کی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔

دل کا روگی

قارئین! خاں صاحب کا آشرم ہمہ وقت مہ جبینوں سے پر رہتا تھا۔ اس لئے ہر طرح کی حور پریاں ابھرتی جوبن والیاں آتی جاتی رہتی تھیں لہذا آپ ان کو خود دل دے دیا کرتے تھے یا وہ لے جاتی تھیں۔ اس کا انکشاف تو کوئی گھر کا آدمی ہی کر سکتا ہے بہرکیف بعد میں اس کی تلاش ہوتی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ارے ارے خدا کے بندو میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو، ابھی کیا ہوا خدایا

(ایضا، ص۔ ۱۵۸)

نوٹ:۔ جب آدمی اپنے کو نفس کے حوالہ کر دیتا ہے تو یہی نتیجہ بر آمد ہوتا ہے۔

مفت خورا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی تھی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

(حدائق۔ص۔۱۶)

نوٹ۔ اسی لئے ایمان فروشی آپ کا شیوہ تھا۔

انٹرنیشنل بھکاری یا نفس کا پجاری

گندے، نکمے، کمین، مہنگے ہوں کوڑی کے تین
کون ہمیں پالتا تم پہ کرو رو درود
ایسے کو نعمت کھلاؤ، دودھ کے شربت پلاؤ
ایسے کو ایسی غذا تم پہ کرو رو درود

(حدائق۔ص۔۱۲۱)

قارئین! غور کرنے کی بات ہے کہ جب ایسے مفت خورے نکمے، کمین اور ڈھونگی مجدد کو عوام دودھ کے شربت پلا پلا کر آزاد سانڈ بنا دے گی تو اس طاقت کا استعمال کہاں ہوگا؟

خان صاحب کی بد نگاہی

قارئین محترم! حضرت سید محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمالینے

کے بعد قرآن کریم نے امہات المومنین کا نکاح تمام مسلمانوں پر ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام قرار دے دیا۔ قرآن کہتا ہے۔ ولا تنکحوا ازواجہ بعدہ ابدا۔ ان کے بعد ان کی کسی بھی بیوی صاحبہ کو نکاح میں لانا تم پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ (پارہ ۲۲۔ع ۲۰۔ آیت۔ ۳۵)

اب خان صاحب کی عیاش طبیعت کا بھی جائزہ لیجئے کہ کس جرات کے ساتھ ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے تاک میں بیٹھے ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

(حدائق بخشش، ص۔ ۱۴۰)

نوٹ:۔ بدنگاہی کب چھپائے چھپ تی ہے۔

بریلوی صاحب کی گندی ذہنیت

قارئین! بریلوی صاحب کی پلید فطرت اور گندی ذہنیت کا اندازہ لگانے کے لئے اتنا ہی کافی ہوگا کہ اس مردود نے حضرات انبیاء علیہم السلام پر بھی اپنی فطرت کو قیاس کر کے جوش جوانی کی ناپاک تہمت لگا ڈالی۔ لکھتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ اور وہ ان کے ساتھ شب باشی (ہمبستری) فرماتے ہیں۔ (ملفوظات سوم۔ ص۔ ۳۰)

قارئین! کیا یہ انبیاء کرام اور امہات المومنات کی شان میں بے حیائی اور گستاخی نہیں ہے۔ کیا کوئی بے غیرت بے ضمیر مسلمان اس طرح کے کھلے الفاظ اپنے

دیکھنے والے دنگ رہ جاتے ہیں کہ یہ وہی مولانا احمد رضا ہیں یا کوئی اور؟ (جو کل تک عیاش تھا) (افکار رضاء ص۔۷۶)

نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں
خرد کھوگئی ہے چار سو میں

کیا بریلوی صاحب مسلمان تھے؟

قارئین! اس کا ثبوت خود بریلوی صاحب پیش کر رہے ہیں

میں نثار ایسا مسلمان کیجئے = توڑ ڈالیں نفس کا زنار ہم

(حدائق بخشش۔ص۔۴۱)

زمین و آسمان کے قلابے

قارئین کرام! ایک بریلوی صاحب اپنے مجدد ملت کی بے جا تعریف میں کچھ اس طرح سے تجاوز کر جاتا ہے۔ لکھتا ہے۔

امام احمد رضاء۔ وہ اپنے وقت کا ابو حنیفہ، و شافعی تھا وہ غزالی بھی تھا، رازی بھی تھا، وہ رومی بھی تھا، وہ محی الدین ابن عربی بھی تھا، وہ درسگاہ کی نوک پلک سے آشنا اور خانقاہ کے اسرار و رموز کا ہمراز بھی تھا۔ مزید۔

وہ ایک مفتی تھا، مدرس تھا، مقرر تھا، مناظر تھا، مصنف تھا، مفسر تھا، مؤلف تھا، معقولی تھا، منقولی تھا، ادیب تھا، خطیب تھا، فصیح تھا، بلیغ تھا، فقیہ تھا، وجیہ تھا

(مقدمہ دیوبند کی خانہ تلاش)

نوٹ:۔ وہ سبھی کچھ تھا بتاؤ تو مسلمان بھی تھا؟

قارئین محترم! دراصل بریلوی صاحب کی تعریف کم اور اپنے قلم کی بے جا جولانی اور بے معنی مسجع و مقفع عبارت کی طمطرازی دکھانا اصل مقصود تھا وہ موصوف نے دکھادی۔ بس ہم تو اتنا کہتے ہیں

جو تم کو نہ جانتا ہو حضرت
چالیں چلئے اس اجنبی سے

پڑھتا جا ہنستا جا

قارئین محترم! ذرا سنبھل کر! پہلو بدل کر! پیٹ پکڑ کر! پڑھئے گا۔

ایک بریلوی لکھتا ہے کہ ایک شامی بزرگ ٹھیک ۲۵/ صفر ۱۳۴۰ھ کو خواب میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماں ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم حاضر دربار ہیں۔ لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ جیسے کسی آنے والے کا انتظار ہو۔ وہ شامی بزرگ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہوئے فدائے ابی وامی، میرے ماں باپ حضور پر قربان! کس کا انتظار ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ احمد رضا خان کا انتظار ہے۔ انہوں نے عرض کیا احمد رضا خان کون ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ بریلی کے باشندہ ہیں۔ بیداری کے بعد انہوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلحضرت امام احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں۔ اور اب تک بقید حیات ہیں۔ پھر تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان چل پڑے۔ جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق رسول کی ملاقات کو تشریف لائے ہیں وہ ۲۵/ صفر ۱۳۴۰ھ کو اس دنیا سے روانہ ہو چکا۔ (سوانح اعلحضرت، ص۔ ۳۹۱)

قارئین محترم! ہم کوئی تبصرہ نہیں کریں گے تبصرہ آپ کے ذمہ۔

البتہ ہمیں اتنا افسوس ضرور ہے کہ بے چارہ شاہی بزرگ اتنی لمبی مسافت طے کر کے حاضر ہوئے اور دیدار نصیب نہ ہو سکا۔

پردہ کے پیچھے کیا ہے

قارئین محترم! بریلوی صاحب عمر بھر کی عیاشیوں پر مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہیں

توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بد
تبدیل کر جو خصلت بد پیشتر کی ہے

(حدائق۔ص۔۹۰)

قارئین! مگر حرمان نصیبی ہی کہئے کہ آخر دم تک بدی اور بریلوی صاحب کا دامن چولی کا ساتھ رہا۔

اللہ ایک ہے قدرت والا ہے

قارئین کرام! اسی عقیدہ کو اسلام میں توحید کہا جاتا ہے۔

جس طرح اللہ رب العزت کے ایک ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح اس کی قدرت کاملہ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کہ وہ ہی قبضہ و قدرت والا ہے۔ کوئی چیز اس کے قبضہ سے باہر نہیں اور نہ ہی وہ کسی چیز سے عاجز ہے۔ بارش کا برسانا، دھوپ نکالنا، ہواؤں کا چلانا، مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرنا یہ ایسی صفات ہیں۔ جو کسی مخلوق کو اس نے نہیں بخشیں۔ ہاں البتہ ان چیزوں پر اس نے کچھ نوری مخلوق (فرشتے) کو اسی کام کے لئے پیدا فرما کر متعین کر رکھا ہے۔ جیسے روح

قبض کرنے والا فرشتہ ملک الموت کہلاتا ہے۔ بارش برسانے والا فرشتہ میکائیل کہلاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ کام کسی خاکی (انسان)مخلوق کو نہیں سونپا گیا۔ کیوں کہ انسان کمزور ہے جیسا کہ قرآن میں خلق الانسان ضعیفا ۔انسان کمزور پیدا کیا گیا ۔نیز نوری مخلوق بھی یہ کام اس کے حکم کے بغیر انجام نہیں دے سکتی۔

بریلویوں کے تین سو چھپن خدا

قارئین محترم!

اب بریلویوں کے خداؤں کی گنتی کیجئے ایک بریلوی لکھتا ہے ۔تین سو چھپن اولیاء اللہ ہیں جو اس نظام (کائنات کو) چلاتے ہیں۔ نیز مصیبتوں کا دور کرنا، بارش کا برسانا، موت و حیات انہی اولیاء اللہ کی وساطت (قبضہ و قدرت) سے ہوا کرتی ہیں۔

(بارہ تقریریں، ص۔۱۳۵)

دیکھئے تصویر میں مجلس شعوری کا منظر۔

قارئین محترم! مشرکین مکہ بھی تین سو ساٹھ بت کی پوجا کیا کرتے تھے ۔اور ان کے بارے میں اعتقاد رکھتے تھے کہ ان میں سے بعض بارش کے خدا ہیں بعض دھوپ کے بعض زندگی دینے پر اور بعض موت دینے پر قادر ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ان بتوں کی پوری آبادی فتح مکہ کے بعد منتقل ہو کر بریلی شریف میں آ بسی۔ ان میں سے صرف چار راستہ میں ادھر ادھر ہو گئے اس لئے صرف تین سو چھپن بچے۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

(علامہ اقبال)

غوث پاک کے اندر خدائی صفات

قارئین کرام! حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ولیوں کے ولی کہلاتے ہیں۔ آپ ہمہ وقت خدا سے ڈرنے والے ذکر اللہ میں مصروف رہنے والے بزرگ تھے۔ آپ اللہ رب العزت کے کسی حکم کو ٹوٹتا ہوا دیکھ کر برداشت نہ کر سکتے تھے۔ آپ لوگوں کو اللہ کی چوکھٹ پکڑے رہنے کی ترغیب کرتے۔ آپ احکام شرعیہ کے متعلق اس قدر سخت تھے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے بلا تکلف اس کی گردن ماردی جائے اس کا سامان لوٹ لیا جائے، گھر کو آگ لگادی جائے۔ لیکن افسوس کہ بریلوی صاحب نے محض اپنی شکم پرستی کی خاطر آپ کو خدائی صفات سے متصف کر ڈالا۔ آپ کے متعلق بریلوی صاحب لکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ "میرے مثل کسی کو نہ سمجھوں اور نہ کسی دوسرے کی مثل مجھ کو جانو۔ (سیرت غوث اعظم۔ ص۔ ۲۴۶)

قارئین محترم!

دراصل یہ صفت حق تعالیٰ شانہ نے ساتوے پارہ میں اپنے لئے فرمائی تھی۔ "لیس کمثلہ شئی" کہ اس کے مثل کوئی نہیں ہے۔ مگر خان صاحب نے حضرت غوث پاک پر یہ صفت لاچپکائی۔ نعوذ باللہ۔

ایک دوسرے جگہ لکھتے ہیں کہ غوث پاک شہنشاہ کا یہ فرمانا ہے کہ میں قضائے مبرم (موت کے وقت)کو ٹال سکتا ہوں۔ میری دسترس قضائے مبرم میں بھی ہے۔

(بارہ تقریریں۔ ص۔ ۱۴۶)

خان صاحب کے عقائد

قارئین کرام! مولوی احمد رضا کہتا ہے! جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں۔ (ملفوظات چہارم، ص۔۴)

خدا کے ملک پر قبضہ

قارئین! لیجئے اب بریلویت نے خدائے تعالیٰ کو کلی طور پر رٹائر کر دیا۔ اور اس کے ملک پر شیخ صاحب کا قبضہ کرا دیا۔ لکھتا ہے۔ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بلاد اللہ ملکی تحت حکمی اللہ کے تمام شہروں پر اب میرا قبضہ و تصرف ہے اور میرے زیر حکومت ہے۔ (سیرت غوث اعظم، ص۔ ۲۲۴)

نوٹ۔ خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل۔ (علامہ)

دوسری جگہ بریلویوں کے امام احمد رضا کہتا ہے۔

ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کامگار آقا۔ یعنی غوث اعظم

(حدائق بخشش، ص۔ ۲۳)

نوٹ:۔ کچھ اور چیز ہے شاید تیری مسلمانی۔ (علامہ اقبال)

ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے

خان صاحب کا ایک مرید مولوی یار خان نعیمی لکھتا ہے۔

غوث پاک کا ارشاد ہے۔ میں دنیا میں راج کر رہا ہوں اور میرے قبضہ میں زمین و

زماں مکین و مکاں ہیں۔ (رحمت خدا بواسطہ اولیاء، ص۔ ۲۲)

طرہ پر طرہ

ایک دوسرے ہمنوا کی بھی سنئے! لکھتا ہے کہ
غوث پاک فرماتے ہیں میں اللہ کے تمام شہروں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی پر رائی کا دانہ اس سے معلوم ہوا کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی نظروں سے کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں۔ مزید لکھتا ہے۔
کہ دنیا میں کوئی ایک دانہ زمین سے اگے یا کوئی پتہ درخت کا ہرا ہووے۔ بندہ کامل (غوث اعظم) کی نظروں سے چھپا نہیں رہتا۔ (سیرت غوث اعظم، ص۔ ۲۳۰)

ایک دو زخم نہیں سارا بدن ہے چھلنی
درد بے چارہ پریشاں ہے کہاں سے اٹھے

وماتسقط من ورقه الا یعلمها ولا حبة فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس کی تفسیر دیکھئے۔ (پارہ ع۔ ۷، آیت۔ ۵۸)

مخلوق کے دل غوث اعظم کے ہاتھ میں

قارئین! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ القلوب بین اصبعی الرحمان یصرفها کیف یشاء۔ مخلوق کے دل خدا کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں وہ انہیں جس طرف چاہے پھیر دے۔ مگر بریلوی صاحب کا اعتقاد اور نظریات مشاہدہ کریں۔
غوث اعظم! کیا تم کو معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر میں چاہوں تو انہیں اپنی طرف سے پھیر دوں اور میں اگر چاہوں انہیں اپنی طرف متوجہ

کرلوں۔ (سیرت غوث اعظم، ص۔ ۲۴۳) بریلوی اسی کو قافیہ بندی کر کے کہتا ہے۔

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسا کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

(حدائق، ص۔ ۲۳)

آفتاب طلوع نہیں ہوتا

بریلویوں کا غلو روز بروز بڑھتا ہے۔ لکھتا ہے۔

ایک روایت میں ہے۔ شیخ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی اپنی مجلس سے برملا زمین سے کرہ ہوا میں مشی (چلنا) فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوتا تاوقتیکہ میری بارگاہ میں سلام نہ بھیجے (یا سجدہ نہ کرے) میری نگاہیں لوح محفوظ سے لگی رہتی ہیں۔ (سیرت غوث اعظم، ص۔ ۲۰۹)

قارئین محترم! حدیث شریف میں ہے کہ سورج ہر روز بارگاہ رب العزت کے عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور دوسرے روز طلوع ہونے کی اجازت چاہتا ہے لیکن ایک روز اس کو اجازت نہیں دیجائیگی اور وہ مغرب سے طلوع ہوگا بس قیامت آجائے گی۔ لیکن بریلوی صاحب نے اس حدیث پاک کو حضرت غوث اعظم پر چسپاں کر دیا۔

ہر جگہ موجود

قارئین کرام! بریلوی حضرات کس حیلہ بہانے سے اپنے ناہنجا مریدین کو اپنے پیٹ کی پرورش کرانے پر خود ساختہ قصے افسانے سنا سنا کر اکساتے ہیں۔ ملاحظہ

فرمائیں ایک بریلوی صاحب کی زبانی۔

رمضان المبارک کے مہینے میں حضرت غوث اعظم کے ایک خادم نے حاضر ہو کر بارگاہ میں عرض کی۔ حضور میری تمنا ہے کہ آج میرے غریب خانہ پر روزہ افطار فرماں کر میری آرزو پوری فرمائیں۔ آپ نے منظور فرمالیا۔ ان کے بعد ایک دوسرے خادم حاضر خدمت ہوئے انہوں نے بھی یہی خواہش ظاہر کی کہ آج میرے یہاں افطار فرمائیں۔ آپ نے ان کی بھی دعوت قبول فرمالی۔ اسی طرح ستر خادم آئے۔ جب افطار کا وقت آیا۔ حضور ایک ہی وقت میں ہر ایک کے یہاں رونق افروز ہوئے۔ اور روزہ افطار کیا۔ (ایضا، ص۔ ۲۲۴)

قارئین محترم! ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صرف اور صرف خدائے تعالی کی صفت ہے اور اس نے یہ صفت خاص اپنی بندوں میں سے نہ کسی نبی کو دی نہ ہی کسی ولی کو بریلویوں کا یہ کھلا فراڈ ہے جو بے چارے غیر تعلیم یافتہ عوام کو اندھیرے میں رکھ کر محض اپنی شکم پرستی کرانا چاہتے ہیں ان کو اس بات سے قطعا کوئی علاقہ نہیں کہ دین اسلام رہے یا مٹے۔ اسی حاضر و ناظر کے بلبوتے پر ان کے یہاں شادی بیاہ کی راہیں بھی بڑی کشادہ ہیں کہ جوان لڑکا لڑکی اگر آپس میں نکاح کرنا چاہیں تو بغیر گواہ کے نکاح محض یہ کہہ کر رسول اللہ یا غوث، معین الدین چشتی کو گواہ بنا کر ہم آپس میں نکاح کرتے ہیں، نکاح ہو جاتا ہے۔ چوں کہ ان کے یہاں پیر، ولی، نبی ملنگ کسی وقت بھی مرید سے یا بریلوی اعتقاد رکھنے والے فرد سے جدا نہیں ہوتا۔ احمد رضاخان لکھتا ہے۔

اگر ایک گواہ کی موجودگی میں اپنی عاقل بالغ لڑکی کا نکاح کر دیا تو ہو جائے گا۔

(احمد رضا کی فقہی بصیرت، ص۔ ۸۶)

یعنی دوسرا گواہ کسی ولی کو بنالیا جائے جو غائبانہ طور پر بھی ان کے ساتھ ہی رہتا ہے۔

علم غیب کے ساتھ کچھ اور بھی

قارئین! بریلویوں کے عقائد فاحشہ کے مطابق حضرت پیران پیر کے علوم غیوبیہ اور قدرت مطلقہ کا تماشہ دیکھئے۔ لکھا کہ ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دو کدو سربمہر آپ کے سامنے رکھے۔ اور دریافت کیا کہ بتلایئے اس میں کیا ہے؟ آپ نے ان دونوں میں سے ایک کے اوپر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک آفت رسیدہ بچہ ہے۔ وہ کھولا گیا تو ایک لنجا بچہ گوشت کے لوتھڑے کی طرح نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ کھڑا ہو جا۔ وہ بچہ اسی وقت تندرست و توانا ہو گیا۔ اور چلنے لگا۔
پھر دوسرے کدو کے اوپر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک صحیح سلامت بچہ ہے کھولا گیا تو اس میں صحیح سلامت بچہ نکلا۔ حضرت نے اس کے پیشانی کے بال پکڑ کر فرمایا یا اپاہج ہو جا۔ اتنا فرمانا تھا کہ وہ بچہ لنجا ہو گیا۔ (سیرت غوث اعظم۔ص۔۲۱۱)

ہنسنا منع ہے

ایک اور سنئے! سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی تاب و طاقت کا کیا پوچھنا۔ عہد شیر خوارگی (دودھ پینا کا زمانہ) میں دایہ کی گود سے دودھ پیتے پیتے جست لگا کر آفتاب میں چھپ جاتے تھے جب سن شعور کو پہنچ گئے ایک دن دایہ حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگی۔ آپ زمانہ بچپن میں اڑ کر آفتاب میں چھپ جاتے تھے کیا اب بھی ایسا ہوتا ہے؟ فرمایا کہ وہ زمانہ تو میرے۔ بچپن و کمزوری کا زمانہ تھا۔ اب تو میری طاقت و قوت کا یہ عالم ہے کہ اگر ایسے ایسے ہزار آفتاب آجائیں تو مجھ میں غائب ہو

جائیں اور انکا کہیں پتہ بھی نہ چلے۔ (سیرت غوث اعظم، ص۔ ۲۲۵)

نوٹ:۔ آج کل کے سائنس دانوں کو سبق بھی لینا چاہیئے اور ریسرچ بھی کرنا چاہیئے۔ رابطہ قائم کیجیئے بریلی ہیلا کوارٹرے۔

دستگیر کی وجہ تسمیہ

قارئین محترم! حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بریلوی حضرات دستگیر کے لقب سے بھی یاد فرماتے ہیں۔ آج ہم آپ کو پیر دستگیران کو کیوں کہا جاتا ہے۔ بریلویوں کی زبانی سنوائیں گئے۔ بغور سنیئے۔

ایک دن اللہ تبارک و تعالی اور پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی جنت میں اکٹھے سیر کر رہے تھے کہ نیچے کیلے کا چھلکا پڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالی کو دکھائی نہ دیا قدم پھسل گیا۔ حضرت پیران پیر نے اللہ تعالی کا ہاتھ پکڑ کر گرنے سے بچالیا تو اللہ تعالی نے فرمایا۔ جا آج سے تم دستگیر ہو۔ احمد رضا کہتا ہے۔

ذی تصرف بھی ہے مختار بھی ہے ماذون بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے غوث اعظم دستگیر

(دورس حرم، ص۔ ۲۴۹)

قارئین! خیر جو کچھ ہوا ہوا اتنا تو ہوا کہ شیخ عبدالقادر نے اللہ تعالی کی جان بچالی ورنہ مہینوں (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) اللہ تعالی کو ہوسپٹل میں بھرتی رہنا پڑتا۔ اور ہڈی پسلی ٹوٹ کر برابر ہو جاتی۔ (استغفراللہ، استغفراللہ)

اس سے تو میں بھی ڈرتا ہوں

قارئین محترم! شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اس بر وقت مدد پر اللہ تعالی زندگی بھر احسان تلے دبا رہا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے آپ پر عبدالقادر جیلانی کا رعب پڑ گیا۔ سنئے بریلوی کی زبانی۔

ایک عورت کا ایک ہی لڑکا تھا وہ مر گیا۔ عورت پیران پیر کی خدمت میں روتی ہوئی آئی۔ پیران پیر نے کہا میں کیا کروں۔ اس عورت نے کہا کہ میں تیرے دروازہ سے خالی ہاتھ واپس نہ جاؤں گی۔ جب عورت نے بہت ضد کی تو پیران پیر نے آسمان کی طرف دیکھا اور عزرائیل علیہ السلام سے کہا کہ اس عورت کے بچہ کی روح واپس کر دو۔ اس نے کہا کہ میں نہیں کرتا۔ مجھے اللہ کا حکم ہے۔ پیران پیر غصہ میں آئے اور عزرائیل کو تھپڑ مار کر روحوں کی تھیلی چھین لی۔ جب کھولا تو تمام روحیں نکل نکل کر اپنے جسم میں چلی گئیں۔ حضرت عزرائیل (موت کا فرشتہ) روتے ہوئے اللہ تعالی کے پاس آئے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب اس نے ایک مانگی تھی تم دیتے۔ اب میں کیا کروں اس سے تو میں بھی ڈرتا ہوں۔ (دور س حرم۔ص۔۲۴۹)

قارئین! کیا یہ عقائد کفریہ نہیں ہیں؟ کیا شرک کے سینگ ہوتے ہیں۔

کفر سے ہے شوق اور اسلام سے بیزار ہیں
قتل کے قابل ہیں یہ مستحق دار ہیں

ہائے میرا بیٹا

لکھا ہے کہ! آپ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میرا لڑکا نہر میں ڈوب گیا

اور اس کے سوا میرا اور کوئی لڑکا نہیں ہے۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ تم کو یہ طاقت حاصل ہے کہ میرے بیٹے کو آپ پھر لوٹا دیں۔ تب آپ نے سر نیچا کیا اور فرمایا کہ مجھے دکھا کہ کہاں تیرا بیٹا غرق ہوا وہ آپ کو لے کر کنارہ پر آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا پانی پر مردہ تیر رہا ہے تو شیخ پانی میں تیر کر وہاں تک پہنچے اور اس کو کندھے پر اٹھالیا۔ اور اس کی ماں کو دیکھ کر فرمایا کہ لے اس کو میں نے زندہ کر دیا وہ گئی اس حال میں کہ بچہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا۔ (بہجۃ الاسرار۔ص۔۳۹۴)

قارئین کرام! آپ ہم سے براہ کرم یہ سوال مت کیجئے گا کہ ایک طرف شیخ پیران پیر ہاتھ بڑھا کر آسمان میں پرواز کرتے فرشتہ سے روحوں کی تھیلی چھین لیتے ہیں اور دوسری طرف دریا میں بچہ کی مردہ نعش کو خود تیر کر کندھے پر اٹھا کر لاتے ہیں یہ کیسا تضاد ہے۔ یہ گتھی تو بریلوی صاحب ہی سلجھا سکتے ہیں۔ چوں کہ اس فن کے ماہر تو وہی ہوتے ہیں۔

ڈوبتا جہاز بھی بچا لیا گیا

لیجئے ایک اور انوکھی سنئے۔ ایک مرتبہ آپ معمول کے مطابق طلبہ کو درس دے رہے تھے۔ ناگاہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ اور دونوں ہاتھوں کو چادر کے اندر چھپالیا۔ چند ساعت کے بعد دست مبارک باہر نکالا تو آستین سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ طلبہ کہتے ہیں کہ ہیبت و جلال کے سبب استفسار تو نہ کر سکے۔ لیکن دو مہینے کے بعد کچھ سوداگر تحفہ تحائف لے کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا کہ یہاں سے دو ماہ کی مسافت پر ہمارا جہاز چلا آ رہا تھا کہ یکایک سمندر میں تلاطم پیدا ہوا کہ عنقریب جہاز ڈوبنے والا ہی تھا کہ ہم نے اس عالم

بے چارگی میں یا شیخ عبدالقادر جیلانی کا نعرہ بلند کیا۔ اسی وقت دریا سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے ہماری کشتی کو ساحل پر لگا دیا۔ (سیرت غوث اعظم، ص۔ ۲۳۳)

دلہا کی بارات

قارئین کرام! بریلوی ملاؤں نے شکم پرستی کے لئے بہت بڑا ذخیرہ خود ساختہ قصے کہانیوں کا جمع کر رکھا ہے۔ اور یہ سب قصے بریلی شریف سے ہندوستان بھر میں سپلائی کئے جاتے ہیں جہاں آپ نے اتنے کرشمے دیکھے ایک اور دیکھ لیجئے۔

بریلوی صاحب گیارویں کی ترغیب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ایک عورت پیران پیر کے نام کی گیارویں تقسیم کیا کرتی تھی۔ ایک گیارویں بھول کی وجہ سے تقسیم نہ کر سکی۔ پھر بیٹے کی شادی کر کے لا رہی تھی۔ سمندری سفر تھا۔ برات دلہا دلہن سب کشتی پر سوار تھے اور کشتی ڈوب گئی۔ حتی کہ کوئی باقی نہ رہا سوائے اس عورت کے وہ کافی عرصہ کے بعد دھکے کھاتی پڑتی مشکل سے پیراں پیر کی خدمت میں پہنچی۔ معافی مانگی بڑی روئی چلائی۔ آخر حضرت کو ترس آگیا۔ انہوں نے دریا میں ہاتھ ڈالا اور تمام بارات بمعہ دلہا دلہن کو زندہ سلامت نکال لیا اور بڑھیا سے کہا کہ جاؤ اب میرے نام کی گیارویں مت بھولنا تو وہ خوش خوش بارات کو لے کر گھر گئی۔ (دروس حرم، ص۔ ۲۴۷)

دیکھیے غوث پاک کی مصنوعی تصویر کا عکس

باراتی دلہا

قارئین محترم! اس جھوٹے واقعہ کو سچ میں تبدیل کرنے کے لئے بریلویوں کو کتنے جھوٹ بولنے پڑے۔ ملاحظہ کیجئے۔

بریلویوں کا خلیفہ خامس احمد یار خان لکھتا ہے کہ اس بڑھیا کی باراتی کشتی کو حضرت پیران پیر نے بارہ سال بعد دریا سے نکالا تھا۔ یہ وہی شاہ دولہ (دولہا) کے نام سے معروف ہے اس کی قبر گجرات میں ہے۔

یار صاحب سے جب پوچھا گیا کہ اس شاہ دولہ صاحب کے مزار پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اس پر دوسری صدی ہجری لکھا ہوا ہے اور حضرت پیران پیر پانچویں صدی ہجری یعنی ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے تو آپ نے برجستہ جواب دیا کہ دراصل دولہا صاحب کی عمر چار سو سال کی ہوئی تھی۔

ہم اپنے قارئین کو آواز دیتے ہیں سو تو نہیں گئے۔ قارئین یہ جواب ایسا ہی ہوا کہ ایک صاحب نے کسی بچہ سے پوچھا کہ اگر تم فورا ایک جھوٹ بول دو تو تم کو دس روپئے انعام دوں گا۔ بچہ نے برجستہ کہا ابھی تو آپ نے بیس روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یار صاحب کی پرورش بھی کچھ ایسے ہی بچوں کے ساتھ ہوئی ہے کیوں کہ وہ بھی اس بچہ سے کیا کم مہارت لکھتے ہیں۔ ورنہ غور کی بات ہے کہ دولہا صاحب چار سو سال تک شادی کرنے کے لئے پیراں پیر کی پیدائش کا انتظار کرتے رہے کہ شیخ پیدا ہوں اور میں شادی کروں۔ (سبحان اللہ) مزید ایک اور سنئے۔

شیخ ابو سعید عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۲۹ھ میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ میری بچی فاطمہ جس کی عمر سولہ سال ہوگی بڑی حسین و جمیل ایک دن چھت پر چھری وہیں سے غائب ہوگئی۔

قارئین! آپ کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ تمام جعلی قصے کس کمپنی کے بنے ہوئے ہیں۔ آگے چلئے۔ جبکہ شیخ پیران پیر کی پیدائش ۴۷۱ھ میں ہوئی بریلوی صاحب ۲۲۹ھ کا واقعہ سنا رہے ہیں۔

امام احمد بن حنبل قبر سے باہر

ایک اور سنئے اور تاریخ پر غور کرتے جائیے لکھا ہے: "ایک دفعہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ حضرت امام احمد بن حنبل قبر سے باہر تشریف لائے اور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے سینہ سے لگاکر فرمایا کہ اے شیخ عبدالقادر علم و شریعت و طریقت میں میں بھی تمہارا محتاج ہوں۔ " (سیرت غوث اعظم، ص۔۲۳۶)

قارئین! ہم کو خدشہ ہے کہ کہیں آپ یہ اعتراض نہ کر بیٹھے کہ امام احمد بن حنبل کو انتقال کے بعد شریعت و طریقت کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ خدارا بریلوی صاحب سے یہ سوال مت کر بیٹھئے گا ورنہ ان سے کوئی جواب نہ بن پائے گا اور وہی منھ کی کھانی پڑے گی۔

گیارویں شریف کا احترام

قارئین محترم! گیارویں شریف کے بارے میں خان صاحب کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس کا بھی جائزہ لیتے چلیں۔ لیجئے خان صاحب کے ایک مرید صفا کو ہم نے حاضر کر دیا اس کی زبانی سنئے۔

کہتا ہے کہ (اعلحضرت نے) گیارہ روپے کی شیرینی منگائی اور اپنے پلنگ پر بٹھا کر شیرنی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرنی مجھ کو بھی عطا فرمائی۔ اور حاضرین میں تقسیم کرنے کا حکم دیا کہ اچانک اعلحضرت پلنگ پر سے اٹھ پڑے۔ سب حاضرین کے ساتھ میں بھی اٹھ کھڑا ہوا کہ شاید کسی حالت سے اندر تشریف لے

جائیں گے۔ لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلحضرت زمین پر اکڑو بیٹھ گئے۔ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرنی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا۔ اعلحضرت اس ذرہ کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں۔ اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے۔ (سیرت احمد رضا، ص۔ ۲۳)

قارئین! اکڑو بیٹھ کر زبان کی نوک سے شیرنی کا ذرہ اٹھانے میں موصوف بریلوی صاحب کی شکل کونسی مخلوق کی بن گئی ہوگی۔ ذہن میں تصور کر لیں لیکن ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب قرآن کریم کی حرمت کا مسئلہ آیا تو اس کو پاؤں میں روندنے کی اجازت دی جا رہی تھی دیکھئے ص پر آخر ایسا کیوں؟ جواب بریلویوں سے طلب کیجئے۔

خان صاحب نے کبھی خدا سے مدد نہ مانگی

قارئین! بریلوی صاحب بڑے فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ

میں نے جب بھی مدد طلب کی یا غوث ہی کہا ایک مرتبہ ایک دوسرے سے (یعنی اللہ سے) مدد مانگنا چاہی میری زبان سے ان کا نام ہی نہ نکلا زبان سے یا غوث ہی نکلا۔ (الملفوظات دوم ص)

خدا کے مقابل خان صاحب کا حمایتی

قارئین! جب خان صاحب کو کسی نصیحت کرنے والے نے نصیحت کی کہ آپ اپنے عقائد فاسدہ سے باز آجائیے اور خدا کا خوف کیجئے اس کے عذاب عظیم سے ڈریئے تو آپ نے فرمایا۔

ہیں پشت پناہ غوث اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے

(حدائق بخشش، ص۔ ۴۳)

بریلوی صاحب کی منافقت

قارئین محترم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں کچھ منافقین آکر سادہ دل مسلمانوں کو یہ جتاتے تھے کہ ہم پکے مسلمان ہیں، ہمارا دل چیر کر دیکھ لو اس پر کلمہ توحید لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ملے گا۔ لیکن اللہ جل شانہ اپنے نبی کی معرفت ان سادہ دل مسلمانوں کو باخبر کر دیتا تھا۔ ولمایدخل الایمان فی قلوبکم کہ ابھی ایمان ان کے دلوں میں بیٹھا ہی نہیں۔ اور کہیں یوں فرما دیتا تھا یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم، یہ جو بکواس کر رہے ہیں کہ دل چیر کر دیکھ لو وہ چیز ان کے دلوں میں ہے ہی نہیں۔ بلکہ مردو علی النفاق یہ تو منافقت پر تلے ہوئے ہیں۔ نحن نعلمھم، ان کو تو ہم ہی جانتے ہیں، کیوں کہ اگر ان کے دل میں ایمان راسخ ہوتا تو ایسے دعوی کرنے سے گریز کرتے اور شرماتے۔ لہذا یہ تو بدترین منافق ہیں جو اپنے ایمان کے جھوٹے دعوی سے لوگوں پر رعب ڈالتے ہیں۔ قارئین آئیے اب ذرا خان صاحب کے پاس چلے چلتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں اپنے ایمان کے بارے میں۔ ملاحظہ ہو۔

"خدا کی قسم! اگر میرے دل کو دو ٹکڑے کر دو تو ایک پر لا الہ الا اللہ دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا پاؤ گے۔" (سیرت احمد رضا، ص۔ ۸)

نوٹ۔ بالآخر نسلی رشتہ بھی دیکھئے خان صاحب کا کس سے تھا۔ اتنی بھی منافقت نہ ہو تو دوکان چلے کیسے۔

صلاۃ الحاجہ

قارئین کرام! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی پریشانیوں کو رفع کرنے کے لئے ان کو ایک ایسی نماز کی ترغیب فرمائی جس کی ادائیگی کے بعد آدمی کی تکلیف و پریشانی دور ہو جاتی ہے اس کو اسلامی اصطلاح میں نماز حاجت کہا جاتا ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معاملہ پیش آتا تو آپ اس کے لئے دو یا چار رکعت نماز پڑھتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھتے اور باقی تین رکعتوں میں سورہ فاتحہ۔ قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الناس، اور قل اعوذ برب الفلق ایک ایک بار پڑھتے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ (انوار شریعت، ص۔ ۱۷)

قارئین! یہ تو نماز حاجت کا اسلامی طریقہ تھا اب بریلوی صاحب کو بھی سوجھی کہ اس اسلامی نماز کے مقابلہ میں کوئی ایسی ہی نماز ایجاد کرنی چاہیئے چنانچہ انہوں نے بھی ایک نماز اسی مقصد کے تحت ایجاد کر ڈالی جس کو وہ نماز غوثیہ کہتے ہیں۔ آیئے اس کے طور طریقہ اور فضائل و مناقب سے بھی آپ کو آگاہ کر دیں۔

نماز غوثیہ

قارئین! یہ ہے وہ نماز۔ خان صاحب اس کے پڑھنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ پہلے نیت سن لیجئے۔

نیت:۔ نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز غوثیہ واسطے غوث پاک کے منھ میرا بغداد شریف کی طرف۔ اللہ اکبر۔

طریقہ نماز :- ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے ، سلام پھیر کر گیارہ ہی بار صلاۃ و سلام پڑھے ۔ پھر بغداد کی طرف جانب شمال گیارہ قدم چلے ، ہر قدم پر میرا نام لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور یہ دو شعر پڑھے ۔

ایدرکنی ضیم وانت ذخیرتی

اظلم فی الدنیا والآخرۃ و انت نصیری

(جاء الحق ، ص ۔ ۱۹۱)

ترجمہ ۔ کیسے مجھ کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے جب کہ میرا ذخیرہ اعتماد آپ ہوں اور دنیا و آخرت میں کون مجھ پر ظلم کر سکتا ہے جب کہ میرے مددگار آپ ہیں ۔

نوٹ :- اسی لئے کہا کہ ہیں پشت پناہ غوث اعظم = کون ڈرتا ہے خدا سے ۔

فضائل نماز غوثیہ

قارئین! آئیے اب اسی بریلوی کی زبانی اس نماز کے فضائل بھی آپ کو سنوا دیں ۔ کہتا ہے کہ غوث پاک نے فرمایا! جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو میں اس کے رنج و غم کو دور کر دوں گا ۔ اور جو کوئی سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو اس کی شدت سختی دور ہوگی اور جو کوئی کسی حاجت میں مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی ۔ آگے لکھتا ہے ۔ قد جرب ذالك مرارا فصح ۔ اس نماز کا بارہا تجربہ کیا گیا بالکل درست نکلا ۔ (جاء الحق ، ص ۔ ۱۹۱)

قارئین محترم ! بریلویوں کی مساجد کا رخ ٹیڑھا ہونے کی وجہ بھی محض یہی ہے ۔ دیکھئے ۱۸۹ پر احمد رضا کہتا ہے کہ بریلی میں اکثر مساجد قبلہ سے دو ۔ دو ہاتھ جانب شمال ہٹی ہوئیں ہیں ۔ (ملفوظات اول ، ص ۔ ۲۴)

ایک ملاقات غوث اعظم سے

قارئین محترم! اب ہم آپ کی ایک ملاقات غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کراتے چلیں تاکہ آپ پر حقیقت کا انکشاف ہو جائے کہ مذکورہ بالا لگائیں گے غوث اعظم پر الزامات کہاں تک درست ہیں۔ لیجئے یہ شیخ عبدالقادر ہیں۔ نصف رات گذر چکی ہے اور نصف باقی ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کعبۃ اللہ کی دیوار کو پکڑ کر زور زور رو رہا تھا اور یہ لفظ کہہ رہا تھا کہ یا اللہ اگر میرے عمل تیری بارگاہ میں درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتے تو مجھے قیامت کے دن نابینا کر کے اٹھانا تاکہ تیرے نیک بندوں کے سامنے شرمسار نہ ہو سکوں۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ اور اتنے درد کے ساتھ کیوں رو رہے ہیں؟ یہ لفظ کیوں کہتے ہیں رونے والے نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوبارہ پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ رونے والے نے کہا کہ انا عبدالقادر الجیلانی میں عبدالقادر جیلانی ہوں۔ یہ غوث اعظم ہیں۔ ولیوں کے سردار ہیں اولیاء کی گردنوں پر قدم ہے مگر راتیں اللہ کے سامنے روتے ہوئے گذرتی ہیں۔ (بارہ تقریریں۔ ص۔ ۲۴۸)

قارئین! یہ تھے غوث اعظم۔ چلئے اب آپ کو ان کی مجلس وعظ کی سیر کرالائیں تاکہ آپ کچھ نصیحت حاصل کریں۔ اب آپ غوث پاک کی مجلس میں آگے دل کشادہ اور طبیعت کو سادہ کر کے بیٹھ جائیں۔ حضرت فرماتے ہیں۔

الله فعال و لا مدبر و لا مسكن و لا محر الا بالله۔

سارے عالم کا کرتا دھرتا اور تدبیریں کرنے والا اللہ ہی ہے۔

لانفع ولاذی ۃ ولاعزۃ ولاذله ولاموت ولاحیوۃ ولافتح ولاغلق الابیدالله (فتوح الغیب ص۔ ۲۵۶۔)

نفع نقصان عزت و ذلت موت حیات فتح و شکست سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ چیزیں اس نے کسی کو نہیں بخشیں۔

حضرت شیخ فرما رہے ہیں خدا کی نافرمانی سے ہمیشہ احتراز کرتے رہو اس کی چوکھٹ کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور اپنی تمام تر قوتوں کو اس کی اطاعت میں صرف کرتے ہوئے ہمیشہ خشو و خضوع اور اپنی احتیاج کے ساتھ اس سے معذرت خواہی کرتے رہو۔ کبھی مخلوق پر نظر نہ ڈالو۔ (فتوح الغیب۔ص۔۴۹)

نوٹ۔ یاد رہے فتوح الغیب خود حضرت شیخ کی تصنیف ہے۔

حضرت شیخ فرما رہے ہیں کہ لوگوں کا خدا کے سوا کسی سے (اپنی پریشانی تنگدستی میں) سوال کرنا جہالت اور ضعف ایمان کی دلیل ہے اور معرفت و یقین اور قلت صبر کی علامت ہے لیکن جو لوگ خدا کے سوا کسی سے سوال کرنے میں پاک ہیں ان کا ایمان و و ایقان مستحکم ہوتا ہے۔ (ایضا۔ص۔۸۶) حضرت فرماتے ہیں۔ خدا سے حیا کرنا واجب ہے خدا کی صحبت کے پیش نظر غیر اللہ کی صحبت اختیار نہ کرو شام و سحر کچھ صدقہ دیتے رہو۔ ہر صبح و شام سات مرتبہ یہ دعا کرتے رہو۔ "اے خدا ہمیں نار جہنم سے بچانا"۔ (ایضا۔ص۔۱۳۵)

حضرت شیخ فرما رہے ہیں کہ جب خدا تم کو کوئی حکم دے رہا ہو تو اس کو غور سے سنو اس کو قبول کرنے میں جلد بازی سے کام لیتے ہوئے حرکت میں آ جاؤ۔ اس کو سن کر بیٹھے نہ رہو اور قضا و قدر کے افعال کو محض تسلیم ہی نہ کرو بلکہ اس کی تعمیل و تکمیل میں جد و جہد سے بھی کام لو تاکہ تم صحیح معنوں میں خدا کے حکم کی تعمیل کر سکو اور اگر تم تعمیل سے قاصر و عاجز رہ جاؤ تو پھر خدا تعالی سے التجاء کرتے ہوئے پناہ طلب کرو اور گریہ وزاری کرتے ہوئے تعمیل حکم سے قاصر رہنے کا سبب بھی تلاش

کرو اور شوق و اطاعت سے رک جانے کی وجہ بھی دریافت کرو۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے باطل دعوؤں کی نحوست ہو یا اطاعت میں سوئے ادبی شامل ہو گئی ہو۔ یا تمہاری خود اعتمادی اور اپنے عمل پر تکبر کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہو۔ یا تم نے اپنے نفس اور مخلوق کو خدا کے ساتھ شریک کرنے کی جرات کر لی ہو۔ یا یہ کہ خدا نے تمہیں اپنے دروازہ سے دھتکار دیا ہو۔ یا اپنی اطاعت و خدمت سے تمہیں معزول کر کے توفیق کی طاقت سلب کر لی ہو اور تمہاری طرف سے منھ موڑ کر بطور عتاب کے تمہیں اپنا غنیم سمجھ کر دنیاوی بلاؤں اور نفسانی خواہشوں میں مشغول کر دیا ہو کیوں کہ یہ تمام چیزیں خدا کی محبت میں حائل ہو جایا کرتی ہیں۔ (فتوح الغیب۔ص۔۱۰۵)

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ۔

جس نے اپنے مولا کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی نصیحتوں پر عمل کیا اور صبح شام غیر اللہ سے نفرت کرتا رہا۔ خدا تعالی اس کو اپنی جنت میں داخل فرما دیں گے۔ اے لوگو! اس چیز کا دعوی ہرگز مت کرو جو تمہیں حاصل نہیں ہے۔ اور خدا کی وحدانیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ورنہ تم خدا کی قسم قضاء و قدر کے تیروں کا ہدف بن کر خدشات میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ وہ تیر تمہیں زخمی تو کر دیں گے لیکن ہلاک نہیں کریں گے۔ کیوں کہ جو لوگ راہ مولا میں ہلاک ہو جاتے ہیں ان کی جزا خدا کے ذمہ ہوا کرتی ہے۔ (فتوح الغیب۔ص۔۹۰)

علی بابا ۴۰ کم ۱۳ چور

قارئین محترم! ایک بار پھر ہم آپ کو بریلی شریف لئے چلتے ہیں۔ لیکن تھوڑے ہی وقت کے لئے ہم آپ کو جلد بہت جلد آپ کی منزل پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ خان صاحب

کے ایک مرید صاحب فرماتے ہیں کہ ایک چور نے شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالی عنہ کے جسم پر ایک قیمتی قباء دیکھی آپ بازار میں جا رہے تھے چور بھی پیچھے ہو لیا کہ کسی صورت یہ قباء چھین سکوں۔ جب آپ اپنے حجرہ میں داخل ہوئے تو چور بھی کسی طرح خاموشی سے اندر ہو گیا آپ نے قباء اتار کر رکھی اور عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔ وہ چور چپکے سے اٹھا اور کرتہ بغل میں دبایا چل دیا۔ جب دروازہ پر پہنچا تو اس کو دروازہ بند نظر آیا۔ چار و ناچار دیوار پر ہاتھ مارتا رہا مگر دروازہ نہیں کھلا۔ اتنے میں دروازہ پر کسی نے دستک دی! حضور غوث پاک نے دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرنے کے بعد فرمایا کہ دروازہ میں کون ہے؟ آواز آئی میں انا بلیان بن ملکان۔ یہ خضر علیہ السلام کا نام ہے۔

حضور غوث پاک نے فرمایا کہ آپ کیسے تشریف لائے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ فلاں علاقہ کا ابدال انتقال کر گیا ہے۔ اس علاقہ کے لئے ابدال لینے آیا ہوں وہ چور اندر ایک صف میں چھپا بیٹھا تھا۔ شہنشاہ بغداد نے فرمایا کہ صبح کسی کو مقرر کر دیا جائے گا۔ خضر علیہ السلام نے کہا اس علاقہ کے لئے ابدال کی ضرورت ابھی ہے اگر صبح تک وہ علاقہ غرق ہو گیا تو ذمہ دار کون ہو گا؟ حضور غوث پاک نے فرمایا اچھا ایک ابدال اندر ہماری صف میں لپٹا پڑا ہے اسے لیجائیے۔ خضر علیہ السلام نے جا کر چور سے فرمایا کہ اے ابدال، چور نے کہا میں ابدال نہیں چور ہوں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں تو ابدال ہے۔ تو چور تھا، ڈاکو تھا، رہزن تھا، غوث پاک کی نگاہ سے ابدال ہو گیا۔

(بارہ تقریریں۔ص۔۱۵۶)

قارئین! اب احمد رضا صاحب کی سنئے کہتا ہے۔

ارے یہ وہ ہیں عبد القادر محبوب سبحانی = کہ نابینا کو بینا چور کو ابدال کرتے ہیں

(ملفوظات چہارم۔ص۔۳۲)

عیسیٰ ثانی

قارئین! اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے یا اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے تو آپ اس کی خبر ان کو دے دیتے کہ آپ لوگوں نے فلاں دن فلاں چیز کھائی فلاں چیز جمع کر کے رکھی۔ قرآن اس پر شاہد ہے کہتا ہے۔ وانبئکم بماتاکلون وماتدخرون فی بیوتکم۔ (پارہ ۳ آیت ۴۸)
لیکن ہائے افسوس ایک نبی کے اس معجزہ کو بریلوی بدعتی نے اک ولی کے لئے خاص کر دیا ہے۔ کہتا ہے غوث پاک نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا ظاہر و باطن میرے سامنے آئنہ ہے اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی۔ تو میں بتلایا کہ تم کیا کھاتے ہو کیا پیتے ہو کیا جمع کرتے ہیں۔ (سیرت غوث اعظم ص۔ ۲۴)

عصائے بیضاء

بریلوی صاحب حضرت پیران پیر کو عالم الغیب بناتا ہے مشاہدہ کریں۔ لکھتا ہے کسی نامعلوم شاگرد کے حوالہ سے ایک مرتبہ میں رات کے وقت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں کھڑا تھا، کہ آپ اندر سے دست مبارک میں عصا لئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ معا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش آپ اس عصا کے ذریعہ کوئی معجزہ دکھاتے یہ خیال میرے دل میں آتے ہی آپ نے عصاء کو زمین میں نصب فرمادیا۔ بس وہ مشعل کی طرح روشن ہو گیا اور کافی دیر تک روشن رہا

(سیرت غوث اعظم، ص۔ ۴۲)

موت و حیات ولیوں کے ہاتھ میں

ایک بریلوی لکھتا ہے۔ اکثر اولیاء اللہ نے مردہ بھی زندہ کئے ہیں۔ (بارہ تقریریں، ص۔ ۱۳۳)
اب تفصیلی طور پر نمونے ملاحظہ کیجئے۔

گستاخ چیل کو سزا

قارئین! حضرت غوث پاک کو موت حیات کی قدرت بھی بریلویوں نے عطا کر دی لکھتا ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک مرتبہ تیز ہوا چل رہی تھی اس وقت ایک چیل اوپر سے چلاتی ہوئی گذری جس سے اہل مجلس کی نگاہیں منتشر ہو کر رہ گئیں آپ نے فوراً نظر مبارک اٹھا کر دیکھا وہ چیل مر گئی۔ سر علحدہ دھڑ علحدہ۔ بعد ختم وعظ حضور تشریف لے چلے وہ چیل مری پڑی تھی آپ نے ایک ہاتھ میں سر اٹھایا اور ایک ہاتھ میں دھڑ دونوں کو ملا دیا فوراً اڑی چلی گئی۔ (بلبل فردوس، ص۔ ۱۰۷)

مرغ زندہ ہو گیا

اور آگے ملاحظہ فرمائیں! لکھتا ہے۔ ایک ضعیفہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اے میرے آقا میرے اس لڑکے کا دل آپ کی طرف بہت مائل ہے۔ حضور اس کو اپنی غلامی میں قبول فرمالیں۔ آپ نے کوئی عذر نہ کیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ ضعیفہ اپنے بچہ کو دیکھنے کے لئے آئی۔ دیکھا کہ اس کا بچہ جوں کی خشک روٹی کھا رہا ہے۔ اور بہت کمزور ہو گیا ہے۔ وہ ضعیفہ وہاں سے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو دیکھا کہ آپ پکا ہوا مرغ کھا رہے ہیں اور ہڈیوں کو

توڑ توڑ کر ایک طشت میں جمع فرما رہے ہیں۔ عرض کی کہ حضور آپ تو مرغ کھا رہے ہیں اور میرا لڑکا سوکھی روٹی کھاتا ہے۔ آپ نے اپنا دست مبارک ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا کہ کھڑا ہو جا۔ فوراً ان ہڈیوں سے مرغ زندہ ہو کر بانگ (اذان) دینے لگا۔ (سیرت غوث اعظم، ص۔ ۲۳۲)

قارئین! بریلوی صاحب کہتے ہیں۔

قادر کل کے نائب اکبر
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
ماتم گھر میں ایک نظر میں
شادی شادی رچاتے یہ ہیں

(حدائق بخشش سوم، ص۔ ۵۹)

ولی کے دربار میں مچھلی زندہ ہو جاتی ہے

ایک بریلوی لکھتا ہے۔ ولیوں کے دربار میں مردہ مچھلی زندہ ہو جاتی ہے۔ (بارہ تقریریں، ص۔ ۱۰۹)

قارئین! مچھلی تو مچھلی ہاتھی کو بھی زندہ کر دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

حضرت سیدی احمد جام زندہ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لے جا رہے تھے کہ راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا آپ تشریف لے گئے۔ فرمایا کیا ہے۔ بتایا گیا ہاتھی مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی سونڈ ویسی ہی ہے۔ آنکھیں بھی ویسی ہی ہے ہاتھ بھی ویسے ہی ہیں۔ پیر بھی ویسے ہی ہیں۔ غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیسے گیا۔ یہ فرمانا ہی تھا کہ ہاتھی فوراً زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔

(ملفوظات چہارم، ص۔ ۱۶)

اولیاء مرنے کے بعد بھی مدد کرتے ہیں

قارئین بریلویوں کے عقائدہ مردودہ سنتے جائیے۔
مولوی یار خان نعیمی لکھتا ہے! کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی مدد زیادہ قوی ہے۔ (جاء الحق، ص۔ ۱۸۸)
یہی مولوی دوسری جگہ لکھتا ہے۔
" بہت سے قبروں میں سونے والے بندے ہزاروں زندوں سے زیادہ نفع پہنچاتے ہیں۔ ان کی قبر کی خاک بھی لوگوں پر سایہ فگن ہے۔ لاکھوں زندے ان قبر والوں کے سایہ میں سایہ فگن ہیں۔ " (رحمت خدا بواسطہ اولیاء، ص۔ ۲۴)

اولیاء بچے عطاء کرتے ہیں

قارئین! آئیے اب بچے عطاء کرنے کی باری آئی سنئے۔ ایک عورت (غوث بہاؤالحق ذکریا ملتانی) کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد نصیب فرمائے آپ نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کرلیں تاکہ دیکھ سکیں کہ لوح محفوظ پر اس عورت کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے کوئی بچہ لکھا ہے کہ نہیں۔ سبحان اللہ! مقبولان خدا دیکھتے ہیں تو آنکھیں بند کر کے دیکھتے ہیں۔ بہرحال آپ نے فرمایا کہ تیری قسمت میں لوح محفوظ پر اللہ تعالیٰ نے کوئی اولاد نہیں لکھی۔ عورت مایوس ہو کر واپس آرہی تھی کہ راستہ میں غوث صاحب کے پوتے شاہ رکن عالم صاحب نوری رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے عورت کو روتے دیکھ کر فرمایا کہ کیوں روتی ہو؟ عورت نے کہا کہ شہزادے تمہارے دادا کے

پاس گئی تھی تاکہ اولاد کی دعا کرا سکوں مگر انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تیری قسمت میں کوئی اولاد نہیں لکھی۔ آپ نے فرمایا کہ جواب تجھے میں سکھاتا ہوں مگر دادا جان کے سامنے میرا نام مت لینا۔ جاکر یہ کہو کہ اگر قسمت میں لکھا ہوتا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہی کیوں ہوتی۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا فائدہ ہی کیا ہوا وہ عورت واپس آئی جو کچھ شہزادے نے سکھایا تھا عرض کیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ابھی عمر چھوٹی ہے باتیں اونچی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کل آنا۔ جب عورت کل حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھے ایک بیٹا دیا، دو دیئے، تین دیئے، چار دیئے، پانچ دیئے، چھ دیئے، سات دیئے وہ تو آکر حضرت جبرئیل نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ اس طرح تو اللہ کا خزانہ ہی خالی ہو جائے گا۔ (بارہ تقریریں، ص۔۱۴۵)

قارئین! یہ تو صرف بچہ ہی دیا لیکن آگے چل کر آپ بریلویت کی مزید خانہ تلاشی کیجئے۔ تو پتہ چلے گا کہ قبر والے نہ صرف بچے ہی عطا کرتے ہیں بلکہ اٹھارہ سال کی دوشیزہ بھی عطاء کر دیتے ہیں۔ احمد رضا لکھتا ہے۔

حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں حضرت سید احمد کبیر بدوی کے مزار پر بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا ہے۔ عوام جوق در جوق اس مجمع میں چلے آتے تھے کہ ایک تاجر کی کنیز پر (سید عبدالوہاب کی) نظر پڑی۔ فورا آپ نے نگاہ پھیرلی کہ حدیث میں ارشاد ہے النظرة الاولى لك والثانية عليك پہلی نظر کا گناہ نہیں دوسری کا گناہ ہے۔ خیر نگاہ تو پھیرلی مگر وہ کنیز آپ کو پسند آگئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے (حضرت نے قبر سے) ارشاد فرمایا عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے؟ عرض کی ہاں۔ ارشاد فرمایا اچھا ہم نے کنیز تم کو ہبہ کی اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور ہبہ حضور فرماتے ہیں۔ معاو تاجر حاضر حضور ہوا اور وہ کنیز مزار

اقدس کی نذر کی (قبر کے اندر سے) خادم کو اشارہ ہوا انہوں نے (سید عبدالوہاب) کی نذر کر دی۔

شیخ نے ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی۔ فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔ (ملفوظات سوم، ص۔ ۹۶)

قارئین محترم! جس دھرم میں حاجت پوری کرنے والے سے زیادہ حاجت پوری کرانے والے کو فکر ہو تو ایسے مذہب کی طرف نوجوان طبقہ کیوں مائل نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بریلویت کی جانب عمر رسیدہ حضرات سے زیادہ نوجوان طبقہ مائل ہے اور وہ کسی بھی نصیحت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں چوں کہ بریلویت میں رہ کر اس کو اپنی خواہشات بغیر کسی شرم و حجاب کے بلکہ خود بریلوی دھرم کی سرپرستی میں پورا کرنے کے پورے مواقع حاصل ہیں تو کیوں وہ کسی اسلام کی طرف آنے لگے۔ اور قبر کے پجاریوں کا تو کہنا ہی کیا وہ بھی خوب دل کھول کر عورتوں کو بچے عطاء کرتے ہیں۔ اور شاید یار صاحب نے بھی عورتوں سے اسی نفع رسانی کی طرف اشارہ کیا کہ قبروں میں سونے والے بندے ہزاروں زندہ بندوں سے زیادہ نفع پہنچاتے ہیں۔

پردہ اٹھ رہا ہے

قارئین محترم! الشیخ محمد خیر محمد حجازی مکی مد ظلہم کو اللہ رب العزت نے علم و معرفت سے نوازا ہے وہ حجاز جہاں بڑے سے بڑے عالم باعمل ولی قطب کو کسی بھی مقام پر بغیر حکومت سعودیہ کی اجازت کے کوئی وعظ و تقریر کرنے کی قطعاً اجازت نہیں لیکن شیخ مکی جو دراصل پاکستان کے باشندے ہیں ان کی فضیلت و سعادت کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالی نے ان کو اپنے مقدس گھر حرم شرف کے صحن میں حکومت عربیہ

کی درخواست پر دین کی دعوت و تبلیغ پورے حق و عدل کے ساتھ لوگوں تک پہنچانے کی سعادت نصیب فرمائی الحمد للہ آج بھی ان کا یہ فیض علم جاری و ساری ہے۔ دعا ہے کہ آئندہ کو بھی یہ فیض جاری رہے آمین۔ آپ فرماتے ہیں کہ۔

بعض بھائی قبور اولیاء پر نوراتیں اعتکاف بیٹھتے ہیں اور اپنی عورتوں کو لے جاتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ نو راتیں پیر کی قبر پر بیٹھو بچہ ملے گا۔ یا جو بھی مراد ہوگی پوری ہو جائے گی۔ بعض لوگ تو اپنی عورتوں کو اکیلا چھوڑ آتے ہیں۔ حالاں کہ یہ سب ان عیار مکار بد معاش مجاوروں کی عیاری و چالاکی ہے انہوں نے ہی عورتوں کو لانے کا ایک ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔ اور وہاں کتنی ہی بد نصیب عورتوں کی مرادیں پوری ہوتے ہوتے عزت لوٹ جاتی ہے۔ (بالفرض) اگر کسی مرد کی مردانگی قوت کی کمی کے باعث بچہ نہیں ہوتا تو وہ اپنی عورت کو قبور اولیاء پر چھوڑ آتا ہے اور جب وہ بے چاری ان بد معاشوں کی ہوس سے اپنی عزت کھوکر آتی ہے تو شوہر سسرال میکے والے سب خوش ہوتے ہیں کہ پیر نے بچہ دیا ان کے اعتقاد مزید پختہ ہو جاتے ہیں اور عورت بے چاری ان کی خوشیوں کا بھرم رکھنے کی خاطر ہمیشہ کے لئے گنگ ہو کر خاموشی اختیار کر لیتی ہے۔ (دوروس حرم، ص۔ ۱۴۴)

قارئین محترم! اگر آپ کا بریلوی دھرم سے کوئی رشتہ و ناطہ نہیں ہے تو مبارک۔ اگر آپ اس دھرم کے ماننے والے ہیں یا کوئی نرم گوشہ رکھتے ہیں ان کے ناپاک عقائد سے اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اندھیرے میں رہ کر خوش فہمی میں مبتلا ہیں تو ہماری التجاء ہے کہ خدارا آج ہی بلکہ ابھی فورا توبہ کر لیجئے اور اپنی ماؤں بہنوں کی عزت ناموس کی ان آستانہ پرست درندوں کی ہوس سے حفاظت کیجئے۔ ہم آپ سے ہرگز ہرگز نہیں کہتے کہ آپ دیوبندی بن جائیں۔ یا اہل حدیث بن جائیں یا کسی اور

جماعت کو اختیار کر لیں لیکن اتنا کہتے ہیں کہ صحیح معنوں میں اللہ اور رسول والے بن جائیں۔ اور اپنی تمام تر حاجتیں مشکلیں اللہ ہی کے سامنے رکھیں ایک نہ ایک دن وہ ضرور کامیابی عطاء کرے گا۔ آمین۔

گھریلو جھگڑا

پیارے قارئین! جیسا کہ آپ کے علم میں آ چکا کہ قبر پرستوں کی یہ دوکانیں زیادہ تر عورتوں ہی کی نذروں نیاز پر چلا کرتیں ہیں اور یہ شیطانی آستانے مردوں کے مقابلہ میں انہی کمزور عقیدہ مسلم عورتوں سے آباد رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی مرادوں کے حصول میں اپنے قیمتی جواہرات و زیورات بھی قبر کی نذر کرنے سے نہیں دریغ کرتیں جو بعد میں سب مجاوروں کے کھاتے میں جاتے ہیں اور اس سے آسان بزنس کوئی نہیں۔ چنانچہ اس بزنس کے راستہ مال کے لالچ میں کچھ آستانے بنا کر اس پر کرائے کے مجاور بریلوی صاحب نے بھی بٹھا دیئے تھے۔ لیکن جب تقسیم نذر و نیاز کا وقت آیا تو باہمی نزاع کھڑا ہو گیا۔ اور بریلوی صاحب اور مجاوروں کے درمیان دست و گریبان تک نوبت پہنچ گئی۔ بریلوی صاحب نے مجاوروں کو دھمکی دی کہ میں آج ہی قبروں پر عورتوں کی حاضری کے خلاف فتویٰ صادر کرتا ہوں جس سے تمہاری دوکان ہی بند ہو کر رہ جائے گی۔ نہ رہے بانس نہ بجے گی بانسری۔ چنانچہ جب بریلوی صاحب نے دیکھا کہ میری اس وارننگ کا کوئی اثر مجاوروں پر نہیں ہوا تو آپ نے جوش میں آکر فتویٰ صادر کر دیا۔ فتویٰ ملاحظہ ہو۔

۱۔ (عورتیں) جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہیں تو اللہ اور فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے۔

۲۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں۔
۳۔ جب قبر پر پہنچتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے۔
۴۔ جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔ (فتاوی رضویہ چہارم۔ ص۔ ۱۷۳)

خان صاحب کا یہ فرمان جاری ہوتے ہی بس پھر کیا تھا سارے سجادہ نشین موصوف پر ٹوٹ پڑے موصوف بھی کہاں پیچھے رہنے والے تھے آستین چڑھا کر میدان کارزار میں آگئے۔ پھر تو منظر ہی عجیب تھا کہ ایک کے ہاتھ میں دوسرے کا گریبان تھا۔ آخر کار نوبت جوتے چپل تک پہنچی انہوں نے بھی خوب رنگ دکھایا۔ بالآخر تھک ہار کر گھر کی راہ لی۔ چلتے ہوئے سجادہ نشینوں نے موصوف کو پنڈت جیسے القابات سے نوازا۔ گھر جا کر خان صاحب نے اپنی اس رسیلی زبان میں جو اپنے مخالفین کے لئے استعمال کرنے کے عادی تھے ایک مضمون تحریر کر ڈالا۔ جس کے الفاظ بھی قابل ملاحظہ ہیں۔ وہ ابلیسی مسخرے کہ علمائے دین پر ہنستے اور ان کے احکام کو لغو سمجھتے ہیں انہی میں وہ جھوٹے مدعیان فقر ہیں جو کہتے ہیں کہ عالموں اور فقیروں کی سدا سے ہوتی آئی ہے یہاں تک کہ بعض خبیثوں صاحب سجادہ (کی زبان سے) قطب وقت بننے والوں کو یہ لفظ کہتے سنا کہ عالم کون ہے؟ پنڈت ہے۔

(فتاوی افریقہ۔ ص۔ ۵۳)

قارئین محترم! خان صاحب جس طرح وزیر اعظم بننے کے خیالات میں مگن تھے اسی طرح یہاں قطب وقت بھی بننے کی خوش فہمی میں مبتلا ہیں اور ان کو اپنی ذات کے متعلق پورا یقین تھا کہ میں آئندہ قطب وقت بن جاؤں گا۔ چنانچہ معاملہ طول کرتا گیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ بے چارے سجادہ نشین غیر تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے کوئی علمی جہاد تو نہ کر سکتے تھے لہذا انہوں نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ جب بھی موصوف بریلوی صاحب انہیں باہر نظر پڑ جاتے تو وہ آپ پر جملے کستے جس کو

بریلوی صاحب نے اپنے مضمون میں مسخروں سے تعبیر کیا۔ خیر یہ ان کا گھریلو جھگڑا تھا ہم اس میں زیادہ نہیں الجھنا چاہتے۔

گولڑہ شریف پر ڈاکہ

قارئین کرام! یہ قبر کے پجاری ولیوں کے آستانوں پر چڑھاوے کے نام سے غریبوں مالداروں کا خون چوس چوس کر کس قدر دولت جمع کر لیتے ہیں گھریلو شہادت سنئے۔ لکھتا ہے کہ۔

ایک شخص جس نے بے پناہ قتل کئے تھے اپنے علاقہ کا مشہور ڈاکو تھا۔ راہ زن تھا۔ اس نے ایک مکان پر ڈاکہ ڈالا تو صاحب مکان نے اس سے کہا کہ ہم غریب آدمی ہیں ہمارے گھر سے تمہیں کیا ملے گا۔ گولڑہ جاؤ وہاں پر پیر مہر علی ہیں۔ (جنہوں نے چڑھاوے کے نام پر دولت جمع کر رکھی ہے) ان کے گھر سے تمہیں بڑی دولت ملے گی۔ ڈاکو واپس آگیا۔ اور گولڑہ شریف پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرنے لگا۔

(بارہ تقریریں، ص۔ ۱۲۲)

قارئین! جہاں ایک طرف مجاوروں کی جمع کی ہوئی دولت کا پتہ چلتا ہے وہیں ڈاکو کی شرافت و ظرافت کا بھی پتہ لگتا ہے کہ کتنے شریف تھے۔ ڈاکہ ڈالنے سے پہلے صاحب مکان کے ساتھ بڑے ادب واحترام کے ساتھ بیٹھ کر باہم مشورہ کرتے اور اجازت لیتے اگر صاحب مکان اجازت دے دیتا تو ڈاکہ ڈالتے ورنہ واپس ہو جاتے۔ جیسا کہ آپ نے یہاں دیکھا کہ صاحب مکان کے مشورہ پر فورا عمل کیا اور گولڑہ شریف کا رخ کیا۔ سبحان اللہ۔

قبر پر حاضری کا طریقہ

قارئین محترم! آپ گذشتہ صفحات پر پڑھ چکے کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ بہت سے مردے ہزاروں زندوں سے زیادہ نفع پہنچاتے ہیں اب ان مردوں کا کیا احترام کیا جائے بریلوی دھرم کا حکم سنئے۔

عرض! مرید کو بعد وفات شیخ کی قبر کا کس طرح ادب کرنا چاہئے؟

ارشاد! اس کی زندگی میں جیسا ادب کرتا تھا۔ سامنے سے حاضر ہو۔ کہ بالیں سے موڑ کر دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی ہے۔ (ملفوظات اول۔ص ۷۰)

ایک بریلوی کا اعتراض

قارئین! کسی بریلوی صاحب نے خان صاحب پر اعتراض کر دیا کہ "یہ حکم جو فرمایا گیا مزار شریف پر پائنتی کی طرف سے حاضر ہو ورنہ صاحب قبر کو سر اٹھا کر دیکھنا پڑے گا تو کیا عالم برزخ میں بھی اولیاء کرام کو سر اٹھا کر دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے؟

ارشاد! ہاں عوام کو بلکہ عامہ اولیاء کرام کو بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

(ملفوظات سوم۔ص ۴۷)

قارئین محترم! ایسا لگتا ہے کہ مریدین باصفا اپنے پیر احمد رضا سے کچھ زیادہ ہی خوش تھے اور ان کو بے وقوف بنانے کے لئے برسر مجلس بڑے معصومانہ انداز میں اس طرح کے سوالات بھی کر دیتے تھے اور بعد میں اپنے پیر مغاں کی حماقت پر لطف لے لے کر بڑے محظوظ ہوتے تھے۔

آسمانوں کے ستون

محترم قارئین! آسمانوں کا وجود اور اس کی تخلیق اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے فرمائی ہے۔اس میں کسی غیر کی کوئی شرکت نہیں۔ان کی روک تھام کے لئے حق تعالی نے نہ ہی کوئی ستون کھمبے بنائے اور نہ ہی پلرس کہ اس کے وجود کو گرنے سے تھام لیں۔ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے اللّٰہ الذی رفع السموت بغیر عمد ترونھا ۔ترجمہ۔اللہ تو وہی ہے جس نے بغیر ستونوں کے اسمانوں کو بلند سے بلند تر بنایا۔چاہو تو دیکھ لو۔لیکن بریلوی موصوف کا عقیدہ ہے کہ آسمانوں کے ستون غوث ہوتے ہیں اور ان کے بغیر ان آسمانوں کا وجود باقی نہیں رہ سکتا۔ملاحظہ ہو۔

بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ (ملفوظات اول ،ص۔۱۰۲)

محبوبان خدا دور سے سنتے دیکھتے اور مدد کرتے ہیں

قارئین! گذشتہ صفحات پر آپ بریلویوں کا عقائد فاسدہ ملاحظہ کر چکے کہ اولیاء مرنے کے بعد بھی مدد کرتے ہیں اب یہاں ان اولیاء کرام کی بریلوی عقیدہ کے مطابق سماعت بصارت بھی ملاحظہ فرمائیں۔احمد رضاء لکھتا ہے۔ حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالی عنہ (یہ صحابی نہیں ہیں) جن کی مجلس میلاد مصر میں ہوتی ہے۔ مزار مبارک پر آپ کی ولادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے۔امام عبدالوہاب شعرانی ہمیشہ (مزار پر) ایک دن پہلے ہی حاضر ہو جاتے تھے۔ایک دفعہ آپ کو تاخیر ہو گئی۔اس دفعہ آخری دن پہنچے۔جو اولیاء کرام مزار مبارک پر مراقب تھے

انہوں نے فرمایا کہ کہاں تھے دو روز سے ؟ حضرت مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر فرماتے ہیں کہ عبدالوہاب آیا؟ عبدالوہاب آیا؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے۔ سب نے فرمایا کہ اطلاع کیسی حضور تو فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کی حفاظت کرتا ہوں اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جاتا رہے گا اللہ تعالی (قیامت میں) مجھ سے سوال کرے گا۔ (ملفوظات سوم، ص۔ ۲۹)

قارئین محترم! کیا آپ کی عقل و فہم اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ ایک طرف سے شیخ ہر اس شخص کے ساتھ ہوتے ہیں جو ان کی قبر پر آنے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں دوسری طرف پردہ اٹھا اٹھا کر پوچھتے ہیں کہ عبدالوہاب آیا، عبدالوہاب آیا۔ دوستوں! کیا یہ تضاد بیانی خان صاحب کے خود بنائے ہوئے قصہ کا ثبوت نہیں فراہم کر رہی ہے ؟ دو گھڑی سوچیئے

اللہ کے ولی کو وارننگ

قارئین! مولوی یار خان لکھتا ہے جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جاوے اور وہ چاہے کہ خدا اس کی واپس وہ چیز ملا دے تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ منھ کر کے کھڑا ہو اور یہ دعا پڑھے۔ یا سیدی احمد بن علوان ان لم ترد علی ضالتی والا نزعتك من دیوان الاولیاء فان الله یرد ضالة برکته

اے میرے آقا احمد بن علوان اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیاء سے نکال دوں گا پس خدا اس کی گم ہوئی چیز ان کی برکت سے ملا دے گا۔ (جاء الحق۔ ص۔ ۱۰۰۹)

قارئین! ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیئے کہ بریلوی صاحب نے اپنی ذریت کو جو دعا

بتلائی کیا حقیقت میں وہ دعا ہے یا وارننگ؟ کہ اگر میری گم شدہ چیز واپس نہ کی تو میں تجھ کو درجہ ولایت سے خارج کر دوں گا۔اس پر طرہ یہ کہ ولی صاحب درجہ ولایت سے خارج کر دیئے جانے کے ڈر سے وہ چیز فوراً واپس بھی کر دیتے ہیں، یہ تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ احمد بن علوان نے آپ کی چیز چرائی بھی ہو۔ یہ فلسفہ بریلوی صاحب ہی بہتر سمجھ سکتے اور سمجھا سکتے ہیں۔

دھاندلی

قارئین محترم! اب ذرا کھلے الفاظ میں واضح ثبوت کے ساتھ بریلویوں کی دھاندلی اور دھوکہ دہی بھی ملاحظہ فرمائیں۔ برائے کرم اگر آپ کے پاس قرآن کریم کا کوئی بھی ترجمہ ہو تو آپ اس آیت کریمہ **انه یرنکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم** کی تفسیر دیکھئے۔ (پارہ۔۸، سورہ اعراف آیت۔۲۷) پھر بتائیے کہ بریلوی صاحب نے عوام کو دھوکہ دینے اور علماء کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا جو سانگ رچا ہے وہ بریلوی صاحب کو کہاں تک ننگا کرتا ہے۔ اب بریلویوں کی تفسیر کنزالایمان کے صفحہ کا عکس بھی پڑھئے کہ محبوبان خدا دور سے سنتے دیکھتے اور مدد کرتے ہیں کیا یہ شیطان بھی محبوبان خدا میں داخل ہے۔ دراصل سارے بریلوی شیطان اپنے کو محبوبان خدا سے کیا کم سمجھتے ہیں اس لئے ان کو شیطان اور ولی میں فرق ہی نظر نہیں آتا۔

بریلوں کے ڈرامائی قصے

ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہوئی ہیں۔ اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہوئے

ہیں۔ اس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی ہے۔ دوسری جگہ قبر کھود کر رکھیں۔ اب جو دیکھا کہ دو اژدھے اس کے بدن سے لپٹے ہوئے اپنے پھنوں سے اس کا منھ بھبوڑ رہے ہیں۔ حیران ہوئے کسی صاحب دل سے یہ واقعہ بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ وہاں بھی یہ اژدھا ہی تھی مگر ایک ولی اللہ کے مزار کا قرب تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا۔ اور وہ اژدھے درخت گل کی شکل کے ہو گئے تھے۔ اس کی خیریت چاہو تو وہیں لے جاکر دفن کر دو۔ وہیں لے جاکر رکھا تو پھر وہی گلاب کے پھول۔ (ملفوظات دوم، ص۔ ۹۲)

قارئین! آپ کو یہ اعتراض نہ ہونا چاہئے کہ دو اژدھے کے رہتے ہوئے مردہ کو قبر سے اٹھانے کی کیسے جرات ہوئی۔ اگر آپ نے بریلوی صاحب سے یہ سوال کر لیا تو ان کی شریعت سے خارج کر دیئے جائیں گے۔

احمد رضا لکھتا ہے۔ ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں ہے۔ تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا لڑکے نے فورا نیا عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا کہ خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔ (ملفوظات اول، ص۔ ۹۰)

قارئین! اس بڑھیا کو پرانے کفن میں اپنے ساتھیوں کے پاس جاتے شرم آتی تھی۔ کیا قبر میں بھی سہیلیوں کی مجلس جمتی تھی؟ ہاں یہ اسلامی عقائد کے خلاف خان

صاحب کا عقیدہ ہے۔ وہاں تو سہلی تو سہلی زند پیر صاحب بھی پہنچ جاتے ہیں اور پھر دنیا میں واپس بھی آجاتے ہیں۔ لیجئے سنئے بریلوی کی زبانی۔

جان لو! اپنا شیخ جس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے مرنے کے بعد قبر میں آجاتا ہے۔ اور اپنے مرید کی طرف سے فرشتوں کو حق کے مطابق جواب دیتا ہے اور اسے نجات دلاتا ہے۔ (فیوضات فریدیہ۔ص۔۶۰)

ایک شخص کو دفن کر کے لوگ چلے گئے منکر نکیر نے سوال شروع کیا۔ ایک شخص جوتے پہنے اس طرف سے نکلا اس کے جوتے کی آواز سن کر مردہ اس طرف متوجہ ہوا اور قریب تھا کہ جو سوال منکر نکیر کر رہے تھے اس کے جواب سے قاصر رہتا۔

(ملفوظات دوم۔ص۔۸۱)

ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں رہا کرتی تھی۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی جب حاضر ہوئی سبب دریافت کیا۔ عرض کی کہ حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا۔ وہاں گئی تھی۔ راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے۔ تو خود کیسے نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ شاید رب العزت تبارک و تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

(ملفوظات اول۔ص۔۱۲)

(شیخ منصور) ایک دن جنگل سے شیر کے پاس سے گذرے جس نے ایک مرد کو پچھاڑ دیا تھا۔ اور اس کے بازو کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔ آپ شیر کی طرف آئے اور شیر کی پیشانی پکڑ کر فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ہمارے پڑوسیوں کے در پے نہ ہونا وہ شیر عاجزی کرنے لگا۔ اور مرد کو چھوڑ دیا۔ شیخ نے اس سے کہا کہ خدا کے حکم سے مر جا تو وہ شیر مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔ (بہجۃ الاسرار۔ص۔۳۱۹)

ایک صاحب اولیاء کرام میں سے تھے ان کی خدمت میں دو عالم حاضر ہوئے مکان کے سامنے ایک نہر جاری تھی۔ یہ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے۔ کپڑے اتار کر وہاں رکھ دیئے اور نہانے لگے۔ اتنے میں ایک نہایت مہیب شکل کا شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا۔ یہ دونوں صاحب ذرا سی لنگوٹیاں باندھے ہوئے اب نکلیں تو کیسے؟ یہ علماء کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ جب بہت دیر ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا کہ بھائیو! ہمارے دو مہمان صبح سویرے آئے تھے وہ کہاں گئے۔ کسی نے کہا کہ حضور وہ تو اس شکل میں ہیں۔ تو آپ تشریف لے گئے۔ اور شیر کا کان پکڑ کر ایک طمانچہ مارا اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ آپ نے اس طرف مارا اس نے اس طرف منہ پھیر لیا۔ فرمایا کہ ہم نے نہیں کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا جا چلا جا۔ شیر اٹھ کر چلا گیا۔ (ملفوظات چہارم، ص۔ ۵۲)

قارئین! اس طرح کے قصے بتا بتا کر عوام کو گمراہی تک پہنچانے میں بریلوی حضرات قطعاً تاخیر نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ ان بزرگ صاحب کی شیر پر سواری کی تصویریں بھی شائع کر دی جاتی ہیں۔ تصویر ملاحظہ ہو۔

ایک بریلوی مرید اپنے پیر طریقت احمد رضا پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ملفوظات سیدنا امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مقام صحابیت پر) علوم و معارف کا بیش بہا خزینہ ہے۔ اس میں ایسے اسرار و غوامض ہیں کہ ایک ایک حوالہ کی تلاش میں چھٹی کا دودھ یاد آ جائے۔ (مقدمہ افکار رضاہ کی خانہ تلاشی)

انڈوں کا ایکسپورٹ

قارئین محترم! یہ تو پیر صاحب کا حال تھا اب ان کے مریدین کا حال معلوم کیجئے کہ

وہ کہاں اس فن میں اپنے پیرے پیچھے رہنے والے ہیں۔ایک بریلوی لکھتا ہے۔
کہ مقام سدرہ کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کی قطاریں دیکھیں جو دور تک گذرتی نظر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو کہا کہ یہ اونٹ کیسے ہیں ہر ایک کی پشت پر صندوق رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری پیدائش سے پہلے ہی سے یہ قطاریں گذر رہی ہیں۔مجھے ان کا علم نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھ کر اس کا قفل (تالا) کھولو۔جبرئیل نے بسم اللہ پڑھ کر صندوق اتارا پھر قفل کھولا۔تو دیکھا کہ وہ صندوق انڈوں سے بھرا تھا۔ ہر انڈے کو قفل لگا ہوا تھا۔ پھر جبرئیل نے بسم اللہ پڑھ کر قفل کھولا۔تو ہر انڈا خشخاش (پوست) کے دانوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہر دانے پر قفل لگا ہوا تھا۔بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھ کر قفل کھولا تو اندر ایک جہاں آباد تھا۔اور ایک بہت بڑا شہر ہے اس میں ایک عظیم الشان اجتماع ہو رہا ہے۔
ایک مقرر تقریر کر رہا تھا کہ زمین پر پانی ہے پانی پر ایک مٹی کا تودہ ہے تو اس تودہ پر نبی آخر الزماں نے نبوت کا اعلان فرما دیا ہے۔جب تک ہم ان پر ایمان نہیں لائیں گے۔ ہماری نجات نہیں ہو سکتی۔جبرئیل نے فوراً اٹھ کر کہا کہ میں جبرئیل ہوں اور یہ میرے ساتھ نبی آخر الزماں ہیں اسی وقت ان تمام نے کلمہ پڑھا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ (بارہ تقریریں۔ص۔۲۱۵)

قارئین! آپ کے سادہ ذہن میں یقیناً کچھ سوالات ابھرے ہوں گے مثلاً یہ کہ انڈے کہاں سے اکسپورٹ کئے جا رہے تھے اور کہاں بھیجے جا رہے تھے۔ نمبر دو پھر جبرئیل نے صرف ایک ہی اونٹ کو روک کر ایک ہی صندوق کھولا اور ایک ہی انڈا کھولا اور وہ پوست کے دانوں سے بھرا ہوا تھا وہ بھی صرف ایک ہی کھولا اور اس میں

میاں ملاجی تقریر فرمارہے تھے جو کلمہ پڑھنے سے پہلے تک کافر تھے۔ کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوئے بقیہ لوگوں کو کلمہ پڑھانے کا ذمہ دار کون؟ ممکن ہے کہ کوئی بریلوی یہ جواب دے کر بقیہ لوگ بریلی آکر احمد رضا سے کلمہ پڑھ لیں گے۔ تو وہاں تو مسلمانوں ہی کو کافر بنایا جاتا ہے۔ بہ جائے کہ کافر کو مسلمان بنائیں۔

قارئین! اس تمام داستان مضحکہ خیز پر قہقہہ لگائے مگر آہستہ۔

جنت میں جانے کے لئے جسمانی طاقت کی ضرورت

قارئین! آپ پڑھ چکے کہ احمد رضا کو سنت بھی معاف ہو گئی تھی لہذا نیک عمل کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی اب خان صاحب نے روحانی مجاہدات کرنے کے بجائے جسمانی ورزش کرنے کی طرف توجہ دینی شروع کر دی تھی اور اس کے جواز کے لئے کچھ قصے ترتیب دیئے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

لکھتا ہے کہ حضرت بہاء الحق رضی اللہ تعالی عنہ بخارا میں رہتے تھے حضرت امیر کلال رضی اللہ تعالی عنہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے اور اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے۔ حضرت بھی تشریف فرماں ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند عالم جلیل پابند شریعت ان کے قلب نے کچھ پسند نہ کیا حالاں کہ کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ یہ خطرہ آتے ہی غنودگی آگئی دیکھا کہ معرکہ حشر برپا ہے۔ ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے۔ یہ اس کے پار جانا چاہتے ہیں۔ دریا میں اترے جتنا زور کرتے جاتے اتنا ہی دھنستے جاتے یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے۔ اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال رضی اللہ تعالی عنہ تشریف فرماں ہیں۔ آپ نے ایک

ہاتھ سے اٹھاکر دریا کے اس پار کر دیا۔ (ملفوظات چہارم، ص۔۳۰)

قارئین محترم! خان صاحب کو یہ بناوٹی قصہ بنانے کی ضرورت شاید اس لئے پڑی ہوگی کہ تمام بریلویوں کو پہلوان بناکر ایک طاقت ور بریلوی پارٹی بنائی جائے جو خدا سے مقابلہ کر سکے خدا نے سیدھے طریقہ سے جنت میں پہنچا دیا تو ٹھیک ورنہ طاقت کا استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔ اور خان صاحب تمام دلدل میں پھنسے بریلویوں کا بازو پکڑ پکڑ کر دریا کے اس پار کرتے رہیں گے۔ اس لئے انہوں نے اعلان کیا تھا۔

خدا سے لو لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث

کُشتی کے لئے تیار

قارئین محترم! لیجئے ایک پہلوان خان صاحب کے اکھاڑے سے تیار ہو چکا اور طاقت کے نشہ میں اتنا چور ہے کہ خانہ خدا ہی میں کشتی لڑنے کو تیار ہے۔ مشاہدہ فرمائیں۔

ایک بزرگ سید عبدالرحمان طفسونے ایک روز بر سر منبر فرمایا۔

انا بین الاولیاء کالکرکی اطول عنقا۔ میں اولیاء کے درمیان ایسا ہوں جیسا کہ کلنگ سب سے اونچی گردن ہوتی ہے۔ وہیں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے ایک مرید حضرت سیدی احمد رضی اللہ تعالی عنہ بھی تشریف فرماں تھے۔ انہیں ناگوار ہوا کہ حضور پر اپنے آپ کو تفضیل دی۔ گدڑی پھینک کر خم ٹھوکر (خطبہ کے درمیان) ہی کھڑے ہوگئے۔ اور فرمایا کہ میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدی

عبدالرحمان نے ان کو سر سے پاؤں تک پاؤں سے سر تک سر سے پاؤں تک دیکھا۔ غرض اسی طرح کئی مرتبہ نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا کہ کیا بات ؟ فرمایا کہ میں نے دیکھا اس کے جسم کا کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں اور ان سے فرمایا کہ گدڑی پہن لو! انہوں نے کہا کہ فقیر جس کپڑے کو اتار کر پھینک دیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا۔ بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی۔ فاطمہ! فاطمہ! میرے کپڑے دو انہوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیئے اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لئے۔ (ملفوظات سوم۔ص۔۷۰)

خان صاحب کی ایجاد کردہ بدعات

قارئین! خان صاحب کہتے ہیں۔ آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا۔

(احمد رضا)

۱۔ خطبہ کی اذان مسجد سے باہر

۲۔ مسلہ انگوٹھا چومنے کا

۳۔ حیّ الصلاۃ پر کھڑا ہونا

۴۔ بعد نماز صلاۃ و سلام

۵۔ مسلہ قبر پر اذان دینے کا

۶۔ بعد نماز مصافحہ

۷۔ میلاد شریف

۸۔ سجدہ، تعظیمی

جمعہ کی اذان

قارئین محترم! جمعہ کی دوسری اذان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر خان صاحب کی پیدائش سے پہلے تک مسجد کے اندر ممبر کے سامنے ہوتی آئی ہے۔ مگر خان صاحب نے اس کو اپنی شریعت بریلویہ کا نشان قرار دے کر مسجد کے باہر دلوانے کا رواج قائم کیا اس پر طرہ یہ کہ اس کو مردہ سنت قرار دیا ملاحظہ ہو۔

مولوی ظفرالدین بہاری لکھتا ہے۔ "آپ (اعلحضرت) نے بہت ہی مردہ سنتوں کو زندہ فرمایا انہیں زندہ سنتوں میں نماز جمعہ کی اذان ثانی ہے جس کو آپ نے خارج مسجد دلوانے کا رواج قائم کیا۔" (سوانح اعلحضرت، ص۔ ۱۳۰)

قارئین! آئیے اب آپ کو گذشتہ زمانہ کا پردہ ہٹا کر اس مسئلہ اور عمل سے واقف کرا دوں۔ کنزالاقائق کی شرح میں ہے۔ فان جلس الخطیب علی المنبر اذبین یدیه الخطیب۔ جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے تو اس کے سامنے قریب سے اذان دی جائے۔ اور خطبہ کے مکمل ہوتے ہی اقامت کہی جائے۔ اسی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے توارث ہوتا آرہا ہے۔ وکان یوذن بین بدیه رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ جلس عنی المنبر یوم الجمعه۔
حضور وصلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر تشریف فرما ہونے جمعہ کے دن تو آپ کے قریب سے اذان دی جاتی۔ (ابوداؤد)

بدعت انگوٹھا چومنے کی

قارئین محترم! اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھا چومنے کے فضائل و فوائد بریلویوں کی زبانی سنتے جائیے۔

ں لکھتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص
ے کلمات کے جواب میں کہے اشهدان محمد رسول اللہ مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی
محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اپنے انگوٹھوں کو بوسہ دے۔ اور انہیں اپنی
آنکھوں پر رکھے تو وہ کبھی آنکھوں کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوگا۔ (انوار احمدی ص۔ ۱۰۴)

ایک دوسرے بریلوی صاحب لکھتے ہیں۔

جو شخص اذان میں حضور علیہ السلام کا نام پاک سنے تو اپنے کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا
جمع کرے اور دونوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کبھی آنکھ نہ دکھے گی۔ پھر فرمایا
کہ بعض مشائخ عراق و عجم نے فرمایا کہ جو یہ عمل کرے تو اس کی آنکھیں کبھی نہ
دکھے۔ (جاء الحق ص۔ ۳۷۸)

قارئین محترم! یہ بات یقینی ہے کہ احادیث نبوی میں جو بات کہی جاتی ہے یا جو
فضائل و فوائد بتائے جاتے ہیں۔ وہ ہو بہو ہو کر رہتی ہے اس سے ایک انچ بھی ادھر
ادھر نہیں ہوتی۔ اس پر یقین و ایمان بھی لانا ضروری ہے۔ لیکن جب کچھ من گھڑت
حدیثیں اپنی طرف سے رائج کر کے حدیث نبوی کے نام سے منسوب کر دی جائے تو
یقیناً کوئی فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔ اگر بریلویوں کی اوپر ذکر کی گئی حدیث حضور
پاک علیہ السلام کی یا صحابہ کی محبوب سنت ہوتی تو ضرور اس سے فائدہ پہنچتا۔ آئیے
اب ہم آپ کو خان صاحب سے ملا دیں۔ یہ ہیں احمد رضا خان صاحب بریلوی دھرم
کے بانی مٹے ان سے یہ اپنے ایک دوست مولوی عبدالسلام کو خط لکھتے ہیں۔

مولوی عبدالسلام۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چار دن کم پانچ مہینے ہوئے آنکھ دکھنے کو آئی ہے۔ اور اس پر اطوار مختلفہ وارد
ہوئے۔ ضعف قائم ہو گیا۔ سیاہ بالے نظر آتے ہیں آنکھیں ہمہ وقت نم رہتی ہیں۔

اول تو مہینوں کچھ لکھ پڑھ ہی نہ سکا اب یہ کہ چند منٹ نگاہ نیچی کیے سے آنکھ بھاری پڑ جاتی ہے۔ کمزوری بڑھ جاتی ہے۔ پانچ مہینے سے مسائل و رسائل سب زبانی بتا کر لکھے جاتے ہیں۔ الخ۔ والسلام فقیر احمد رضاء قادری۔ (وصایا شریف، ص۔ ۳۶)

قارئین جب ہم نے خان صاحب سے پوچھا کہ آپ کی آنکھ دکھنے کا سبب کیا ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ایک دن میں نے غسل کیا۔ سر پہ پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے داہنی آنکھ میں اتر آئی ہے۔ بائیں آنکھ بند کر کے داہنی سے دیکھا تو وسط سے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا۔ (سیرت احمد رضا، ص ۱۳۱)

قارئین محترم! خان صاحب کا بہانہ ہے کتنا معصومانہ کہ غسل کرتے ہوئے سر پہ پانی ڈالا آنکھ خراب ہوگی صاف لفظوں میں یہ نہیں بتایا کہ یہ میری بدنگاہی کا نتیجہ ہے جو میں گاؤں کی اٹھارہ سالہ حسینہ کو جا جا کے دیکھتا تھا۔ لیکن عشق اور مشک کیسے چھپائے چھپ سکتا ہے۔ سنئے خود خان صاحب ہی کی زبانی

کل تو دیدار کا دن ہے اور یہاں
آنکھ بیکار ہے کیا ہوتا ہے

(حدائق بخشش، ص ۱۷)

دوستو! آپ کو معلوم ہو گیا کہ اگر انگوٹھا چومنے کی روایت بریلویوں کے گھر کی بنائی ہوئی نہ ہوتی تو خان صاحب کی بھی آنکھ خراب نہ ہوتی۔

حی الصلاۃ پر قیام

قارئین! بریلویوں کی ایک ایجاد کردہ بدعت حی الصلاۃ پر کھڑا ہونا ہے یعنی جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو موذن کھڑا ہو کر اقامت کہتا ہے باقی تمام مقتدی اور امام اپنے

مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں جیسے ہی موذن حی الصلاۃ پر پہنچتا ہے سب کھڑے ہو جاتے ہیں۔اس عمل کا جب ثبوت مانگا جاتا ہے سانپ سونگ جاتا ہے۔

قارئین! اس بریلوی عمل کے خلاف حضرات صحابہ کا کیا عمل تھا وہ بھی معتبر روایات سے ملاحظہ فرمالیجئے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں اقامت کہی گئی تو ہم سب کھڑے ہوگئے۔ صفیں درست کرلیں اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک سے تشریف نہیں لائے تھے۔ (مسلم اول،ص۔۲۲۰)

اس روایت سے پتہ چل گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے ہی لوگ اقامت بھی کہہ چکے تھے اور کھڑے ہوئے آپ کا انتظار بھی کر رہے تھے ر اور آگے سنئے۔

صحابہ کرام کے اس کھڑے ہونے میں کافی دیر ہو جاتی تھی تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے چوں کہ بعض دفعہ ایسا ہوا کہ اقامت کے فوری بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہوتے تو وحی آجاتی جس کے سبب رکنا پڑتا اور صحابہ کرام دس دس پندرہ پندرہ منٹ کھڑے رہ جاتے جن میں بوڑھے بھی ہوتے ، کمزور،بیمار بھی تو اس صورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمادیا تھا۔

اذا قیمت الصلاۃ فلا تقوموا حتی ترونی قد خرجت۔ (مشکوۃ اول،ص۔۶۷)

یعنی تم لوگ اقامت پر مت کھڑے ہو جایا کرو جب تک کہ مجھ کو (حجرہ) سے نکلتا ہوا نہ دیکھ لو۔

قارئین محترم ! یہ تو تھے دلائل شرعیہ کہ اب آپ دلائل عقلیہ سنئے۔

بریلویوں سے جب پوچھا جاتا ہے کہ حی الصلاۃ پر تم لوگ کیوں کھڑے ہوتے ہو؟ تو جواب ہوتا ہے کہ حی الصلاۃ کے معنی ہیں آؤ نماز کو۔ تو جب بلایا جائے گا تب ہی تو آئیں گے یا بغیر بلائے ہی آ جائیں۔ دوستو! بغیر بلائے کہ حی الصلاۃ پر کھڑا ہونا بہت بڑا اجر عظیم ہے۔ سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اب سنئے۔

۱۔ کیا وجہ ہے کہ مؤذن بے چارہ اس اجر عظیم سے محروم رہے اور کھڑا ہو کر تکبیر کہے۔ چاہیئے یہ کہ موذن بھی بیٹھ کر ہی تکبیر کہے۔

۲۔ جب اذان کہی جاتی ہے اور آپ مسجد میں آ رہے ہوں تو مسجد کے دروازہ ہی پر کھڑے رہنا چاہیئے تا آنکہ مؤذن حی الصلاۃ پر پہنچے مگر اس کے لئے کوئی تیار نہیں۔

۳۔ بریلوی حضرات قیام پر جان دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیا جائے تو ادب سے کھڑے ہو جاؤ یہاں پر تو ایک بار نہیں چار چار بار حی الصلاۃ سے پہلے حضور کا نام لیا جاتا ہے تو کیوں بریلویوں کی نانی مرجاتی ہے؟

۴۔ عقل یہ بھی کہتی ہے کہ آپ جس وقت مسجد میں داخل ہوئے تھے اسی وقت سے آپ نماز میں شمار ہوتے ہیں چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الصلاۃ بعد الصلاۃ۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا بھی گویا نماز ہی میں ہونا ہے۔ لہذا اگر ہم تکبیر کے پہلے کلمہ اللہ اکبر پر کھڑے ہو جاتے ہیں تو جب سے بیٹھے نماز کا انتظار کر رہے تھے اسی وقت سے ثواب لکھا جائے گا اور اگر حی الصلاۃ پر کھڑے ہوئے تو پہلے کے ثواب سے آپ محروم رہ جائیں گے۔ بس ہماری اتنی نصیحت ہے آپ کو۔

ہوتے ہوئے مصطفے کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و قرار

بریلوی صلاۃ و سلام

قارئین محترم! بریلوی صاحب نے ایک بدعت صلاۃ و سلام کی بھی رائج کی اس کے پڑھنے کا تعین بعد نماز فجر یا بعد نماز جمعہ مسجد میں مائک کے سامنے کھڑے ہو کر اجتماعی طور پر کیا گیا۔

قارئین محترم! صلاۃ و سلام حضور پاک علیہ السلام پر پڑھنا کس مسلمان کو ناگوار ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے طریقہ کار میں یقینا بریلویوں کے خلاف تمام امت مسلمہ کو اختلاف ہے۔ چوں کہ بریلوی صاحب کا رائج کردہ سلام و صلاۃ صحابہ کرام سے لے کر بارھویں صدی ہجری تک کے علماء کرام میں اس کا کہیں جواز و رواج نہیں ملتا۔ اور خان صاحب نے یہ ایک خاص مشن کے تحت رائج کیا تھا وہ یہ کہ علماء حق اور ان کے متبعین سے جاہل عوام کو بدظن کرانے کے لئے ایسا خلاف شرع عمل جو تمام صحابہ و تابعین کے قول و قرار سے قطعا میل نہ کھاتا ہو اور ان کے عمل کے خلاف ہو رائج کر دیئے جائے اور جب یہ خلاف شرع عمل رائج کر دیا جائے گا تو وہ اس پر عمل نہیں کریں گے اور جب اس پر عمل نہیں کریں گے تو آسانی سے ہم عوام کو یہ بتا سکے گئے کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتے ان کو عشق رسول نہیں ہے یہ حضور کے مخالف ہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اگر ان کو حضور سے محبت ہوتی تو سلام پڑھتے۔ لہذا ان کو اسلام سے بے دخل کیا جاتا ہے ان کی بات ماننا، ان سے سلام و کلام کرنا سب حرام۔ معلوم ہے سلام و کلام کی پابندی خان صاحب نے کیوں لگائی؟ اس کو معلوم تھا کہ اگر عوام ان علماء حق سے جا کر اس مسئلہ کی تحقیق کرنے لگے کہ بتائیے آپ سلام کیوں نہیں پڑھتے تو ہماری پول کھل جائے گی اس لئے بات ہی کرنے کی سخت ممانعت فرما دی۔ سبحان اللہ۔

دوستو! مسجد میں چلا چلا کر سلام پڑھنا ایک ایسا بے تکا عمل ہے جو نہ صرف مسجد کے آداب و احترام کے خلاف ہے بلکہ بعد میں آنے والے نمازیوں کی نماز میں دخل انداز بھی ہوتا ہے وہ صحیح طور پر نماز ادا نہیں کر سکتے۔ اور جب صحیح طور پر نمازی نماز کسی خلل اندازی کے سبب ادا نہیں کرے گا تو اس نماز میں جتنی غلطی ہوگی وہ سب اس کے سر جائے گی جس نے نماز میں غلطی پیدا کرائی تو بجائے آپ ثواب حاصل کرنے کے الٹے عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

دوسری بات یہ ہے کہ درود شریف اور سلام یہ ایسی چیزیں ہیں کہ آدمی انفرادی طور پر آہستہ آہستہ کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ پڑھ سکتا ہے اس پر جمع ہو کر مسجد میں ہی کھڑے کر پڑھنا قطعا ضروری نہیں۔ بلکہ اگر آپ کو نیک عمل کرنے ہی کا شوق ہے تو وہ کیجئے جس میں کسی کو اختلاف نہیں اور حضور پاک علیہ السلام سے صحیح روایتوں کے ساتھ ثابت بھی ہو۔ آئیے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آپ کو نماز فجر کے بعد کونسا عمل کرنا ہے۔

نماز اشراق

قارئین محترم! آپ کو بعد نماز فجر کون سا عمل کرنا ہے وہ سنئے محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی۔ آپ فرماتے ہیں۔

جو شخص صبح کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے اور سورج نکلنے تک وہیں بیٹھا یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ اور پھر اشراق کی نماز ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ آسمان سے دس ہزار فرشتے یعنی کل ستر ہزار فرشتے نور کے تھال ہاتھوں میں لئے

آتے ہیں۔ پھر اللہ تعالی حکم کرتا ہے کہ میرے اس خاص بندے نے میرے لئے یہ نماز ادا کی ہے۔ جو گناہ اس نے کئے ہیں میں اس سے درگذر کرتا ہوں۔

(راحت المحبین، ص۔ ۱۲)

مسئلہ قبر پر اذان دینے کا

قارئین محترم! قبر پر اذان دینے کی بدعت بھی بریلوی خان صاحب کی ایجاد کردہ ہے اور وہ کیوں ایجاد کی انہوں نے وہ انہی کی زبانی سنئے۔

سوال۔ حضور وقت دفن اذان کیوں کہی جاتی ہے؟

جواب۔ دفع شیطان کے لئے۔ چوں کہ جس وقت منکر نکیر سوال کرتے ہیں میت سے کہ من ربك تیرا رب کون ہے یہ لعین دور سے کھڑا اشارہ کرتا ہے اپنی طرف کہ مجھ کو کہہ دے جب اذان ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے۔ (ملفوظات چہارم۔ ص۔ ۵۰،)

بریلوی صاحب کا ایک دوسرا چیلہ احمد یار خان نعیمی لکھتا ہے۔

کہ جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان کوز (ہوا خارج کرتا ہوا) بھاگتا ہے یہاں تک کہ اذان نہیں سنتا۔ اور جس طرح کہ بوقت موت شیطان مرنے والے کو ورغلاتا ہے تاکہ ایمان چھین لے اسی طرح قبر میں بھی پہنچ جاتا ہے اور بہکاتا ہے کہ مجھے خدا کہہ دے تاکہ میت اس آخری امتحان میں فیل ہو جائے۔ (جاء الحق، ص۔ ۲۹۸)

قارئین محترم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر صحابہ و تابعین اور بعد کے دور تک قبر پر اذان دینے کا کہیں رواج نہیں ملتا۔ اور نہ ہی اس دور میں شیطان کی یہ ہمت ہوتی تھی کہ قبر میں گھس کر میت کو بہکائے مگر خان صاحب کی پیدائش کے بعد شیطان لعین نے بریلویوں سے اس حد تک دوستی بڑھائی کہ مرنے

کے بعد بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا لہذا بریلوی مردہ کے ساتھ قبر میں بھی داخل ہو جاتا ہے۔اس لئے وہ اگر قبر پر اذان دیں کوئی تعجب کی بات نہیں۔لیکن غیر بریلویوں کو اذان قبر پر دینا جائز نہیں چوں کہ شیطان ان کا پیچھا صرف مرتے دم تک ہی کرتا ہے

خاں صاحب کی وصیت

قارئین! احمد رضا جب مرنے لگا تو اپنی اولاد کو وصیت کی میری قبر پر ساتھ مرتبہ اذان پڑھی جائے۔ملاحظہ ہو۔" بعد تیاری قبر سرہانے الم۔تا مفلحون پائنتی آمن الرسول پڑھیں اور سات بار بلند آواز سے حامد رضا خان اذان کہیں۔پھر سب واپس آئیں۔" (وصایا شریف،ص۔۲۴)

قارئین! خان صاحب نے اپنی قبر پر سات مرتبہ اذان دینے کی جو وصیت فرمائی تھی اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خان صاحب کو بھی سو فی صد یقین تھا کہ مجھ پر جو شیطان لعین ہے یا جس ابلیس مردود سے میری گہری دوستی ہے وہ اتنا طاقتور ہے کہ ایک بار کی اذان سے بآسانی بھاگنے والا نہیں ہے۔لہذا سات بار اذان دی جائے۔

بعد نماز مصافحہ

قارئین! یہ بدعت موصوف خان صاحب کی وہ ہے کہ جس کے متعلق نہ تو ان کے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی وجہ تسمیہ کہ کیوں اس کو رائج کیا۔ (واللہ اعلم)

سجدہ تعظیمی کا فلسفہ

قارئین محترم! اس عنوان کے تحت بریلویوں کے خیالات و نظریات ملاحظہ

فرمائیں۔ احمد رضا لکھتا ہے۔ بت کو سجدہ کرنا علامت تکذیب خدا ہے اور علامت تکذیب خدا عین تکذیب کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور سجدہ میں یہ احتمال عقلی بھی ہو سکتا ہے کہ محض تحیت و مجرا مقصود ہو نہ کہ عبادت اور محض تحیت فی نفسہ کفر نہیں۔ (تمہید ایمان، ص۔ ۳۵)

قارئین ! بریلوی صاحب اپنی ذریت نادان کو یہ ترغیب فرما رہے ہیں کہ مندر میں جاکر اگر بت کو سجدہ بھی کر لیا جائے تو بھی آپ کافر نہیں ہوں گے چہ جائیکے بزرگوں کی قبروں کو سجدہ کر کے کافر ہو جائیں۔ یعنی آدمی تو بت کو بھی سجدہ کر کے کافر نہیں ہوتا۔ ایک دوسرے بریلوی سامری کا فتوی ملاحظہ فرمائیں۔

عباد ت کے لئے بت بنانا کفر نہیں۔ (مقید الخلائق، ص۔ ۱۴)

قارئین ! بریلویوں کے یہ فتوے نہ صرف کتابوں ہی تک محدود ہیں بلکہ ان فتوؤں پر کھلے دل سے عمل بھی ہوتا ہے اور اس کو اپنی شریعت کی خاص علامت سمجھتے ہیں۔

وہ حرم ہو دیر ہو ہمیں سجدہ کرنے سے غرض

(علامہ اقبال)

دیکھئے تصویر میں ایک بریلوی قبر کو سجدہ کرتے ہوئے۔

قارئین ! ہم کچھ عرض کرنے سے بہتر سمجھتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کا تبصرہ آپ کو سنوائیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

شاہ ولی اللہ ! ان کے بعض غالی حد سے بڑھے ہوئے (بریلویوں) نے شیخ کے لئے سجدہ تعظیمی جائز کر لیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ سجدہ تعظیمی ہے عبادت کا سجدہ نہیں ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالی کی عبادت کا سجدہ بھی تو اس کی تعظیم ہی کے لئے کیا جاتا ہے تو دونوں میں فرق ہی کیا رہا۔ (بلاغ المبین، ص۔ ۲۳۳)

بریلویت پر شاہ ولی اللہ دھلوی کا تبصرہ

قارئین محترم ! حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ قبر پرست بریلویوں سے کس حد تک بد ظن تھے وہ انہی کی زبانی سماعت فرمائیں۔

شاہ صاحب ! یہ بات جان لینی چاہیئے کہ جو کام ہندو مشرک اپنے بتوں کے نام پر کرتے ہیں وہی کام فرقہ پرست (بریلوی) قبروں کے پجاری قبروں اور پیروں کے نام پر کرتے ہیں۔ مثلا

۱۔ بت پرست بتوں کو ریشم اور کمخواب کا لباس پہناتے ہیں اسی طرح قبر پرست بھی اپنے بزرگوں کی قبروں پر ریشمی غلاف ڈالتے ہیں۔ اب ان پیر پرستوں سے پوچھنا چاہیئے کہ اگر قبر کو پیر صاحب کے قائم مقام سمجھتے ہو تو تمہارے پیر صاحب تو مسلمان تھے۔ ریشمین لباس ان کو پہننا حرام تھا تو یقینی بات ہے کہ قبر کو ریشمی لباس یا چادر چڑھانا حرام ہوگا۔ اور اگر قبر زندوں کے حکم میں نہیں ہے۔ جیسا کہ واقعہ بتا رہا ہے تو اس قبر کے سامنے عاجزی و انکساری تضرع و زاری کرنا تمہاری نادانی و حماقت ہے

۲۔ جس طرح بت پرست بتوں کے سامنے عاجزی و انکساری کرتے ہیں اور حاجت روائی کے لئے بتوں اور ان کے پجاریوں کے لئے نذر و نیاز اپنے اوپر لازم کر لے جاتے ہیں۔ اسی طرح پیر پرست (بریلوی) بھی اپنی قضائے حاجت کے لئے قبروں اور مجاوروں کے لئے نذر و نیاز لے جاتے ہیں۔

۳۔ بت پرستوں کی یہ بھی عادت ہے کہ اپنے بتوں کی زیارت کے لئے شمسی مہینے کے حساب سے ایک خاص دن معین کرتے ہیں۔ جس میں جمع ہو کر پھول شیرنی نقد جنس نذر و نیاز کے طور پر وہاں لے جاتے ہیں اور اس پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔

اس کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سجدہ کرتے ہیں۔

اسی طرح پیر پرست بھی قبروں کی زیارت (عرس کے نام سے) چاند کے مہینے کے مطابق ایک دن مقرر کر کے سب اکٹھا ہوتے ہیں اور وہی سب کام کرتے ہیں جو بت پرست اپنے بتوں کے لئے کرتے ہیں۔ بلکہ پیر صاحب کی درگاہ میں رنڈیوں، بھٹیاریوں، اور بھڑوں (لچے لفنگے) سے ناچ گانا کرتے ہیں۔ حالاں کہ یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ قیامت کے دن یہ سب بے حیائیاں ان نادانوں کے نامہ اعمال میں محسوب ہوں گی۔

۴۔ بت پرستوں کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ اپنے بتوں کے نام کے جھنڈے بلند کرتے ہیں اور بت ہی کی طرح اس جھنڈے کو نہایت ادب و تعظیم سے اٹھاکر لے جاتے ہیں۔

اسی طرح یہ پیر پرست بریلوی بھی شاہ مدار خواجہ معین الدین چشتی سالار مسعود غازی اور سرور سلطان رحمھم اللہ کے نام کے رنگ برنگ کے جھنڈے خاص دن مقرر کر کے کھڑے کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے اٹھاکر گلی کوچوں میں گھماکر ان کی قبروں پر لے جاکر گاڑ دیتے ہیں اور اس کو عبادت جان کر اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ (بلاغ المبین، ص۔ ۱۴۴)

۵۔ بت پرستوں کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ ہر سال کرشن جی کی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں اسی طرح پیرپرست (بریلوی) بھی ۲۱۔ رجب کو ہر سال حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا یوم ولادت مناتے ہیں۔

۶۔ بت پرستوں کی یہ بھی عادت ہے کہ ملاقات کے وقت کسی مخلوق کا نام لیتے ہیں جیسے جے رام، یا رام رام، اسی طرح پیرپرست (بریلوی) بھی السلام علیکم چھوڑ کر یا

غوث یا خواجہ کہتے ہیں۔

۷۔ مشرکوں کی یہ عادت ہے کہ جنازہ (ارتھی) کے ساتھ گاتے بجاتے جاتے ہیں پیرست بھی اپنے مردوں کے ساتھ ایساہی کرتے ہیں۔ لیجئے گھر کی شہادت احمد یار خان دیتے ہیں کہ جنازہ کے آگے نعت شریف آہستہ آہستہ پڑھنا جائز و میت و حاضرین کو مفید ہے۔ (جاءالحق ص۔ ۲۸۵)

۸۔ مشرکوں کی یہ بھی عادت ہے کہ بت خانوں میں عبادت کے وقت گھنٹی، طبلہ، ڈھول اور سارنگی بجاتے ہیں اور اس کو عبادت اور تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

قبرپرست (بریلوی) بھی قبروں کے سامنے باجے ڈھول وغیرہ بجاتے ہیں بلکہ اس مجلس میں قوالی وغیرہ ناجائز چیزیں وضو کر کے سنتے ہیں۔

۹۔ مشرکوں کی یہ عادت بھی ہے کہ بالکل برہنہ اور ننگی شرم گاہ والوں کو اپنا بزرگ اور پیشوا جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی شراب و بھنگ وغیرہ کا پیالہ پینے کو دے تو بلاتامل تبرک سمجھ کر پی لیتے ہیں اور بالکل تکرار و چوں و چرا نہیں کرتے۔

اسی طرح پیرپرست بھی مجاوروں کے ہاتھ سے بھنگ و چرس وغیرہ نہایت خوشی سے استعمال کرتے ہیں۔

۱۰۔ مشرکوں کی یہ بھی عادت ہے کہ بتوں کے نام پر جانور چھوڑتے ہیں۔ (جس کو سانڈ کہتے ہیں)

اسی طرح پیرپرست (بریلوی) بھی قبروں کے نام پر جانور چھوڑ کر نذر و نیاز کرتے ہیں۔

قارئین! لیجئے حضرت شاہ صاحب کی ان تمام باتوں کی تصدیق و توثیق کے لئے ہم بریلوی صاحب کو پیش کرتے ہیں وہ خود بتائیں گے کہ آپ کے یہاں یہ تمام عمل

ہوتے ہیں یا نہیں۔ یہ ہیں احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتا ہے۔ بعض لوگ جو کہ گیارویں فاتحہ یا میلاد شریف کے پابند ہیں وہ اس کے لئے کچھ عرصہ پہلے بکرے اور مرغے پالتے ہیں اور ان کو فربہ کرتے ہیں۔ اس لئے کہہ دیتے ہیں گیارویں کا بکرا غوث پاک کی گائیں (یا مدار صاحب کا مرغا) وغیرہ یہ شرعاً حلال ہیں۔

(جاء الحق۔ ص۔ ۳۴۲)

ایک دوسرا بریلوی کہتا ہے کہ جب گھر کی بی بی نے شیخ سدو کا بکرا یا مدار صاحب کا مرغا (نذر مان لیا) تو میاں کو کرنا ضروری ہے ایمان رہے یا نہ رہے۔

(سرور القلوب۔ ص۔ ۱۷۳)

یہ تھے خانگی ثبوت اور گھریلو شہادت اب اور حضرت شاہ صاحب کا تبصرہ سنئے۔

۱۱۔ ہنود اور مشرکوں کی یہ بھی عادت ہے کہ بت خانہ سے بتوں کی پوجا کرنے کے بعد واپس ہوتے وقت اپنی پیشانی پر سرخ ٹیکہ لگا کر اور پھولوں کے ہار گلے میں ڈال کر واپس آتے ہیں۔

اسی طرح قبر پرست بھی قبروں کے غلافوں میں خوشبوئیں لگا کر دونوں آنکھوں میں ملتے ہیں بوسہ دیتے اور چومتے ہیں اس کے چیتھڑوں کو مجاوروں کے ہاتھوں سے سروں پر بندھوا کر ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے دربار سے خلعت، پوشاک و انعام و اکرام پاتے ہیں۔

۱۲۔ مشرکوں کی یہ بھی عادت ہے کہ بت خانہ کے پجاریوں اور خادموں کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ اور ان کو خدا کے یہاں وکیل و شفیع جانتے ہیں۔

اسی طرح قبر پرست بھی قبروں کے مجاوروں کو اپنا وکیل بناتے ہیں اور ان کی ناراضگی سے بہت ڈرتے ہیں۔ (بلاغ المبین۔ ص۔ ۱۵۴)

۱۳۔ بت پرستوں کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ اپنے بتوں کے احترام میں بستر قدم پہلے ہی سے جوتے اتار دیتے ہیں۔

اسی طرح یہ قبر پرست (بریلوی) بھی قبروں کے احترام میں گھر ہی سے ننگے پاؤں مزار پر جاتے ہیں۔ لیجئے بریلویوں کی گھریلو شہادت ملاحظہ فرمائیے۔

بریلوی احمد رضا کا فرزند ارجمند نور المصطفےٰ اپنے باپ کے خلاف گواہی پیش کرتا ہے۔ (اعلحضرت) اپنے پیرخانہ کا اس درجہ ادب و احترام ملحوظ رکھتے تھے کہ مارہرہ اسٹیشن سے خانقاہ برکاتیہ تک برہنہ پا (ننگے پاؤں) تشریف لاتے۔ (ذکر رضا، ص۔۴۳)

۱۴۔ بت پرستوں کی یہ بھی عادت ہے کہ جب پوجا کر کے واپس چلتے ہیں تو اپنے بتوں کی طرف پیٹھ نہیں کرتے اور دروازہ پر آکر الوداعی سجدہ کر کے سات بار پیشانی پر ہاتھ مس کر کے دروازہ کو چھوتے رہتے ہیں۔ یہی حال قبر پرستوں (بریلویوں) کا ہے کہ وہ قبروں پر چادر یا غلاف چڑھا کر واپس ہوتے وقت الٹے پاؤں چلتے ہیں تاکہ مزار شریف کی طرف پیٹھ نہ ہو اور دروازہ پر جا کر وہی سب کرتے ہیں جو ایک بت پرست کرتا ہے۔

لیجئے اس بات کی بھی شہادت ایک بریلوی ظفرالدین بہاری کی زبانی سن لیجئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اعلحضرت کی واپسی ہمیشہ قبلہ رو ہو کر ہی ہوتی کبھی پشت کرتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا۔ (حیات اعلحضرت، ص۔۱۷۹)

خان صاحب کی دوسری وصیت

قارئین محترم! بریلوی صاحب نے مرتے دم اپنی ساری ذریت ناہنجار کو جو وصیت فرمائی تھی وہ بھی سننے کے لائق ہے۔

کہتا ہے۔" رضا حسنین و حسینین تم سب محبت و اتفاق سے رہو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہناوہ ہر فرض سے زیادہ اہم فرض ہے۔ " (وصایا شریف، ص۔۲۰)

قارئین محترم ! یہ تھی وہ ان کی وصیت جس پر آج تک ان کی ساری نسل اور ان کے متبعین مکمل طریقہ سے قبر پرستی میں مبتلا ہیں۔

حضرت شاہ صاحب پر بریلوی کا طعن

قارئین محترم! آپ ابھی ابھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بریلویت پر ایک حقیقت پسندانہ تبصرہ سن رہے تھے۔ جس کا ایک ایک جملہ بریلوی صاحب کے سینہ و کلیجہ میں تیر و نشتر کی طرح چبھ رہا تھا۔ اور سارے بریلوی غیظ و غضب کی آگ میں جلے بھنے جا رہے تھے لہذا بریلوی صاحب نے اس کی بھڑاس نکالنے کے لئے لکھا ہے کہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ کی طرح مست بادہ الست نہ تھے کہ ہر طرح کی کہا کرتے اور نہ ہی معاذ اللہ مولوی اسمٰعیل دھلوی کی طرح دریدہ دہن و بدزبان کہ جو جی میں آیا کہہ دیا۔ (سوانح اعلحضرت، ص۔۸۰)

ایک دوسری جگہ یوں دل کا بخار اتارتا ہے کہ بعض لوگوں نے اپنی خوش فہمی و خوش اعتقادی کے باعث شاہ ولی اللہ کو بھی بارویں صدی کا مجدد کہا ہے۔ مگر تصریحات علماء السلام کے مطابق ان کا شمار مجدد میں نہیں ہے۔

(سوانح اعلحضرت، ص۔۱۳۰)

مجدد کون؟

قارئین محترم! حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر محدث مایہ ناز اور یکتائے روزگار ولی تو مجدد نہیں لیکن یہ بریلوی بدعتی قبر پرست ضرور مجدد ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک بریلوی لکھتا ہے کہ علماء اسلام کے بیان کے فرمودہ اصول کے مطابق اگر اہل حق موجودہ صدی کی فضائے اسلام پر نگاہ ڈالیں تو انہیں مجددیت کا ایک درخشاں آفتاب اپنی نورانی شعاعوں سے بدعت و ردت کی تاریک دبیز تہوں کو چیرتا ہوا نظر آئے گا جس کی بے مثل تابانی سے ایک عالم چمک دمک رہا ہے اور وہ فخر روزگار مجدد اعلحضرت عظیم البرکت مولانا الحاج حافظ و قاری شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی سنی، حنفی، قادری، برکاتی ہیں۔

قارئین محترم! یہ تھے وہ بریلوی مجدد جن کو ہم گذشتہ عنوانات پر مجدد بریلویت کے نام سے پکارتے آئے تھے۔ (سوانح اعلحضرت، ص۔۱۳۹)

بدعتیوں پر مصیبت کیوں

قارئین! ان بریلوی بدعتیوں پر آئے دن کیوں مصیبت نازل ہوتی ہے وہ سنئے حضرت شیخ کی زبانی۔

مریدین کی سچائی اور اس کا اخلاص اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ شریعت کا پورا پورا متبع نہ بن جائے اور مخلوق سے مستغنی ہو کر اس سے نظر نہ پھیر لے۔ اور بدعتیوں (بریلویوں) پر اسی لئے مصیبت اترتی ہے کہ ان کی نگاہیں

مخلوق کی طرف لگی رہتی ہیں۔ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے نزدیک تمام مخلوق اونٹوں کی مینگنی کی طرح نہ ہو جائے اور پھر اپنے کو بھی سب سے زیادہ حقیر و ذلیل نہ سمجھے۔

(عوارالمعارف ماخوذ: بلاغ المبین)

انا للہ وانا الیہ راجعون

قارئین محترم! بریلویوں کے یار نے علمائے حق کی آنکھوں میں دھول جھونک کر بڑی جسارت و جرات کے ساتھ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے قبر پرستی کے باب میں حضرت شاہ ولی اللہ کو بھی تائیدا کس طرح لپیٹا ملاحظہ ہو۔ یار خان لکھتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب اہل قبور سے وسیلہ مانگنے کو عین اسلام قرار دیتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ اس کے بعد قبر کا سات چکر طواف کرے اور اس طواف میں تکبیر کہے۔ دائیں طرف سے شروع کرے بعد میں قبر کے پائیں اپنا رخسار رکھے۔ (رحمت خدا بواسطہ اولیاء۔ ص۔ ۳۱)

یار خان آگے لکھتا ہے کہ بزرگوں کی ذات تو بہت اعلیٰ ہے ان کا نام بلکہ ان کی قبروں کی مٹی بھی وسیلہ ہے۔

وسیلہ کا بھوت

یہی یار خان لکھتا ہے کہ ان وسیلوں کی ضرورت ہم کو ہے۔ جیسے روٹی کو توے کے ذریعہ گرم کیا جاتا ہے تو آگ گرم کرنے میں توے کی محتاج نہیں بلکہ روٹی کو احتیاج ہے۔ (ایضا۔ ص۔ ۶۱)

اس کے بعد لکھتا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے تلاش وسیلہ کی ہوگی۔

(رحمت خدا بواسطہ اولیاء، ص۔۳۵)

ایک جگہ وسیلہ کی قدر و قیمت بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم اپنی زندگی میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی کوئی نعمت ہمیں بغیر وسیلہ نہیں ملی پیدائش و پرورش ماں باپ کے وسیلہ سے۔ (ایضا، ص۔٦٥)

قارئین محترم! بریلوی یار خان صاحب اپنی پیدائش سے متعلق وسیلہ بتاتے ہیں کہ ہماری پیدائش میں جو صحیح وسیلہ ہے وہ ہمارے والدین کی شرمگاہیں ہیں جن کے ملاپ سے ہم پیدا ہوئے۔ یقینی ہے کہ اگر ان کے والدین کی شرم گاہوں کا ملاپ نہ ہوتا تو خان یار بھی پیدا نہ ہوتے ہم کب ان کے اس وسیلہ کے منکر ہیں۔
ہم تو بات اس وسیلہ کر رہے ہیں جو آخرت میں نجات کا سبب بنے۔

بریلویوں کا پیر طریقت احمد رضا خدائی دشمنی کے باب میں لکھتا ہے کہ بزرگوں کو وسیلہ بنائے بغیر خدا تک پہنچنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اس کے ضمن میں ایک واقعہ لکھتا کہ۔

ایک مرتبہ حضرت سید جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ دجلہ پر تشریف لائے۔ کہ یا اللہ کہتے اس پر زمین کے مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانا تھا کوئی کشتی موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا۔ عرض کی (مجھ کو بھی ساتھ لے لو آپ نے فرمایا کہ آجاؤ) کہا کس طرح آؤں فرمایا کہ یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسولہ ڈالا کہ ــــ یا اللہ کیوں نہ کہوں ــــ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا فرمایا کہ وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات ہے کہ آپ اللہ اللہ کہیں تو دریا سے پار ہوں اور

میں کہوں تو غوطہ کھاؤ فرمایا ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ (ملفوظات اول ص۔۱۰۸)

قارئین! اس سے زیادہ انسان کی بد بختی اور کیا ہوگی کہ وہ لوگوں کو خدائی دشمنی کے من گھڑت قصے سناتا پھرے اور لوگوں کو خدا کے ذکر سے غافل کردے آپ ذرا خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجئے کہ جب دریا کے بیچ میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اللہ کا ذکر کر۔ کیا آپ کا دل اور ایمان اس بات کو قبول کرتا ہے کہ شیطان لوگوں کو خدا کے ذکر کی تلقین کرتا پھرے۔ پھر شیطان نے اگر یا اللہ کہنے کی تلقین کر بھی دی تو بریلوی صاحب خدا دشمنی میں اس کو لعین فرما رہے کیا وجہ؟ واقعہ مذکورہ سے صاف معلوم ہوگیا کہ موصوف بریلوی کے چیلے چپاٹے بھی بجائے یا اللہ کے یا احمد رضاء کا ورد کرتے ہیں چونکہ وہ لوگ بھی تو احمد رضا تک نہیں پہنچے۔ اگر پہنچ گئے ہوں تو دریا سے پار ہو کر دکھادیں حق کی حقانیت ہی منکشف ہو جائے۔

شاہ صاحب کی مجلس میں

قارئین محترم! خوش قسمتی کہئے کہ آپ حضرت شاہ صاحب کی مجلس میں ایسے وقت پر آئے جہاں کافی دیر سے ایک بریلوی قبر پرست حضرت سے اسی موضوع پر جھک جھک کر رہا ہے آپ بھی سن لیجئے۔

قبر پرست! اتنی روایتیں آپ کو کس طرح یاد ہو گئیں۔

شاہ صاحب! دو تین روز سے آپ کے سوالات سن رہا تھا اور اس آیت میں غور کر رہا تھا کہ شاید عقل مندوں کے ذہن میں ظاہری الفاظ عرب کے استعمال سے شک و شبہ اور وسوسہ نہ پیدا ہو جائے۔

قبر پرست! اچھا تقرب الٰہی کے لئے بزرگوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے کہ نہیں؟
شاہ صاحب! جائز اور درست ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
یا ایھا الذین آمنو اتقو اللّٰہ وابتغو الیہ الوسیلہ۔
اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو۔
مگر آپ کا مطلب قبر سے فائدہ حاصل کرنے کا ہے وہ اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں کہ بزرگوں کو وسیلہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ان بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ کا امام و پیشوا بناکر ان کے اعمال حسنہ کی جو قرآن و حدیث کے موافق ہو پیروی کی جائے علماء و مفسرین نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حقیقت میں آدمی کا وسیلہ اس کے نیک اعمال ہیں اور نیک اعمال ہی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ (بلاغ المبین، ص۔ ۲۳۰)

قارئین! آئیے اب آپ کو ایک مناظرہ میں لے چلتے ہیں جہاں آج حضرت شاہ صاحب کا ایک بریلوی سے مناظرہ ہے۔

بریلوی دھرم کے پوشیدہ مسائل

ایک سنسنی خیز انکشاف

قارئین کرام! اب ہم بریلوی دھرم کے خفیہ اور پوشیدہ مسائل سے پردہ اٹھار ہے ہیں پڑھتے جائیے توبہ کرتے جائیے۔
بھتیجی سے نکاح۔ سوال! زید کی ربیبہ لڑکی کا نکاح زید کے حقیقی بھائی سے ہو سکتا ہے؟
جواب! ہاں جائز ہے۔ (ملفوظات اول، ص۔ ۱۴۱)

کہاں کا اسلام کیسی ملت ، مجوسیت کو نہال کیجئے
مزے سے آلو کا گوشت کھا کر پھوپھی بھتیجی حلال کیجئے
(سین المصطفیٰ)

اجنبی عورت کی شرم گاہ دیکھئے

بریلوی فتوی ؛ بوسہ لیامگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یونہی عورت کی طرف اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہوگیا اگرچہ بار بار نظر کرنے اور جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا ہو۔ (بہار شریعت پنجم، ص۔۸)

نوٹ۔ اسی لئے بریلوی صاحب گاؤں کی اٹھارہ سال کی چھوکری کو دیکھنے بار بار پہنچتے تھے اور نہ جانے کتنی بار انزال ہوا ہوگا۔

جانور کے ساتھ وطی

چوپائے یا مردہ کے ساتھ جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا۔ (بہار شریعت پنجم، ص۔۸)

نوٹ :۔ گدھی کے ساتھ خانہ خدا میں جفتی کرنے کا بریلوی نظارہ تو آپ ملاحظہ فرما چکے ص ۱۲۳ پر۔ اب مردہ کے ساتھ بھی اس عمل کو رواج دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ الھم حفظنا من کل شرالبریلویہ

ہاتھ سے منی نکالنا کار ثواب

یونہی ہاتھ سے منی نکالنے میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (بہار شریعت پنجم، ص۔۹)

نوٹ۔ مولوی امجد علی صاحب کے اس فتوی پر بریلویوں کا عمل بالغ ہو جانے سے

پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

عورت کی پیشاب گاہ کی رطوبت

عورت کے پیشاب کے مقام سے جو رطوبت نکلے پاک ہے۔
کپڑے یا بدن پر لگے دھونا کچھ ضروری نہیں۔ (بہار شریعت دوم، ص۔ ۸۰)

ساس کی زانوں پر ہاتھ پھیرنا

سوال: حضور معمولی چھینٹ جس کے پائجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوش دامن (ساس) کا پائجامہ اسی چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے زانوں کو ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت معلوم ہو تو جب نہیں یعنی کوئی حرج نہیں۔)
(ملفوظات سوم ص ۱۸)

پیر کا جھوٹا تبرک

مرد کا غیر عورت کو اور عورت کا غیر مرد کو جھوٹا کھانا پینا مکروہ ہے ہاں بعض صورتوں میں بہتر ہے جیسے پیر کا جھوٹا کہ اسے تبرک جان کر لوگ کھاتے پیتے ہیں۔
(بہار شریعت دوم، ص۔ ۴۴)

منی ناپاک نہیں

منی کپڑے میں لگ کر خشک ہو گی تو فقط مل کر جھاڑ دے۔ اور صاف کرنے سے کپڑا

پاک ہو جائے گا۔ (بہار شریعت دوم، ص۔ ۸۴)

جس کپڑے کو مل کر پاک کر لیا گیا ہو اگر وہ پانی میں بھیگ جائے تو ناپاک نہ ہو گا۔ (ایضاً)

جانور کی شرم گاہ پر حملہ

جانور کی فرج (شرم گاہ) کو چھوا تو روزہ نہ گیا اگرچہ انزال ہو گیا ہو۔ (بہار شریعت پنجم، ص۔ ۸۰)

نوٹ۔ بریلوی صاحب کی گندی ذہنیت کا اندازہ کر لیجئے کس بے شرمی کے ساتھ جانوروں کی شرم گاہوں کو چھونے اور ان کے عضوے خاص پر ریسرچ کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اور انزال سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ قارئین! انزال اسی وقت ہو گا جب کہ شرم گاہ کو جفتی کرنے کی نیت سے چھوئے۔

خدا بچائے رکھے ہر ایک بلا سے
خصوصاً بریلویت کی وبا سے

آمین

بریلوی روزہ

تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو۔ بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی نہیں ٹوٹا۔ (ایضاً ص۔ ۸۰)

پری سے جماع

پری سے جماع کیا جب تک انزال نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (بہار شریعت)

نوٹ:۔ بریلویت کی کشادہ دلی

ناپاک پانی سے وضو

مردہ جانور نہر کی چوڑائی میں پڑا ہے اور اس کے اوپر سے پانی بہتا ہے تو مطلقا ہر جگہ سے وضو جائز ہے یہاں تک کہ موقع نجاست سے بھی۔ (بہار شریعت دوم، ص۔۳۶)

منی نکلنے سے غسل واجب نہیں

اگر منی پتلی پڑ گئی یا ویسے ہی پیشاب کے وقت کچھ قطرے نکل آئے تو غسل واجب نہیں۔ (بہار شریعت دوم، ص۔۳۰)

عورت کی شرم گاہ سے منی نکلے تو غسل نہیں

غسل جماع کے بعد عورت کے بدن سے مرد کی بقیہ منی نکلے اس سے غسل واجب نہ ہوگا۔ (بہار شریعت، ص۔ ۳۲/۲)

حقہ کا پانی پاک ہے

حقہ کا پانی پاک ہے اگرچہ اس کے رنگ و بو مزہ میں تغیر آ جائے۔ (ایضا، ص۔۳۸)

نابالغ بچہ کا بھرا ہوا پانی ناپاک

نابالغ کا بھرا ہوا پانی شرعا اس کی ملک ہوا سے پینا یا وضو یا غسل یا کسی اور کام میں لانا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دیدے۔ اگر وضو کر لیا تو گنہگار ہوگا۔

(بہار شریعت دوم، ص۔۳۹)

قارئین محترم! آئیے ذرا چلے چلتے ہیں بریلی شریف اور دیکھیں کہ خود مولوی صاحب کا اس فتوی پر کتنا عمل ہے۔ سید رضا علی۔ بریلوی کا بیان ہے۔

کہ ایک مرتبہ مولانا دیدار علی صاحب تشریف لائے جماعت کا وقت تھا مسجد کے کنویں پر ایک بہشتی (نابالغ لڑکا) پانی بھر رہا تھا۔ جلدی کی وجہ سے اسی لڑکے سے پانی طلب فرمالیا اس نے کہا کہ مولانا! میرے بھرے ہوئے پانی سے آپ کا وضو جائز نہیں اور نہیں دیا۔ مولانا کو غصہ آیا اور فرمایا کہ ہم تجھ سے لے رہے ہیں تو کیوں جائز نہیں۔ (شریعت ہمارے گھر کی ہے) اس نے کہا مجھے دینے کا اختیار نہیں میں نابالغ ہوں۔ مولانا کو اور غصہ آیا۔ جماعت ہو رہی ہے یہاں اور دیر لگ رہی ہے۔ فرمایا آخر تو جہاں جہاں پانی دیتا ہے ان کا وضو کیسے ہو جاتا ہے؟ آخر کار خود بھرا اور جلدی جلدی وضو کر کے نماز میں شریک ہوئے۔ (یہی اتباع رسول ہے کہ جلدی جلدی وضو کیا جائے) جب غصہ کم ہوا اور سلام پھیرا تو خیال آیا کہ وہ بہشتی کا لڑکا از روئے فقہ صحیح کہتا تھا۔ دیدار علی! تم سے تو اعلحضرت کے یہاں کے خدمت گاروں کے بچے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں۔ (سیرت احمد رضا، ص۔ ۳۲)

قارئین! دیکھا غیر کے لئے ہے فتوی اور اپنے گھر کے لئے ہے یہی تقوی کہ ایک نابالغ بچہ سے پانی بھروایا جائے بلکہ اس کے ہاتھ سے پان بھی منگوا کر کھایا جائے اور جب تاخیر ہو جائے تو ایک تھپڑ بھی رسید کر دیا جائے۔ سبحان اللہ۔

سانپ اور چھپکلی کا جھوٹا پاک

سانپ اور چھپکلی کا جھوٹا مکروہ (پاک ہے)۔ (ایضا، ص۔ ۴۵)

گھوڑی کا دودھ پاک ہے

گھوڑی کا دودھ پاک ہے اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت، ص۔ ۱۰۹)

نوٹ:۔ اسی لئے بریلی میں گھوڑی کے دودھ کی مانگ زیادہ ہے۔

کتے گدھے کے دانت پاک ہیں

سوائے سور کے تمام جانوروں کی ہڈی بال اور دانت پاک ہے۔ (ایضا، ص۔ ۸۰)

نوٹ:۔ بریلوی دھرم کے ماننے والے اسی فتوی پر عمل کرتے ہوئے کتے گدھے کے دانت چڑھوا لیتے ہیں۔ اور بالوں کی ٹوپیاں بنا لیتے ہیں۔

شروع میں میں نے ایک بریلوی کو دیکھا کہ وہ کتے کے بالوں کی ٹوپی اوڑھے ہوئے ہے میں نے پوچھا تو بتایا کہ ہمارے یہاں جائز ہونے کا فتوی ہے پہلے مجھے یقین نہیں آیا بعد کو ان کے کتابوں میں دیکھا تو حقیقت کا انکشاف ہوا۔

چوہے کی مینگنی پاک ہے

چوہے کی مینگنی گیہوں میں مل کر پسگئی یا تیل میں پڑ گئی تو آٹا اور تیل پاک ہے۔ (خواہ کتنی ہی زیادہ مقدار میں ہو)۔ (بہار شریعت دوم، ص۔ ۸۰)

چمگادڑ کا پاخانہ پاک ہے

چمگاڈر کی بیٹ اور پیشاب دونوں ہی پاک ہیں۔ (بہار شریعت دوم، ص ۸۷)

نوٹ: شوق سے استعمال کیجئے!

کافر کا جھوٹا پاک ہے

کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے (مگر دیوبندی ندوی علی گڑھی کا جھوٹا ناپاک) کافر کا تھوک (ناک کی) رینٹھ کنھکار پاک ہے۔ (بہار شریعت دوم، ص۔۴۴)

راستہ کی کیچڑ پاک ہے

راستہ کی کیچڑ ہر طرح پاک ہے۔ (بہار شریعت ص ۴۵)

کتے کی لگی ہوئی کیچڑ پاک ہے

کتا بدن یا کپڑے سے چھو جائے اگرچہ اس کا جسم (غلاظت سے) تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے۔ (بہار شریعت دوم، ص۔۸۰)

نالیوں میں بہتا پانی پاک ہے

نالیوں سے برسات کا بہتا ہوا پانی پاک ہے۔ (ایضا)

بریلویوں کی نماز

جانور پر سوار نماز پڑھ رہا تھا دو ایک بار ہاتھ یا ایڑ سے ہانکنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ احمد رضا لکھتا ہے! اگر نماز میں بچہ سامنے آکر بیٹھ جائے تو اسے ہٹادے اگر بچہ کے گر جانے کا احتمال ہو تو اس کو گود میں اٹھالے، اگرچہ بچہ کے کپڑے یا بدن پر نجاست لگی ہو .... نماز جائز ہے۔ (ملفوظات اول، ص۔۷۷)

قارئین ! یہ تھی نجس بریلویوں کی نجس نماز کہ اگر چہ بچہ پخانہ و پیشاب میں لتھڑا پڑا ہو مکھیاں بھنبھنارہی ہوں مگر بریلوی نمازی کے لئے یہ کوئی بڑی چیز نہیں۔

نماز میں ٹخنوں کا ڈھکنا لازم ہے

سوال؛ حضور بعض لوگوں کی عادت ہے کہ رکوع کے بعد پائنچے اوپر چڑھالیتے ہیں؟ ارشاد؛ مکروہ ہے۔ (احمد رضا، ملفوظات)

بریلویوں کی مرغوب غذا

اگر حرام جانور ذبح شرعی سے ذبح کر لیا گیا ہو تو اس کا گوشت پاک ہو گیا۔

(بہار شریعت دوم، ص۔۸۰)

نوٹ :۔ اب شمار کر لیجئے کہ شریعت محمدیہ نے کن جانوروں کو حرام قرار دیا اور بریلوی شریعت کے مطابق وہ کیسے حلال ہو جائیں گے۔ حرام جانوروں میں سور ہے کتا ہے بلی ہے گدھا ہے، بندر ہے۔ لہذا بریلوی دھرم میں ان تمام جانوروں کو ذبح شرعی کر کے خوب لطف کے ساتھ ان کا گوشت استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی فتوی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خان صاحب کتوں کا بیوپار بھی کیا کرتے تھے اور ان کا گوشت بھی نوش فرمایا جاتا رہا ہو گا۔ احمد رضا کا فتوی۔

صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے۔ (ملفوظات سوم، ص۔۷۰)

اب آپ بتائیے کہ پھر کیوں نہ اس جانور کا کاروبار خان صاحب کرتے۔

یہودیہ سے شادی: یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہو سکتا ہے۔

(بہار شریعت ہفتم، ص۔۱۴)

یونہی اگر مسلمان کی عورت نصرانیہ (عیسائی) تھی یہودیہ ہوگی یا مجوسیہ آتش پرست پارسی) ہوگی اس کی عورت ہے۔ (بہار شریعت ص۔۵۹)

بریلوی اور زیادہ بے شرمی پر اترا تو ام المومنین عائشہ صدیقہ بلکہ تمام امہات المومنات سے نکاح جائز قرار دے دیا۔ کہتا ہے۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے ۔ مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح ۔ اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

(حدائق بخشش، ص۔۱۶۰)

قارئین محترم! بریلوی دھرم کے یہ پوشیدہ مسائل تھے جن کی ایک معمولی جھلک ہم نے پیش کی ورنہ ان کی تمام فقہ و فتوی کی کتابیں اس طرح کے ناپاک مسائل سے بھری پڑی ہیں خدارا اگر آپ کا بریلویت سے ذرا بھی تعلق ہو تو آج ہی بلکہ ابھی توبہ کر لیجئے۔ اور ایسے ناپاک دھرم کو ہمیشہ ہمیش کے لئے تین طلاق دیجئے۔

شریعت کو کرتے ہیں برباد دونوں
ہیں مردود شاگرد و استاد دونوں

(حضرت حالی)

رمضان المبارک کی بے وقعتی

قارئین کرام! رمضان المبارک کی قدر و منزلت اور فضیلت کس صاحب ایمان کو معلوم نہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کی فضیلت بتا کر اس کی افضلیت میں کوئی اضافہ ہونے والا نہیں بہرکیف حدیث کی روشنی میں اتنا ہی کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ وہ عظمت والا مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت کا ہے دوسرا حصہ مغفرت کا اور تیسرا دوزخ سے خلاصی کا

ہے۔اس میں ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر کر دیا جاتا ہے۔اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔اب ذرا بریلوی صاحب کی بد بختی کا تماشہ دیکھئے کہ کس بے دردی سے اس ماہ مبارک کی شان افضلیت کو گھٹاتا ہے۔لکھتا ہے۔

ماہ ربیع الاول کا مرتبہ باقی تمام مہینوں سے بلند ہے حتی کہ رمضان المبارک کی شان بھی اس مہینہ کی شان سے کم ہے۔ (بارہ تقریریں، ص۔۱۵۸)

قارئین! یہ نظریہ رکھنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو ایمان سے محروم اور بصارت و بصیرت سے کورے ہوتے ہیں۔اور اسلام دشمنی میں اس طرح کے نظریات پھیلانے میں پوری کدو کاوش کرتے ہیں۔اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

شب قدر کی بے قدری

قارئین محترم! رمضان المبارک کی طرح شب قدر کی بھی بریلویوں نے کتنی بے دردی سے بے حرمتی کی ہے ایک بریلوی لکھتا ہے۔

شب ولادت شب قدر سے افضل ہے۔ (بارہ تقریریں، ص۔۱۸۴)

آگے لکھتا ہے۔اگر تجھے قدر ہے تو ہر شب شب قدر ہے۔

قارئین محترم! شب قدر وہ شب (رات) ہے جس کے متعلق قرآن شہادت پیش کرتا ہوا کہتا ہے۔ انا انذلناہ فی لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔یہ

رات ایک ہزار راتوں سے افضل ہے۔ سبحان اللہ مگر بریلوی بصیرت و بصارت کے اندھے اس کے منکر ہیں۔

بریلوی میلاد

قارئین محترم! میلادالنبی کے معنی ہیں نبی کا برتھ ڈے اور یہ رسوم (Birthday) مسلمانوں نے عیسائیوں سے لی ہے چوں کہ انہوں نے اور بہت سی ایسی غلط رسمیں اسلام کو مسخ کرنے کے لئے قائم کی ہیں جو بظاہر تو بہت ہی حسین معلوم ہوتی ہیں لیکن اس کے مضر اثرات جو اسلام اور ایمان پر مرتب ہوتے ہیں وہ کہیں زیادہ خطرناک ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے متعلق پہلے تو یہ بات سمجھ لی جائے کہ آپ کی تاریخ پیدائش ہی میں مورخین کا سخت اختلاف ہے۔ بعض نے ۱۲/ ربیع الاول کہا بعض نے ۱۵/ ربیع الاول اور بعض نے ۱۷/ ربیع الاول۔

پھر اس رسم کا رواج نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا اور نہ ہی آپ کے بعد صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار بھی اپنا برتھ ڈے منالیتے تو ضرور اس کا ثبوت حدیث شریف میں ملتا اور یہ رسم صحابہ میں ضرور رائج ہو جاتی۔ تو معلوم ہو گیا کہ اس رسم کا اسلام سے دور کا بھی رشتہ نہیں ہے۔

اس رسم کو عیسائیوں سے دنیا پرست علماء نے لے کر اپنایا ہے اور اس کو جاہل عوام میں لاکر جاری کر دیا۔ اور اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کو اسلام کا ایک خاص شعار اور علامت قرار دے دیا کہ جو میلادالنبی منائے وہ تو مسلمان اور جو انکار کرے وہ اسلام سے خارج۔ (نعوذ باللہ)

جب ہم نے بریلویوں کے پانچویں خلیفہ احمد یار خان سے پوچھا کہ تم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا برتھ ڈے کیوں مناتے ہو تو آپ نے جواب دیا۔ "عیسی علیہ السلام نے دعاء فرمائی تھی کہ اے اللہ ہمارے لئے آسمان سے ایک ایسا دستر خوان اتار جو ہمارے پہلے اور بعد کے لوگوں کے لئے خوشی کا دن ہو۔ معلوم ہوا کہ مائدہ (دستر خوان) آنے کے دن کو حضرت مسیح علیہ السلام نے عید کا دن بنایا۔ آج بھی اتوار کو عیسائی اسی لئے عید مناتے ہیں (تو ہم کیوں نہ منائے) کہ اس دن دستر خوان اترا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اس مائدہ (دستر خوان) سے بڑھ کر نعمت ہے۔ لہذا ان کی ولادت کا دن بھی یوم العید ہے۔
(جاء الحق ص۔ ۲۴۰)

قارئین محترم! یہ ہے بریلویوں کی دلیل بے جا جس کا کسی نوعیت سے اسلام میں اعتبار نہیں۔ تو ہم نے یار خان صاحب سے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو کیا آپ ہر وہ عمل کریں گے جو عیسائی کرتے ہیں؟ پھر ہم نے کہا کہ اچھا آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ایمان لانے کے دن کو کیوں خوشی کا دن نہیں مناتے جب کہ ان کے ایمان سے اسلام کو تقویت ملی جو یقینا اور ایمانا دستر خوان کے اترنے سے کہیں زیادہ خوشی کا دن تھا۔

اچھا آپ اپنے آباء کی شادی کے دن کو ہر سال کیوں خوشی کا دن نہیں مناتے وہ تو آپ کی پیدائش کا سبب بھی ہوا۔ اچھا آپ یہ بتائیے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صلح حدیبیہ اور دیگر غزوات میں اپنی انگلیوں سے پانی جاری فرما دیا تھا۔ جو بالیقین آسمان سے دستر خوان اترنے سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ اور اس کی تاریخ سن دن تک مورخین نے متعین فرمائے ہیں آپ اس دن بھی خوشی منائے۔
اچھا آپ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تھا کہ تم میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہو آپ ان کی پیدائش پر نہایت خوش تھے۔
کیوں خوشی نہیں مناتے ؟ اسی طرح حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی
پیدائش پر بھی آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا تھا تو آپ ان کا برتھ ڈے کیوں نہیں
مناتے۔ آخر کیا وجہ؟ جب ہم نے اتنے بہت سے سوالات بریلوی صاحب سے کئے وہ
تو گردن جھکا کر رہ گئے لیکن ایک دوسرا بریلوی جھٹ سے بولا کہ دراصل یہ برتھ
ڈے منانا سنت الٰہی ہے۔ ہم نے کہا وہ کیسے؟
کہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے سلسلے میں محفل قائم کرنا سنت الٰہیہ ہے
اور جس جلسہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر ہو وہ جلسہ میلاد کہلاتا ہے
گویا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد پڑھایا۔ میلاد پڑھنا
سنت الٰہیٰ اور سننا سنت انبیاء ورسل علیہم السلام ہے۔ (بارہ تقریریں، ص۔ ۱۹۲)
قارئین! یہ تھے دو نیم بریلوی ملا جب ان لوگوں سے کوئی جواب نہیں بن پاتا تو
قرآن وحدیث کی آیات کریمہ سے اپنا من مانی مفہوم نکالنے اور غلط تاویلات کرنے
سے بھی نہیں چوکتے اور جب کسی طرح تاویلات سے کام نہیں بنتا تو اپنی طرف سے
حدیثیں بھی بنا ڈالتے ہیں اور عوام کے سامنے پیش کردیتے ہیں۔ بے چارے عوام کیا
جانے کہ کون سی حدیث کس نوعیت کی ہے۔ اس لئے یہ دین کے دشمن علماء کا لبادہ
اوڑھ کر سادہ دل مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں بآسانی کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اللہ
حفظنا منہم۔ آمین۔

دیومالائی دھرم

قارئین! سنئے کہ بریلوی شریعت میں جانوروں کو کس عقیدت کے ساتھ اہمیت دی
جاتی ہے۔ بریلویوں کے اعلحضرت لکھتے ہیں۔ جناب مرزا بیگ صاحب نے مجھ سے

سانپ کا واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے مجلس میلاد شریف کی تھی۔ جب خوب مجمع ہوگیا۔ ایک سانپ تیزی سے آیا اور میز کے نیچے بیٹھ گیا۔ جب تک مجلس ہوتی رہی بیٹھا سنتا رہا بعد ختم چلا گیا۔ لوگوں نے بہت چاہا کہ اسے مار دیں۔ میں نے سب کو باز رکھا کہ یہ سرکاری مہمان کی حیثیت سے ہے ہرگز مارنے نہیں دونگا۔ یہ وہابی نہ تھا۔
(ملفوظات چہارم ص۔۴۰)

بریلوی بندر

ناظرین! اللہ تعالی نے بدبخت یہودیوں پر قرآن کریم میں جابجا ان کی سرکشی کی بناء پر لعنت فرمائی ہے۔ ان میں سے بعض کو سور، بعض کو بندر، اور بعض کو انسانوں ہی کی شکل میں باقی رکھ کر ان کی فطرت میں فتنہ پروری رکھ دی۔ قرآن کہتا ہے من لعنه الله وغضب عليه وجعل منهم القردة والخنازير وعبدالطاغوت۔ جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ان میں سے بعض کو سور بعض کو بندر اور بعض کو شیطان کا پرستار بنادیا۔ لہذا یہ دونوں مخلوق تاقیامت مبغوض ہی رہے گی۔ اگرچہ ان کے مخلوق اللہ ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اب چلتے ہیں اصل موضوع کی طرف ! بریلوی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ننھے میاں (برخوردار اعلحضرت) اپنی چھت پر قرآن عظیم پڑھ رہے تھے۔ سامنے دور پر ایک بندر بیٹھا تھا۔ یہ کسی کام کو اٹھ کر گئے۔ بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گزرا اور اس پار جانا چاہتا تھا۔ جیسے ہی قرآن عظیم کے محاذات پر آیا۔ قرآن عظیم کو سجدہ کیا۔ اور اپنی راہ چلا گیا۔

اس سے بھی بڑھکر سنئے اور بریلویت کی داد دیجئے!



نے بندر کو قیام کرتے دیکھا میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا کہ ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مؤدب بیٹھا سن رہا تھا جب قیام کا وقت آیا مؤدب کھڑا ہو گیا۔ پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا۔ وہ بندر وہابی نہ تھا۔ (ملفوظات چہارم ص۔۴۰)

قارئین! اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ بندر نہ تو دیوبندی تھا اور نہ ہی وہابی اہلحدیث تھا وہ پکا بریلوی بدعتی تھا۔ چونکہ مسلک دیوبندیت میں حیوانوں کے لئے قطعا کوئی گنجائش نہیں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ آکر شانہ بشانہ کسی عبادت میں شمولیت کریں۔ اس لئے کہ یہ خالص انسانی مذہب ہے۔ یہ شرف تو صرف بریلویت ہی کو حاصل ہے کہ ان کی پوجا پاٹ میں وہ ملعون یہودی بھی شرکت کر لیتے ہیں جن پر خدا کے غضب کے کوڑے برستے ہیں اور ان کو بندر بنا دیا گیا اس اشتراک کی بناء پر بریلی میں آپ انسان اور بندر کی صحیح شناخت بھی نہیں کر پائیں گے۔ چونکہ وہاں بندر بھی انسان اور انسان بھی بندروں جیسی حرکت کر لیتے ہیں۔

بریلوی دلائل قیام

قارئین! اب بریلویوں کے قیام سے متعلق بے جا اور مضحکہ خیز دلائل بھی ملاحظہ فرمائے۔ بریلویوں کے خلیفہ خامس لکھتے ہیں۔ جب کوئی اپنا پیارا آجائے تو اس کی خوشی میں کھڑے ہو جانا ہاتھ پاؤں چومنا سنت ہے۔ (جاء الحق ص۔ ۲۴۲)

دلیل شرعی ندارد۔ آگے لکھتا ہے دیکھو! دنیاوی ضروریات کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے اس کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ کھڑے ہو کر عمارت بنانا دنیاوی کاروبار کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

حدیث میں قیام کا ثبوت ہے کہ زید بن حارث دروازہ پاک مصطفےٰ علیہ السلام پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا ان کی طرف حضور علیہ السلام بغیر چادر شریف کے کھڑے ہو گئے۔ دیکھئے دروازہ بغیر کھڑے ہوئے نہیں کھولا جا سکتا۔ (جاء الحق ۲۴۰)

اور قرآن سے دلیل دیکھو ! قرآن میں ہے جب نماز جمعہ ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور پھیلنا بغیر کھڑا ہوئے ناممکن ہے۔ (جاء الحق ایضا)

دلچسپ لطیفے

قارئین محترم! ایک فرضی قصہ سنئے! کسی جنگل میں ایک بریلوی صاحب قضائے حاجت کر رہے تھے۔ ادھر سے کسی دیوبندی کا گزر ہوا اس نے دور ہی سے آواز دیکر اپنے دوسرے ساتھی سے کہا۔ دیکھو بریلوی ہوکر یہ حرکت؟ معلوم دیتا ہے کہ مولوی یار خان نعیمی کی کتاب جاء الحق نہیں پڑھی کہ دنیاوی کام کھڑے ہوکر کئے جاتے ہیں اور کھڑے ہوکر کرنا مستحسن اور کار ثواب ہے۔ بے بیچارہ فورا کھڑا ہو گیا۔

ایک دوسرا لطیفہ جواب سے دو سال قبل ہمارے ساتھ پیش آیا یہ تھا کہ میں اپنے کچھ رفقاء بمعیت لکھنو سے غالبا دھلی جارہا تھا، بریلی میں گاڑی رکی اور کافی دیر رکی۔ ہم لوگ اسٹیشن سے باہر کھڑے کچھ آپسی طنز و مزاح کر رہے تھے کہ ایک صاحب بڑے اپٹوڈیٹ آئے اور قریبی دیوار کی سمت کھڑے ہوکر پیشاب کرنے لگے۔ پیشاب کی چھینٹے اڑکر کچھ ساتھیوں کے کپڑوں پر پہنچی۔ ایک ساتھی نے کہا کہ بالکل انسانیت سے بے دخل معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا نہیں مولوی صاحب کی جاء الحق پڑھے ہوئے ان کے فتوی پر عمل ہو رہا ہے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ گجرات میں پیش آیا کہ میں سورت سے بھاؤ نگر جارہا تھا کہ

بس میں ایک بریلوی صاحب دوگز اونچی ٹوپی لگائے بڑے ٹھاٹ سے سیٹ پر جلوہ افروز تھے ۔میں نے سوچا کہ اس سے سیٹ اچکنی چاہئے ۔ہم نے سلام کیا۔ جواب نہیں، پھر کلام کیا تو کہنے لگے کہ آپ دیوبندی ہیں؟میں نے کہا دیوبندی تو نہیں البتہ ندوی ضرور ہوں۔ خاموش ہوگئے میں نے پوچھا آپ تو مسلک اعلحضرت کے ماننے والے ہیں؟ کہنے لگے الحمد اللہ میں نے کہا کہ آپ مسلک اعلحضرت پر عمل نہیں کرتے کہنے لگے وہ کیسے ؟میں نے کہا آپ کے یہاں قیام مستحسن اور کار ثواب ہے ۔اور آپ بیٹھے ہوئے ہیں مجھ کو دیکھو باوجود ندوی ہونے کے کھڑا ہوں۔ بیچارے شرماں شرمائی کھڑے ہوگئے ۔ پھر ٹھاٹ سے ہم بیٹھے ۔کہنے لگے یہ کیا میں نے کہا دراصل ہمارے یہاں قیام و قعود دونوں ہی ہیں اور قعود مستحسن ہے ۔چار گھنٹے کا طویل سفر قیام ہی پر عمل کرتے ہوئے طے کیا اور ساتھ ہی ساتھ مولوی یار صاحب کا فتوی اور قیام کی حقیقت سمجھ میں آگئی۔

یہ بھول کیسے ہوگی؟

قارئین ! ایک بریلوی نے خدا جانے کیسے کس خیال میں گم ہوکر لکھ دیا کہ کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہم سے اور ان سے بڑھکر کوئی دوست نہ تھا۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نا پسندیدہ فرمایا۔ (راحت المحبین ص۔۳۰)

قارئین! معلوم دیتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سب دیوبندی یا وہابی ہی رہا کرتے تھے ۔ کسی بریلوی بدعتی کی پھٹک بھی نہ تھی۔ خیر یہ تو جو کچھ ہے وہ

ہے مگر آج کل اس حدیث کی رو سے اگر بریلوی عمل کرلیں تو ہم کو اتنی دشواری ضرور ہوگی کہ سفر میں ہمکو کھڑا ہی رہنا پڑے گا۔ بریلویوں کی عطاء کردہ سیٹ سے محروم ہو جائیں گے۔

نبی کی طاقت خدا سے زیادہ

قارئین کرام! بریلوی اسلام دشمن بالکل عیسائیوں کے نقش قدم پر ہیں جس طرح عیسائی حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں اسی طرح بریلوی بھی حضور پاک علیہ السلام کے اندر نیم خدائی تسلیم کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

بریلوی احمد یار خان سے کہا گیا کہ حضور پاک علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا کنت الا بشر رسولا۔

کہ میں تو محض بشر رسول ہوں۔ مجھ میں کہ نبی میں یہ طاقت نہیں کہ وہ زمین سے چشمے جاری کرے یا باغات اگا سکے۔ یہ سب خدا کا کام ہے۔ نبی یا ولی کا نہیں چوں کہ بندہ مجبود محض ہے۔

تو بریلوی صاحب نے جواب دیا۔ نبی میں اس سے کہیں زیادہ طاقت ہے۔

(رحمت خدا بواسطہ اولیاء، ص۔ ۳۰)

خدا کے ساتھ تبادلہ خیال

قارئین محترم! احمد رضا لکھتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تبارک و تعالی نے باقاعدہ مشورہ طلب کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار یہی کہتے رہے کہ آپ

جیسا چاہیں کریں۔ملاحظہ فرمائیں۔

ان ربی استشارنی امتی ماذ افعل بھم ۔بے شک میرے رب نے میری امت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔میں نے عرض کی اے رب میرے جو تو چاہے کر کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ اس نے دوبارہ مجھ سے مشورہ پوچھا میں نے اب بھی وہی عرض کی اس نے سو بار مجھ سے مشورہ لیا میں نے پھر بھی وہی عرض کی۔ (الامن والعلی۔ص۔۱۴۵)

قارئین کرام! ابھی اسی پر آپ استغفراللہ نہ پڑھئے اور آگے سنئے۔

حضور خدا کا نور

قارئین محترم! بریلویوں کا بنیادی عیقدہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم خدائی نور کا عین ایک حصہ ہیں۔ایک بریلوی کہتا ہے۔

نور سے بنا تھا نور خدا کے نور کا
پر نہ تھا خدا سے جدا نور خدا کے نور کا

(خمخانہ حجاز،ص ۳۳)

اور احمد رضا کہتا ہے۔

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا (حدائق بخشش،ص ۱۱۲)

آگے ایک بریلوی کہتا ہے! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چوں کہ محبوب ہیں اس لئے ستر ہزار پردے ڈال کر دنیا میں بھیجا ورنہ بے پردہ حسن محمد کا سوائے خدا تعالی کے کوئی نظارہ نہیں کر سکتا۔اور تمام عالم پر موسی علیہ السلام سے زیادہ غشی طاری ہو جاتی اور عالم فنا ہو جاتا۔ (مولود اکبر،ص۔۲۰)

قارئین کرام! بریلویوں نے حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام کو خدا کے نور کا ایک حصہ) ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر بات نہ بنی۔ یہاں تک کہ انہوں نے عوام کو سمجھانے کے لئے ایک مثال پیش کی کہ دیکھو حضرت جبرئیل نور ہیں مگر لباس بشریت میں حضرت مریم کے پاس آئے۔ حضور بھی نور ہیں۔ اور انسانیت کے لباس میں دنیا میں آئے۔ دلیل میں ایک شعر بھی پیش کرتے ہیں۔

جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر = اتر پڑا وہ مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر۔

(دورس حرم، ص۔ ۲۵۴)

معزز قارئین! آئیے اب ہم اس نور کا فیصلہ ہی کر کے آپ کے سامنے حقیقت منکشف کر دیں۔ غور سے سن لیجئے۔ "ہم نے بریلوی صاحب سے کہا کہ بحث ہرگز ہرگز یہ نہیں ہے کہ نوری مخلوق انسانی شکل میں آسکتی ہے کہ نہیں۔ یہ بات یقینی اور قطعی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل امین سے ہزار ہا درجہ افضل و اعلیٰ ہیں اس عقیدہ میں کسی بھی فرقہ کا ذرا بھی اختلاف نہیں سب کا یہی ایمان اور عقیدہ ہے مگر آپ نے حضرت جبرئیل کو نوری بتا کر حضور کو بھی نوری بنا دیا تو دونوں برابر ٹھہرے کیا فرق رہا؟"

اچھا اگر اسی بات کو مقیاس بنالیا جائے کہ نوری مخلوق انسانی شکل میں آگئی تو یہ صرف حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں کو تو تسلیم ہوگا لیکن اس کے برخلاف اگر کوئی سر پھرا دشمن رسول اس بات کا دعوی کر بیٹھے کہ حضور نوری نہیں بلکہ ناری ہیں۔ (یعنی آگ سے بنائے گئے اور دلیل پیش کرے) کہ جنات کو دیکھو ان کی تخلیق آگ سے ہوئی اور انسانی شکل میں بھی آتے ہیں۔ تو

بتاؤ بریلویوں تمہارے پاس اس کا کوئی تسلی بخش جواب ہوگا؟

قارئین محترم! اس تھوڑی سے ڈانٹ ڈپٹ کے بعد انہوں نے اپنے دعوی بے دلیل میں ہلکی سے تحفیف کر کے یوں بدل ڈالا۔

"کہ ایک دن جبرئیل امین کو حکم ہوا کہ زمین پر جا اور مزار مقدس (یعنی حضور کے روضہ مبارکہ سے) سے ایک مشقال خاک پاک لے آ۔ جبرئیل امین نے آکر زمین کو حکم سنایا۔ زمین ذوق سے وجود میں آگئی۔ (یعنی خوشی سے ناچنے لگی) اور مثل کافور کے خاک پاک ظاہر ہوئی۔ جبرئیل اس خاک کو لے کر اپنے مقام پر پہنچے تو حکم ہوا کہ ماء معین کو کوثر تسنیم میں ملائی جائے۔ اب وہ خاک کا ذرہ جب نور کی کان میں پہنچا اور ہزار برس رہا تو اس کی ماہیت بدل گئی۔ (اس سے حضور پیدا کئے گئے)۔

(بارہ تقریریں، ص۔ ۱۳۸)

قارئین کرام! ذرا بریلویوں کی عقل پر ماتم کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کے لئے حضور صلی اللہ علیہ ہی کے مزار مقدس سے مٹی منگائی جارہی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی عالم وجود ہی میں تشریف نہیں لائے تو مزار کہاں سے ٹھہرا۔ یہ بات اسی وقت ثابت ہو سکتی ہے جب بریلوی صاحب یہ تسلیم کر لیں کہ ہمارے یہاں بچہ مرتا پہلے ہے پیدا بعد میں ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ جبرئیل امین کو صرف خاک پاک لانے کا حکم ہوا تھا اس کی ضرورت کو تو واضح نہیں کیا گیا تھا مگر بریلوی صاحب فرماتے ہیں کہ جبرئیل نے آکر زمین کو حکم سنایا اور وہ مارے خوشی کے جھوم اٹھی۔

حکم کسی چیز کا سنایا اگر کہا جائے کہ حضور کی پیدائش کا تو سوال ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں آنے سے پہلے ہی زمین کو آپ سے اس قدر عقیدت و محبت کیسے ہو گئی تھی؟ جواب بریلویوں سے طلب کیجئے۔

اور تیسری سب سے اہم اور مضبوط بات یہ ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق فرشتوں کی تخلیق جبرئیل کی تخلیق سب حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام کے عالم وجود میں آنے کے بعد ہوئی۔

اس لئے فرمایا گیا اے محبوب اگر تجھ کو نہ پیدا کرتا تو میں دنیا اور آسمان میں عرش و فرش کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اور مذکورہ بالا واقعہ میں بریلوی صاحب حضور سید الکونین کو جبرئیل امین سے چھوٹا بتارہے۔

نعوذ باللہ من ذالک۔ اللہ ہم سب کی حفاظت کرے۔ اس فرقہ باطلہ سے۔ آمین ثم آمین۔

مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا

قارئین کرام! اس عنوان کے تحت ہم آپ کو آسان طریقہ سے علم غیب اور عالم الغیب کی واقفیت کرانے کے بعد اس کی مفصل توضیح کریں گے۔ آخر میں فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔

قارئین! سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ علم غیب کسے کہتے ہیں۔ علم غیب ان چھپی ہوئی اور پوشیدہ باتوں پر جو بغیر کسی توسط کے واقفیت حاصل ہو جائے۔ ایسے جاننے والے کو عالم الغیب کہا جاتا ہے۔ اور اس عالم الغیب کی طاقت و قدرت کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ سمندروں کی تہہ میں کتنے گوہر ہیں اس میں کتنی مچھلیاں زندگی بسر کر رہی ہیں۔ زمین کے پوشیدہ مقامات کے اندر کیا کیا اشیاء چھپی ہوئی ہیں یہاں تک کہ کس پتھر کے اندر کونسا کیڑا کونسی غذا کھا رہا ہے۔ چنانچہ یہ علم اسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو ان چیزوں کا خالق (پید کرنے والا) ہو۔ اور رزاق بھی ہو۔ اور وہ خالق و

رزاق حق تعالی شانہ کے علاوہ کوئی اور نہیں باقی سب آپ کی مخلوق ہے خواہ وہ نبی ہو یا ولی۔ اور خدا کی ہر مخلوق خدا کے مقابل کمزور اور مجبور ہے اس کے اندر اتنی سکت نہیں کہ وہ بغیر کسی توسط کے ہر واقفیت حاصل کر سکے۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔ قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ۔

(سورۃ النمل، آیت۔ ۶۵)

فرمادیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں جتنی مخلوق بھی موجود ہے ان میں سے کوئی علم غیب نہیں جانتا اللہ کے سوا۔

قارئین! اگر غیب کی باتیں کسی کے توسط سے حاصل ہوں تو وہ علم غیب نہیں کہلاتا بلکہ اس کو رازو نیاز کی باتیں جاننے والا کہا جاتا ہے۔ اور یقینی بات ہے کہ اس کا مرتبہ عالم الغیب کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اب بریلویوں کا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق عالم الغیب ہونے کا فاسد عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔

بریلوی یار احمد یار خان لکھتا ہے کہ نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو غیب کی خبریں۔

(جاء الحق، ص۔ ۱۲۸)

مطلب یہ ہوا غیب کی خبریں دینے والے کو نبی کہا جاتا ہے تو حضرت جبرئیل امین بھی نبی ٹھہرے۔ اور خدا تعالی بھی نبی ہی ہوئے چوں کہ وہ سب بھی غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ یہی مولوی ایک جگہ لکھتا ہے۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کی پختہ دلیل ہے کہ ایک شکاری آدمی نے کہا کہ میں نے آج کی طرح کبھی نہ دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے۔ بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب بات یہ ہے کہ ایک صاحب (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) دو میدانی نخلستان میں ہیں اور تم کو گذشتہ اور آئندہ کی خبریں دے رہے ہیں۔ (جاء الحق، ص۔ ۶۶)

قارئین! اس میں کوئی شک نہیں کہ بھیڑیے نے اگر یہ بات کہی کہ تم کو آئندہ کی خبریں دیتے ہیں تو کوئی غلط نہیں اور نہ ہی اس کی اس بات سے عالم الغیب ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیاس کیا جاسکتا۔ چوں کہ آپ آئندہ کی خبریں دیتے تھے جب آپ کے پاس وحی الٰہی آتی تھی۔ بغیر وحی کے آپ کوئی بات نہیں بتاسکتے تھے۔ بریلوی صاحب کی جب یہ دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے میں کارگر نہ ہوئی تو کہنے لگے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ کوئی ایسا بھی ہے جس کی نیکیاں تاروں کے برابر ہوں فرمایاہاں وہ عمر ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے سارے لوگوں کے تمام ظاہری اور پوشیدہ اعمال کی پوری خبر ہے اور آسمانوں کے تمام ظاہر و پوشیدہ تاروں کا بھی پوشیدہ علم ہے۔ (جاء الحق ص۔۶۷)

آگے لکھتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کو ملاحظہ فرماکر فرمایا کہ عمر کی نیکیاں تاروں کے برابر ہیں دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہی بتاسکتا ہے جسے دونوں چیزوں کا علم بھی ہو اور مقدار بھی معلوم ہو۔

قارئین! یار صاحب کی اس دلیل بیجا سے تو یہ معلوم ہوا کہ وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ کو علم غیب حاصل تھا چوں کہ ابھی موصوف بریلوی نے جو قاعدہ کلیہ بیان فرمایا کہ دو چیزوں کی کمی و بیشی وہی بتاسکتا ہے جس کو دونوں چیزوں کا علم بھی ہو اور مقدار بھی معلوم ہو تو پتہ چلا کہ حضرت عائشہ کو تاروں کی پوری پوری گنتی معلوم تھی تب ہی پوچھا کہ اتنی نیکیاں کس کی ہیں کیا؟

قارئین! واقعتاً بریلویت بھی کتنی بری بلا ہے کہ اس میں آدمی کا ایمان تو جاتا ہی

رہتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ عقل و شعور سے بھی آدمی یتیم ہو جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ علم غیب صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ و سلم تک ہی محدود نہیں رکھتے بلکہ ولیوں، بزرگوں، ملنگوں کو بھی عالم الغیب بناڈالتے ہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر حیوانوں سور کتا بلی گدھا بھی ان کے یہاں عالم الغیب کہلاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ احمد رضا لکھتا ہے۔

ایک صاحب اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے تھے۔ آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے۔ حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کہ کھاؤ۔ عرض کیا کہ حضور بھی نوش فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے بھی کھایا اور بادشاہ نے بھی اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھاکر مجھ کو دے دیں گے تو جان لوں گا یہ ولی ہیں آپ نے وہی سیب اٹھاکر بادشاہ کی طرف پھیک دیا۔

(ملفوظات چہارم۔ص۔۱۱)

نوٹ:۔ تو ولی صاحب نبی ٹھہرے کہ انہوں نے غیب پر مطلع ہو کر کام انجام دیا۔

قصہ گدھے کے علم غیب کا

قارئین! اب ذرا گدھے کا علم غیب بھی اسی بریلوی صاحب کی زبانی سنئے۔ لکھتا ہے ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا کہ ایک شخص اس کے پاس ایک گدھا ہے۔ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے۔ پھر اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے تو گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے اس کے سامنے جاکر سر ٹیک دیتا ہے۔

(ملفوظات چہارم، ص۔۱۲)

نوٹ:۔ یہ بھی نعوذ باللہ نبی ٹھہرا۔

کتا بھی ہے عالم الغیب

ایک دوسرا بریلوی لکھتا ہے۔

حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی کے خلیفہ شیخ صدرالدین احمد طبیب دنیا سے بے نیاز تھے ایک مرتبہ پریاں پری زادہ کے علاج کے واسطے آپ کو لے گئیں۔وہ پری زادہ آپ کے علاج سے اچھا ہوا پریوں نے ایک خط آپ کو دیا اور کہا کہ شہر سے باہر فلاں کوچہ میں اس قسم کا ایک کتا ہے وہ خط اس کتے کو دکھا دینا۔ آپ نے وہ خط لیا اور کتا تلاش کیا جب وہ خط اس کتے کو دکھایا تو کتا اٹھا اور شہر سے باہر جا کر ایک جگہ پر کھڑا ہو گیا۔اس مقام پر وہ کتا زمین کھودنے لگا۔آپ اشارہ سمجھ گئے آپ نے اس مقام پر خزانہ نکالا۔ (خم خانہ تصوف.ص۔۱۷۸)

نوٹ:۔ بریلوی کتا رہا ہوگا۔

بلی کا علم غیب

قارئین کرام! بریلویوں کے خلیفہ چہارم مولوی حشمت علی لکھنوی رنگون پہنچے وہاں علم غیب پر بیان شروع کیا یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بلی کا علم غیب ثابت فرمایا اور فرمایا کہ یہ ہمارے ایمان و عقیدہ کا بنیادی جز ہے۔اس وعظ میں وہاں کے مشہور و معروف شاعر بے نوا جناب منشی عبدالرحیم صاحب بانکچوری بھی موجود تھے انہوں نے وعظ کے بعد مقرر صاحب کو مخاطب کر کے سارے لوگوں کے سامنے برجستہ کلام ارشاد فرمایا۔

مرغ بسمل کی طرح وجد میں آتے کیوں ہو
عرس میں قبر پہ رنڈی کو نچاتے کیوں ہو
غوث اعظم کی بلی ہوئی جو عالم غیب
غیب داں خاص نبی ہی کو بتاتے کیوں ہو
تم نے بلی کو بنا دیا ہے نبی کا ہمسر
اپنی کرتوں کو باتوں میں اڑاتے کیوں ہو
ہو کے عالم، دل مسلم کو ستاتے کیوں ہو
گھر میں اللہ کے تم آگ لگاتے کیوں ہو
لے کے تکفیر چلے چھوڑ کے کار تبلیغ
خاک میں عزت مسلم کو ملاتے کیوں ہو

(منشی عبدالرحیم)

ان برجستہ اشعار کے بعد بریلوی صاحب پر گھڑوں پانی پڑ گیا اور کوئی جواب نہ بن پڑا نتیجہ وہی ہوا کہ عوام نے دھکے دے کر مسجد سے باہر کر دیا۔

علم غیب پر حضرت تھانوی کا تبصرہ

قارئین کرام! حضور پاک علیہ السلام کو اللہ رب العزت کی طرف سے جو علوم عطاء کئے گئے ان کے متعلق حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کا ایمان و عقیدہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ شانہ نے وہ علوم عطا کئے جو کسی مقدس نبی اور کسی مقرب فرشتے کو عطا نہیں کئے گئے۔ بلکہ تمام اولین و آخرین کے علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں۔ الغرض وہ تمام علوم جو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے شایان شان تھے وہ سب آپ کو عطا کئے گئے۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم، ص۔ ۳۹)

قارئین! حضرت تھانوی کا عقیدہ آپ نے ملاحظہ فرمایا چنانچہ ان عطائی علوم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کسی بھی مخلوق کو عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا چوں کہ عالم الغیب کی صفت صرف حق تعالی شانہ کے ساتھ خاص ہے۔ جس طرح مخلوق کو خالق ،رازق کہنا درست نہیں۔ اسی طرح عالم الغیب بھی۔

لیکن آگے چل کر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بریلویوں سے ایک سوال کیا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ تم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب مانتے ہو وہ علم غیب تمام جہاں کی چھوٹی بڑی کھلی چھپی چیزوں کا علم غیب تھا یا کچھ چیزوں کا مثلا برزخ کا حال، دوزخ کا حال، حشرو نشر جنت و دوزخ کا اگر ساری چیزوں کا علم غیب تھا کہ سمندر میں کتنے گوہر ہیں دنیا بھر کے درختوں کے کتنے پتے ہیں کتنی مخلوق ہے کہاں کہاں رہتی ہے تب تو آپ کو عالم الغیب کہا جا سکتا ہے۔ اور اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے برابر ٹھہریں گے۔ اور جب اللہ رب العزت کے برابر ٹھہرے تو دو خدا کا وجود لازم آیا۔ اور اللہ تعالی دو خداؤں کی نفی فرماتا ہے کہتا ہے وقال الله لا تتخذو الهين اثنين کہ دو خدا مت بناؤ۔

اور اگر تمام علوم غیبیہ نہیں مانتے بلکہ بعض غیب مانتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبرو حشر دوزخ جنت کے حالات کا علم تھا تو اس کی کوئی بھی نفی نہیں کرتا وہ تمام علوم آپ نے بچشم دید معراج میں حاصل کئے تھے۔ اور ایسے دیکھ کر کئے گئے علوم محصولہ پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں ہوتا لہذا اگر تم اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اٹل ہو کہ حضور کو کل علم غیب تو حاصل نہیں تھا بلکہ بعض علوم غیبیہ حاصل تھے لیکن پھر

بھی آپ عالم الغیب ہیں تو اس میں حضور پاک علیہ السلام کی کونسی شان بلند ہوگی۔ ایسا علم غیب تو تم گدھے بلی اور کتے مجنون اور پاگل پیر بریلویوں کے لئے بھی مانتے ہو اس میں حضور کی کونسی تخصیص ہوگی اور کیا بریلوی پیر طریقت احمد رضا اپنے اس قول کو بھول گئے جس میں انہوں نے کہا کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے وہ انسان کے لئے کمال نہیں اور جو غیر مسلم کے لئے ہو سکتی ہے وہ مسلم کے لئے کمال نہیں۔ (ملفوظات چہارم، ص۔۱۱)

قارئین! اب حضرت تھانوی کی اصل عبارت بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

" دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد (جو حضور کو دیا گیا) بعض (کچھ باتوں کا) غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص۔ ایسا علم غیب تو (تم لوگ کے بقول) زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) بلکہ جمیع حیوانات (جیسے کتا، گدھا، بلی) وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ ہو اس کا باطل ہونا دلیل نقلی (یعنی قرآن و حدیث) اور دلیل عقلی سے ثابت ہے " (... الایمان، ص۔ ۸)

قارئین! دلیل نقلی یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرما رہا کہ لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ ۔ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ تمام اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اگر اللہ کے علاوہ وہ کسی اور کو بھی معلوم ہوتا تو اس کو بھی قرآن میں ذکر کر دیا جاتا اور قرآن یوں کہتا سوائے اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے کوئی نہیں جانتا مگر پورے قرآن میں کہیں آپ کو یہ استثنیٰ نہیں ملے گا۔

بریلویوں کا نزلہ حضرت تھانوی پر گرا

قارئین کرام! حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بریلوی ایمانی لٹیروں سے مسلمانوں کے ایمان و اسلام کی حفاظت کے لئے ایک کتاب حفظ الایمان کے نام سے تصنیف فرمائی تھی۔ اس تصنیف کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان و عقائد کی حفاظت فرمائی آج بھی یہ تصنیف ہر کتب خانہ پر دستیاب ہے اگر آپ بھی چاہیں صرف چھ روپئے کی قیمت پر حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن جب یہ کتاب بریلوی خان صاحب کے پاس پہنچی جل بھن گئے اور اسی حسد و تعصب کی بناء پر اس کا نام بھی بدل ڈالا دیکھئے ص۔ ۹۷ پر۔ لیکن ان کا مارے تعصب کے نام میں تحریف کرنا ایسے ہی ہوا جیسے کوئی سورج پر خاک ڈلے اور وہ اپنے ہی سر پر آئے۔ بہر کیف جب کچھ بن نہ پڑا تو اس عبارت کو لے کر مسلمانوں کو برنگیختہ کرنے کی کوشش کی آپ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ احمد رضا لکھتا ہے۔

" مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو حضور کے لئے ثابت کیا اور اس کے ساتھ لکھ دیا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوان و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ " (حفظ الایمان، ص۔ ۸)

تھانوی صاحب کی اس کفری عبارت کا صریح معنی ہے کہ جو بعض علم غیب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو کلو بدھو نتھو کو بلکہ ہر ایک بچہ اور ہر ایک پاگل کو ہر ایک جانور اور ہر

ایک چوپائے کو بھی حاصل ہے۔ مولوی تھانوی نے حضور کے مقدس علم غیب کو ہر خاص و عام شخص ہر ایک بچے اور ہر ایک پاگل اور ہر جانور اور ہر ایک چوپائے کے علم غیب سے مشابہت دے کر حضور کی شان میں کھلی ہوئی گالی دی ہے۔

(سوانح اعلحضرت۔ص۔ ۲۲۵)

قارئین! ذرا انصاف کے ساتھ بتائیے کہ حضرت تھانوی نے اوپر پورے اس قصہ میں جس کو آپ پڑھ چکے بریلویوں سے سوال کیا تھا یا حضور کے علم کو کتے، بلی کے برابر بتایا تھا۔ اور پھر حضور کے علم غیب کو کتے بلی اور گدھے کے علم غیب کے برابر بتانے والا کون تھا؟ اس کا فیصلہ آپ کے ذمہ۔

فیصلہ علم غیب کا

قارئین! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ اللہ رب العزت کی طرح علم غیب جاننے کی قدرت رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر (سورہ انفال)

اگر میں علم غیب کی قدرت رکھتا تو بہت ساری بھلائیاں اکٹھا کر لیتا۔ اور مجھ کو کبھی تکلیف ہی نہ پہنچتی۔ میں علم غیب کی بناء پر آنے والی مصیبت سے پہلے ہی اپنی حفاظت کر لیتا۔

ایک دفعہ آپ نے حکم فرمایا کہ مدینہ منورہ میں کتنے لوگ اسلام لا چکے ذرا مردم شماری کرو۔ اکتبولی من تلفظ باسلام من الناس۔ (کتاب لامام الناس۔ بخاری)

شب معراج کے بعد جب کفار نے آپ پر اعتراضات کئے اور یہ پوچھنا شروع کیا کہ بتاؤ بیت المقدس میں کتنے ستون ہیں کتنے دروازے ہیں کتنے گنبد ہیں تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم خاموش ہو گئے ۔ اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل امین کو حکم فرمایا کہ میرے محبوب کے سامنے بیت المقدس کا نقشہ پیش کرو اس کے بعد آپ اس میں دیکھتے جاتے اور کفار کے سوالات و اعتراضات کا جواب دیتے جاتے ۔ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو برجستہ فرمادیتے ۔ اللہ تعالی بریلویوں کی ضد اور ہٹ دھرمی ختم فرماکر ایمان کی دولت نصیب فرمائے ۔ آمین ۔

عقل عیار ہے مکار ہے سو تدبیریں بنا لیتی ہے

عیسائی اور بریلوی نظریات

قارئین کرام! آئیے اب عیسائیوں اور بریلویوں کے خیالات و نظریات کا اپنے اپنے پیغمبر کے متعلق تقابلی مطالعہ کریں۔

عیسائیت :۔ پس جب تم مسیح کے ساتھ جلائیں گے تو عالم بالا کی چیزوں کی تلاش میں رہو جہاں مسیح موجود ہے ۔ اور خدا کی داہنی طرف بیٹھا ہے ۔ اور مسیح ہی سب کچھ اور سب میں ہے ۔ (انجیل مقدس، پارہ آیت ۔ ۵۳)

بریلویت :۔ حضور ساری زمین اور تمام مخلوق کے مالک ہیں ۔ (الامن والعلی)

عیسائیت :۔ ہر ایک گھر کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہوتا ہے مگر جس نے سب چیزیں بنائیں وہ خدا ہے ۔ موسیٰ تو اس کے سارے گھر میں خادم کی طرح دیانت دار رہا تاکہ آئندہ ہونے والی باتوں کی گواہی دے لیکن مسیح بیٹے کی طرح اس کے گھر کا مختار ہے ۔ (انجیل مقدس، ص ۔ ۳، ۵)

بریلویت :۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس خزان الٰہی کے مختار کل ہیں ۔

(الامن والعلی۔ص۔۱۲۷)

عیسائیت:۔ اور اس نے (حضرت مسیح نے) تمہیں بھی جو اپنے قصوروں اور جسم کی نامختونی کے سبب مردہ تھے اس کے ساتھ زندہ کیا۔ ہمارے سب قصور معاف کئے اور حکموں کی وہ دستاویز مٹا ڈالی۔ جو ہمارے نام پر ہمارے خلاف تھی۔

(انجیل مقدس۔ص۔۵۲۹)

بریلویت:۔ یارسول اللہ ہمارے گناہ بخش دیجئے۔ (الامن والعلی۔ص۔۱۱۶)

عیسائیت:۔ اس نے (خداتعالی نے) بیٹے مسیح کی معرفت ہم سے کلام کیا جسے اس نے سب چیزوں کا وارث ٹھہرایا۔ (انجیل مقدس۔ص۔۵۶۹)

بریلویت:۔ اللہ تعالی کی بارگاہ سے جنت و دوزخ کی کنجیاں حضور کو عطا ہو گئیں۔

(الامن والعلی۔ص۹۷)

عیسائیت:۔ تم (مسیح) اسی میں معمور ہو گے جو ساری حکومت (دنیوی و اخروی) اختیار کا سر ہے۔ (انجیل۔ص۔۵۲۸)

بریلویت:۔ دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں حضور کے اختیار میں ہیں جسے چاہیں عطا کریں۔ (خدا کچھ نہیں کر سکتا)۔ (الامن والعلی۔ص۔۱۴۸)

عیسائیت:۔ اس (مسیح) سے مخلوقات کی کوئی چیز چھپی نہیں بلکہ جس سے ہم کو کام ہے اس کی نظروں میں سب چیزیں کھلی اور بے پردہ ہیں۔ (انجیل۔ص۔۵۷۷)

بریلویت:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ (انتقال کے بعد بھی) اپنی امت کو دیکھنے اور ان کے حالات و نیات اور ارادے اور ان کی دلی باتوں کو جانتے ہیں یہ آپ کو بالکل ظاہر ہے اس میں پوشیدہ نہیں۔

(جاء الحق۔ص۔۱۴۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک ہر جگہ موجود ہیں۔ (جاء الحق، ص۔ ۱۳۴)

عیسائیت :۔ بقا صرف اسی کو ہے اور وہ (حضرت مسیح) اسی نور میں رہتا ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں۔ (انجیل، ص۔ ۵۵۰)

بریلویت :۔

شکل بشر میں نور الٰہی اگر نہ ہو
کیا قدر اس خمیر ماؤ و مدر کی ہے

(حدائق بخشش، ص۔ ۸۲)

عیسائیت :۔ اے بھائیو ! تم سب نور کے فرزند اور دن کے فرزند ہو۔

(انجیل مقدس، ص۔ ۵۷۹)

بریلویت :۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

(حدائق، ص۔ ۱۱۲)

عیسائیت :۔ ایک آدمی یوحنا نامی آموجود ہوا وہ خود تو نور نہ تھا مگر نور کی گواہی دینے آیا تھا۔ اور حقیقی نور جو ہر آدمی کو روشن کرے گا دنیا میں آنے ہی کو تھا۔

(انجیل مقدس، ص۔ ۶۵۲)

بریلویت :۔

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

عیسائیت :۔ وہ (حضرت مسیح) اس کے جلال کا پرتو اور اس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو

اپنی قدرت کے کام سنبھالتا ہے چوں کہ باپ بوڑھا اور معذور ہو گیا۔ (انجیل مقدس،ص۔۵۶۹)

بریلویت:۔ حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے ۔ چوں کہ وہ (نعوذ باللہ) بوڑھا اور معذور ہو گیا۔ (الامن والعلی،ص۔۱۴۳)

حضور کارخانہ الٰہی کے مختار کل ہیں۔ (الامن والعلی،ص۔۲۲)

اللہ تعالی کے تمام خزائن رحمت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پہنچتا ہے اور وہ جو چاہیں جسے چاہیں عطا فرما دیں۔ (ایضا)

عیسائیت:۔ اور ہم جانتے ہیں کہ جو خدا سے پیدا ہوا وہ گناہ نہیں کرتا اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خدا کا بیٹا آگیا اور اس نے ہمیں سمجھ بخشی اور اس کے بیٹے یسوع مسیح حقیقی خدا ہی ہے۔ (انجیل،ص۔۴۳۶)

بریلویت:۔

وہی نور حق ہے وہی ظل رب ہے
انہیں سے سب ہے انہیں کا سب ہے

(یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا)

نہیں اس کی ملک میں آسماں کہ زمین نہیں زماں نہیں ۔ (یعنی خدا کی ملک میں)

عیسائیت:۔ خداوند نے میرے خداوند یعنی مسیح سے کہا۔ میری داہنی طرف بیٹھ (انجیل،ص۔۲۱۹)

بریلویت:۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں
تیرا محرم راز ہے روح الامین
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا
تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

(حدائق بخشش، ص۔ ۳۹)

عیسائیت :- کیونکہ الوہیت کی ساری معموری اسی میں (مسیح میں) مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے۔ (انجیل، ص۔ ۵۴۸)

بریلویت :-

خدا کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
مجھ لینا ہے جو کچھ لے لونگا محمد سے

(دورس حرم، ص۔ ۲۰۴)

قارئین محترم! عیسائیت کے نظریات آپ ملاحظہ فرمارہے تھے لیکن بریلویت کی کہانی اوران کے باطل نظریات ابھی ختم نہیں ہوئے آگے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

بریلویت :- احکام شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے حکم فرمادیں وہی شریعت ہے۔ (الامن والعلی، ص۔ ۱۷۳)

قارئین! قرآن کہتا ہے و مانیطق عن الھوا اوروہ اپنی طرف سے کوئی شریعت نہیں پیش کرتے۔

اسلام کو انصار نے پالا (خدا نے نہیں)۔ (ایضا، ص۔ ۲۴۲)

دعائیں جبرئیل علیہ السلام قبول کرتے ہیں اور حاجت روائی فرماتے ہیں۔

(خدا قاصر ہے)۔ (ایضا)

نیک بات کی توفیق فرشتے دیتے ہیں۔ (نہ کہ خدا)۔ (ص۔ ۲۴۵)

(بغیر خدائی مرضی کے) حضرت جعفر کو جبرئیل امین نے جنت میں زیادہ مرتبہ عطا کر دیا۔ (الامن والعلی، ص۔ ۲۴۷)

موت فرشتہ دیتا ہے۔ (نہ کہ خدا)۔ (الامن والعلی، ص۔ ۸۷)

مدد دینے اور نفع پہنچانے کی کنجیاں اور زمین و آسمان کی سب مخلوق حضور کے قبضہ اور ساری دنیا مٹھی میں ہے۔ (الامن والعلی۔ص۔۹۵)

حضور نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا۔

(الامن والعلی۔ص۔۱۰۷)

بریلویت نے خدا کو ریٹائرڈ کر دیا

قارئین محترم! بریلویت نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سادہ دل مسلمانوں کو جو باطل و فاسد عقائد سے نوازا ہے ان سے وہی شخص اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتا ہے جس پر خدا تعالیٰ کا رحم و کرم ہو ورنہ اسلام کے خلاف ان کی خفیہ سازشوں سے عام مسلمانوں کا محفوظ رہنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوٹی محبت کا دعوی کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کے مقام سے اٹھا کر مقام الوہیت پر لا بٹھایا۔ تاکہ اس عقیدہ سے مسلمانوں کا ایمان بآسانی سلب کیا جاسکے۔

ایک بریلوی کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ بن کے نکلے گئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ احمد حضور کا نام ہے اور احد اللہ تعالیٰ کا چنانچہ احد اور احمد میں صرف لفظ میم کا فرق ہے اور حضور کے نام مبارک میں میم زائد ہے وہ قیامت کے روز ہٹا دی جائے گی۔ چنانچہ احد ہو جائیں گے۔ لہذا آج جو انی عبدہ، میں اس کا بندہ ہوں کا دعوی کر رہے ہیں روز حشر میں انی انا اللّٰہ میں ہی اللہ ہوں کا نعرہ لگاتے ہوئے عرش پر آکر قابض ہو جائیں گے۔ ملاحظہ ہو۔

محمد مصطفے محشر میں طہ بن کے نکلے گئے
اٹھا کر میم کا پردہ ہویدا بن کے نکلے گئے

حقیقت جن کی مشکل تھی تماشہ بن کے نکلے گئے
جسے کہتے ہو بندہ قل ھو اللہ بن کے نکلے گئے
بجاتے تھے جوانی عبدہ کی بانسری ہر دم
خدا کے عرش پر انی انا اللہ کہہ کے نکلے گئے

(دیوان محمدی، ص۔ ۱۴۹)

نوٹ:۔ جسے کہتے ہو بندہ قل ھواللہ بن کے نکلے گے۔ اس مصرع کا مطلب یہ ہوا کہ جسے کہتے ہو بندہ کہہ دو وہی اللہ بن کے نکلے گے۔

قارئین! یہ تھے بریلویت کے پلید نظریات جو اسلام دشمنی میں اپنے گندے خیالات کا خوگر بنانے کے لئے دوسرے اسلامی حق پرست جماعتوں پر کیچڑ اچھال کر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

بریلویوں!

اپنی بد بختیوں پہ نظر ایمان کی خود ہی ڈالو
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اور احمد رضا انہی اشعار بالا کو اپنی زبان میں یوں ڈھالتا ہے کہ جب حضور پاک علیہ السلام کو معراج ہوئی اور آپ سدرۃ المنتھی پر تشریف لے گئے۔ تو اللہ تبارک و تعالی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایسے گلے ملے جیسے صدیوں کے بچھڑے دو بھائی یا دوست ملتے ہیں اور اسی میل ملاپ میں حضور کا نور اور اللہ کا نور ایک ہو گیا کوئی اگر دیکھتا تو دو نہ دکھائی دیتے صرف ایک ہی وجود تھا۔ چوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں اللہ ہی کے نور کا جلوہ ہے اور وہ نور معراج کی رات اپنے دوسرے حصے سے آسمان پر ملنے گیا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے
ہر ایک پردہ میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے
اٹھے جو قصر دنا کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جاں ہی نہیں دوئی کی وہی نہ تھے ارے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی کی طرف گئے تھے

(حدائق بخشش، ص ۱۰۲)

نوٹ:۔ فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی (علامہ اقبال)

معراج تفریحاً کرائی گئی

قارئین محترم! حضور پاک علیہ السلام کو معراج کیوں کرائی گئی اور اس کا خاص مقصد کیا تھا اس کی کہیں وضاحت نہیں فرمائی گئی۔ اتنا ضرور ہے کہ اس معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ نمازوں کا تحفہ ضرور عطا کیا گیا۔ اور یہ معراج آپ کو رات میں کرائی گئی جیسا کہ قرآن کریم میں وضاحت فرمائی گئی۔

سبحن الذی اسری بعبدہ ۔ عربی زبان میں اسری کے معنی رات میں چلنے سفر کرنے کے آتے ہیں اب بریلوی ملا کے علم کا دیوالیہ بھی دیکھ کر ماتم کیجئے۔ لکھتا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اسری فرمایا کیوں کہ اس لفظ سے تفریح کا اظہار ہوتا ہے۔

(بارہ تقریریں۔ ص ۲۵۰)

نوٹ۔ نعوذ باللہ۔ اسری کے معنی تفریح کے کر رہا جیسا کہ اس کا پیر طریقت احمد

رضا انگریزوں کے ساتھ عصر سے مغرب تک تفریح کے لئے جاتا تھا دیکھئے۔ (ص۔ ۱۷۳ پر) کاش یہ عقل و بصیرت کا اندھا مولوی اسری کے معنی کسی صاحب علم دیوبندی سے معلوم کر لیتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس پر تفریح کرانے کا یہ بدنما داغ نہ لگتا۔

لاکھوں لاکھ کا گھوٹالہ

قارئین! کس مسلمان کو اپنے نبی اور دو جہاں کے آقا و سرتاج سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر عقیدت و محبت کا صلاۃ و سلام بھیجنے سے انکار ہو سکتا ہے۔ آپ پر جتنا بھی درود و سلام بھیجا جائے کم ہے۔

لیکن ایک بار کے سلام کو ایک لاکھ شمار کیا جائے یہ کسی بھی صحیح العقل انسان کی سمجھ میں آنے والی بات نہیں۔ ہمارے اس بد قسمت ملک ہندوستان میں گھوٹالہ کی ایسی وبائی ہوا چلی ہوئی ہے کہ جہاں دیکھئے ہر چیز میں گھوٹالہ کہیں چارہ گھوٹالہ ہے تو کہیں بھینس گھوٹالہ۔ یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سلام بھیجنے میں لاکھوں لاکھ کا گھوٹالہ۔ اگر ایسے فراڈی قسم کے لوگوں سے کہا جائے کہ آؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری ایمان و دیانت کے ساتھ ایک لاکھ کیا ہزار ہی کا نذرانہ، سلام و صلاۃ بھیج دیں تو ایک بھی تیار نہ ہو۔ آئیے اب لاکھ لاکھ کا گھوٹالہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش۔ ص۔ ۱۳۱)

قارئین! کیا ان دونوں مصرعوں سے دو لاکھ سلام حضور کی خدمت عالیہ میں پہنچ گئے؟ اگر اتنا ہی آسان ہے تم ہم اربوں اربوں سلام بھیجتے ہیں۔ لیکن یہ سب بریلوی خان صاحب کی چلائی ہوئی منطق ہے جس کے پس پردہ مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے روکنا ہے تاکہ اس بناوٹی سلام کی خوش فہمی میں رہ کر مسلمان ایک بھی صحیح درود نہ بھیج سکیں۔

بریلویوں کا کلمہ

قارئین! بریلوی شریعت کا کلمہ بھی اپنا الگ ہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔
ایک بریلوی کہتا ہے۔

جب وقت آخریں ہو تیاری
نظر میں صورت رہے تمہاری
زبان پہ کلمہ یہی ہو جاری
یا محمد معین خواجہ

(دیوان احمدی)

قارئین! جب ہم نے ایک بریلوی سے یہ پوچھا کہ آخری وقت میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیوں نہ ہو جاری تو کہنے لگا کہ ہماری ساری برادری پر اللہ تعالی کی ایسی مار اور پھٹکار پڑی ہے کہ وہ کلمہ ہماری زبان سے نکلتا ہی نہیں۔ اللہ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے اس ناپاک دھرم سے۔ آمین۔

بریلوی کا انوکھا چور

قارئین محترم ! بریلویوں کا مجدد اعظم احمد رضاء غوث اعظم سے مخاطب ہوتے ہوئے اپنے متعلق کہتا ہے۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

(حدائق۔ص۔۱۶)

قارئین! ایک چور نے حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر ایک قیمتی قباء دیکھی۔ اس وقت آپ بازار سے گھر لوٹ رہے تھے چور بھی پیچھے لگ گیا کہ کسی طرح یہ قباء چھین سکوں جب آپ اپنے حجرے میں داخل ہوئے تو چور بھی کسی طرح داخل ہو گیا۔ آپ نے قباء اتار کر رکھی اور عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔
وہ چور چپکے سے اٹھا اور قباء بغل میں دبا کر چل دیا۔ (بارہ تقریریں)

نوٹ۔ کیا آپ اس چور کا نام بتا سکتے ہیں؟ لکھ لیجئے۔ ____________________

بریلوی پر حضرت تھانوی کی ہیبت

قارئین! احمد رضاء بریلوی پر حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کا کس درجہ رعب و خوف تھا لکھتا ہے۔

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو ۔ کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

(حدائق۔ص۔۶۸)

نوٹ۔ صاف ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ راستے میں ہیں تھانے بھاون والے۔

ابوالہول کی بے مثالی

قارئین! محصور جہاں دانی و عالی میں ہے = کیا شبہ رضا کی بے مثالی میں ہے

(احمد رضا، حدائق، ص۔۱۸۹)

نوٹ۔ بلاشبہ آپ کی غداری مکاری فحاشی بدکلامی بے مثال ہے آپ کی ہمسری کا دعویٰ کس کو ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ کا دوسرا مصرع یوں زیادہ مناسب رہتا کیا شبہ رضاء کی شیطانی میں ہے۔

خدا کا شکر ہے کفر ٹوٹا

ہر شخص کو اک وصف میں ہوتا ہے کمال
بندہ کو کمال بے کمالی میں ہے

(احمد رضا)

نوٹ۔ یہ دوسرا مصرع بھی آپ کا یوں زیادہ موزوں رہتا۔ بندہ کو کمال بدکلامی میں ہے۔ اور اس پورے شعر کو فریم کر کے ہر بریلوی کی خانقاہ میں آویزاں کر دیا جاتا۔

خاں صاحب کی خود فریبی

قارئین محترم! خان صاحب اپنے کو خود فریبی میں مبتلا کر کے کس طرح بے عملی والی زندگی گذارنے کا عادی بن گیا تھا۔ ملاحظہ ہو!

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو ہے عبد مصطفےٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

(حدائق بخشش، ص۔۵۰)

دوسری جگہ کہتا ہے۔

اے رضا طوفان محشر سے نہ ڈر
شاد ہوئیں کشتی امت کو لنگر ایڑیاں

(ایضاً،ص۔ ۴۲)

غیر نبی پر درود بھیجنا مکروہ

قارئین کرام! جمہور ائمہ عظام کا فتوی ہے کہ درود و غیر نبی پر بھیجنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور بعض نے تو یہاں تک کہا کہ سوائے حضور پاک علیہ السلام کے درود کسی دیگر نبی پر بھی نہیں بھیج سکتے۔ البتہ سلام بھیجا جا سکتا ہے لیکن یہ قول صحیح اور معتبر نہیں ہے۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کسی بھی غیر نبی پر باقاعدہ اس کا نام لے کر درود بھیجنا حرام ہے۔ اس بات کو بریلوی احمد رضا بھی تسلیم کرتا ہے مگر عمل سے محروم ہے۔ بریلوی صاحب کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان کے حاشیہ ان اللہ و ملئکہ کے تحت لکھا ہے۔ درود شریف میں آل و اصحاب کا ذکر متوارث لکھا ہے۔ مستقل طور پر حضور کے سوا۔ کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ (کنزالایمان)

نوٹ:۔ آئیے اب موصوف کا عمل بھی دیکھیں کہ کہاں تک اس فتوی پر عمل ہوتا ہے۔

احمد رضاء پر درود

قارئین! ذرا صداقت و دیانت کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں! اللھم صل وسلم و بارک علیہ و علیھم و علی احمد رضا خان رضی اللہ عنہ باالرضاء السرمدی

(شجرہ طیبہ رضویہ ص ۱۳)

احمد رضا کے آل پر درود

قارئین! اللھم صل و سلم بارک علیہ و علیھم جمیعا و علی الشیخ حجۃ الاسلام ، رضا خان رضی اللہ تعالی عنہ (ایضا)

مصطفے بریلوی پر :- اللھم صل و سلم و بارک علیہ و علیھم جمیعا و علی الشیخ مولانا مصطفے رضی اللہ تعالی عنہ۔

حماقت علی شاہ پر :- اللھم صل و سلم و علی سیدنا وھادینا مرشدنا و مولنا و مخدومنا حافظ سید حماقت علی شاہ صاحب۔ (شجرہ شائع کردہ سنی رضوی سوسائٹی)

قارئین ! یہ تھی بریلوی درود کی بھرمار کہ ہر للو پنجو پر درود پڑھا جارہا ہے کیا آپ کی غیرت ایمانی ان دین اسلام کے دشمنوں کی اس حرکت کو گوارہ کرتی ہے ؟ خود فیصلہ کر لیجئے۔

دل دشمنان سلامت

قارئین! بریلوی صاحب نے نہ صرف یہی گل کھلائے کہ اپنے اور اپنی اولاد پر درود و سلام بھیجا بلکہ دین اسلام کے کھلے دشمن پر بھی سلام بھیجا جارہا ہے۔ غلام احمد قادیانی کا نام آپ نے سنا ہوگا جس کا تذکرہ ہم گذشتہ صفحات پر کر چکے اس نے بریلی شریف میں ایک مسجد بنائی تھی جس کا نام اس نے اپنے نام پر مسجد احمدی رکھا تھا جس کا تذکرہ بریلویوں کی کتاب فتوی رضویہ جلد سوم۔ص۔ ۴۲۱ پر بھی ملتا ہے اب معلوم نہیں کہ وہ انہی کے قبضہ میں ہے یا دراشت میں بریلویوں کے قبضہ میں آگئی۔

بہر کیف عرض میں یہ کر رہا تھا کہ بریلوی مجدد صاحب کے سال بھر میں تین تقریری

پروگرام ہوتے تھے جن میں سے دو پروگرام اپنے بھائی قادیانی صاحب کی مسجد احمدی میں اور ایک تیسرا اپنے گھر کی مسجد میں جب آپ مسجد احمدی میں جاتے تو غلام احمد قادیانی کا پورا حق اخوت ادا کرتے ہوئے ان کی نبوت کی تائید و توثیق فرماتے پھر اس پر درود و سلام پڑھتے۔ ملاحظہ ہو۔

ترجمان نبی ہمزبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام
زاہد مسجد احمدی پر درود
دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش۔ص۔ ۱۴۷)

قارئین! ذرا کسی وقت تنہائی میں سوچئے کہ یہ سب درود کس پر پڑھا جارہا اور کیوں پڑھا جا رہا یا ہمارا قلم تعصب کی بناء پر چل رہا ہے؟ یا ہم ان کی کتابوں کا حوالہ غلط دے رہے ہیں؟ یہی غور کرنے کا وہ مقام ہے جہاں ہم نے لاکر آپ کو کھڑا کیا ہے۔

خان صاحب کی چارپائی پر عمل کا جنازہ

قارئین! اب ذرا بے عملی کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

بازار عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکار کرم مجھ میں عیبی کی سمائی ہے

دیگر

اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضا
تیرا ہی تو ہے بندہ درگاہ لے خبر
(حدائق ص۔ ۳۵)

نوٹ:۔ اسی بے عملی پر ناز تھا کہ خوف نہ کر تو تو ہے عبد مصطفےٰ۔

قارئین! آئیے اب چلے چلتے ہیں بریلی شریف جہاں بریلوی صاحب بھی خود بستر مرگ پر ہیں اور چند ہی گھنٹوں میں انہی کا جنازہ نکلنے والا ہے۔

خان صاحب بستر مرگ پر

قارئین کرام! یہ خان صاحب کا آخری وقت ہے اب وہ اپنے اعزہ کو کچھ نصیحتیں وصیت فرمانے میں مشغول ہیں۔ کہتے ہیں۔

شروع نزع کے وقت کارڈ لفافے روپیہ پیسے کوئی تصویر اس دالان میں نہ رہے۔ جنبی یا حائض نہ آنے پائے کتا مکان میں نہ آئے۔ (وصایا شریعت، ص۔ ۲۳)

نوٹ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ عورتوں اور جنبی مردوں کی آمد کا سلسلہ کثرت سے رہتا تھا۔ اور روپے پیسے اس لئے نہ آنے پائیں کہ وہ کتوں کی ناپاک کمائی کا پیسہ تھا۔ کتے مکان میں نہ آئیں۔ اس سے پتہ چل گیا کہ آپ کے مریدیں وہ کتے جو تجارت کے لئے لائے جاتے تھے پہلے آپ کی خانقاہ میں لاکر آپ کو دکھائے جاتے تھے پھر آپ کی متعین کردہ قیمت پر فروخت کئے جاتے تھے۔

بریلوی صاحب مرنا نہیں چاہتے

قارئین کرام! کسی نے خان صاحب سے پوچھا کیا آپ چاہتے ہیں کہ اپنے رب کریم

سے ملاقات کریں تو کہنے لگے کہ ملاقات بغیر مرے نہیں ہو سکتی اور میں نہیں چاہتا
کہ اس دنیا کو چھوڑوں۔ کہتا ہے۔
وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا۔
(ذکر رضا، ص۔ ۴۴)

خوش نصیب حضرات کی فہرست

قارئین محترم! اب آپ ان خوش نصیب دیوبندی علماء و صلحاء کی مختصر فہرست ملاحظہ فرمائیں جن کی آخری آرام گاہیں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں بنی۔

۱۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔ دیوبندی
۲۔ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر مدنی۔ دیوبندی
۳۔ حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی۔ دیوبندی
۴۔ حضرت مولانا محمد خلیل احمد صاحب
مہتمم اشرف العلوم گوجراوالہ مہاجر مکی۔ دیوبندی
۵۔ حضرت مولانا حبیب اللہ مہاجر مدنی۔ دیوبندی
۶۔ حضرت مولانا شریف محمد خیر الائمہ مدارس ملتان۔ دیوبندی
۷۔ حضرت مولانا واستاذ القراء قاری فتح محمد صاحب مہاجر مدنی۔ دیوبندی
۸۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی
(صاحب فضائل اعمال) مظاہری دیوبندی۔
۹۔ مولانا مستفیض الرحمان صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ طیبہ جانسٹھ۔ دیوبندی
۱۰۔ مولانا نور عالم صاحب باغپتی مہاجر مدنی۔ دیوبندی

۱۱۔ قاری محمد یحیی صاحب کرنال مہاجر مدنی۔ دیوبندی

۱۲۔ شیخ محمد اسحاق گجراتی۔ مہاجر مکی۔ دیوبندی

قارئین! یہ تھے وہ دیوبندی عاشقان رسول جن کو خود اللہ تبارک و تعالی نے ان کے معشوق و محبوب سید مصطفے صلی اللہ علیہ و سلم کے قرب میں جگہ عطا فرمائی ہم سب کو بھی اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے وہاں جگہ نصیب فرمائے آمین۔

بریلوی صاحب کی آخری دعاء

قارئین کرام!

خان صاحب بستر مرگ پر لیٹے لیٹے ایک آخری دعا کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

توفیق دے کہ آگے نہ ہو خوئے بد
تبدیل کر جو خصلت بد پیشتر کی ہے

(حدائق، ص۔ ۹۰)

مومن خان مومن نے صحیح اور بجا فرمایا تھا۔

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے

شکم پروری کی وصیت

قارئین! خان صاحب کے ذہن و دماغ پر شکم پروری کا بھوت زندگی بھر رہا جس نے مرتے دم بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ لکھتا ہے۔

اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو ہفتہ میں دو یا تین بار ان اشیا کو بھیج دیا کریں

دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ (معلوم ہوتا ہے گھوڑی کے دودھ کا استعمال زیادہ تھا) مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا شامی کباب ہو،) پراٹھے اور بالائی، فیرنی، اڑد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم (تاکہ قبر میں بادی اور گیس نہ بنے) گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف۔ (وصایا شریف، ص۔ ۲۳)

چھوٹے مولانا نے عرض کیا دودھ کا برف اسے تو حضور پہلے لکھا چکے دوبارہ پھر بتایا۔ اعلحضرت نے فرمایا پھر لکھو انشاء اللہ مجھے میرا رب سب سے پہلے (قبر میں) برف ہی عطا فرمائے گا۔

خشک ڈکار

قارئین! بریلوی صاحب کی شکم پروری سے ان کے مریدین بھی خوب واقف تھے اور انسانی عام خوراک سے زیادہ ہڑپ کر جانے پر ضرور ترچھی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔

حسنین بریلوی لکھتا ہے۔ اعلحضرت کو مرنے سے پہلے ڈکار آئی ارشاد فرمایا خیال رہے کہ معدہ خالی ہے ڈکار خشک آئی۔ (وصایا، ص۔ ۲۳)

نوٹ۔ خان صاحب نے اپنی خفت مٹانے کے لئے کہا کہ ڈکار خشک ہے تاکہ مریدین یہ نہ سمجھے کہ ہمارے پیر مغاں نے مرتے مرتے کھایا اور کھاتے کھاتے مرا۔

خان صاحب کی موت

قارئین! لیجئے خان صاحب جس نے ۱۸۵۶ء میں جنم لے کر امت مسلمہ کو فرقوں میں تقسیم کر ڈالا تھا آج ۲۵ / صفر ۱۳۴۰ھ کو موت آگئی۔ جنازہ رکھا ہوا ہے احباب آرہے۔ چادر ہٹا کر آخری صورت دیکھ رہے ہیں لیکن بریلوی صاحب جنازہ کی چار پائی پر سے کہتے ہیں۔

مجرم کو نہ شرماء احباب کفن ڈھک دو
منھ دیکھ کے کیا ہوگا · پردہ میں بھلائی ہے

(حدائق، ص۔ ۸۰)

نوٹ۔ کاش یہ غیرت مرنے سے پہلے آجاتی۔

قبر میں حالت زار

قارئین کرام! قبر میں خان صاحب پر گزری ان حالات سے مطلع کرتا ہوا کہتا ہے۔

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتادو آکر پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

(حدائق بخشش ص۔ ۵۷)

نوٹ:۔ جناب یہاں تو جیسی کرنی ویسی بھرنی، جواب بتا کر ہم پیغمبر خیانت نہیں کیا کرتے۔

مر کر ہی خان صاحب تیرے جوہر کھلے

ناظرین! خان صاحب کی زندگی بھر کی بدکاریوں عیاشیوں کا نچوڑ سامنے آتا ہے مشاہدہ کیجئے۔ خان صاحب فریاد رسی کرتے ہوئے۔

خدا قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

(حدائق ص ۔۵،)

نوٹ:۔ بریلویت سے توبہ کر بچ جائیگا۔

خان صاحب میدان حشر میں

قارئین! دیکھئے خان صاحب کتنی پریشانیوں مشقتوں کو برداشت کر کے حشر کے میدان تک پہنچ گئے۔ اب وہاں ان کے ساتھ کیا معاملہ خدا وندی ہوتا ہے نظارہ فرمائیں۔ محشر برپا ہے رب کائنات عرش بریں پہ جلوہ گر ہیں میزان عدل سامنے لگی ہوئی ہے۔ حساب و کتاب جاری ہے لوگ باری باری آرہے ہیں اور اپنی کامیابی یا ناکامی کا ٹوکن لے جارہے ہیں پورے میدان میں ایک ہنگامہ وشور برپا ہے فرشتے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ کسی کا ٹوکن دیکھ جنت کی رہنمائی کر رہے ہیں کسی کو اس کی بداعمالیوں پر دوزخ کی طرف گھسیٹ رہے ہیں ایسے میں قسمت سے بریلوی صاحب کی باری آتی ہے۔

بداعمالیوں کے دفتر پیش کئے جاتے ہیں تو لرز کر غوث پاک کی دھائی دیتے ہیں۔ سنئے۔

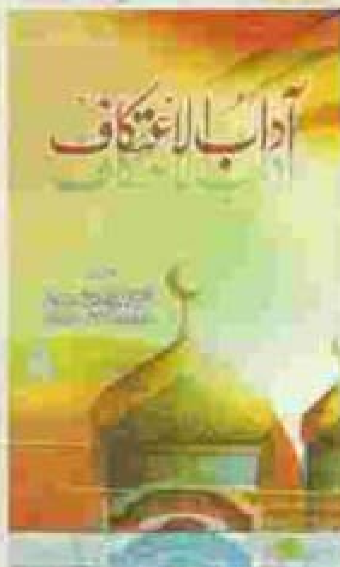
سامنا قہر کا ہے دفتر اعمال کے ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے
اب کوئی دم میں گرفتار بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو خوف کیا ہے کھٹکا کیا ہے
ان کی آواز پر کر اٹھوں بے ساختہ شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پرواہ کیا ہے

پیران پیر حضرت غوث اعظم اتنے میں تشریف لاتے ہیں اور نعوذ باللہ خدا کو ایک کی چار چار سناتے ہیں۔ سنئے بریلوی صاحب کی زبانی۔

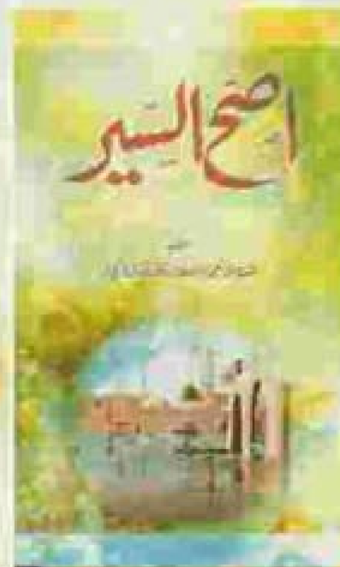
کس کو تم موزد آفات کیا چاہتے ہو
ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشہ کیا ہے
بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے

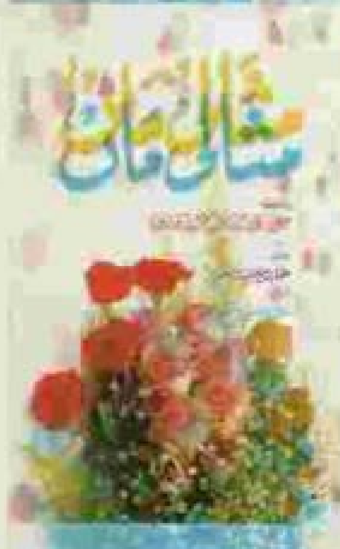
(حدائق ص۔۳۰)

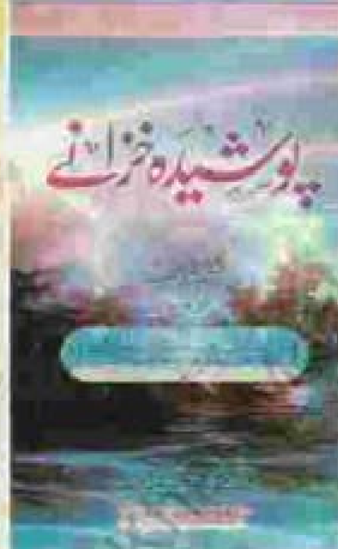
ختـــــــــــــم شد

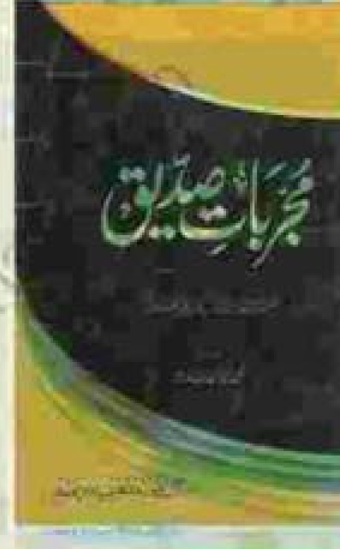


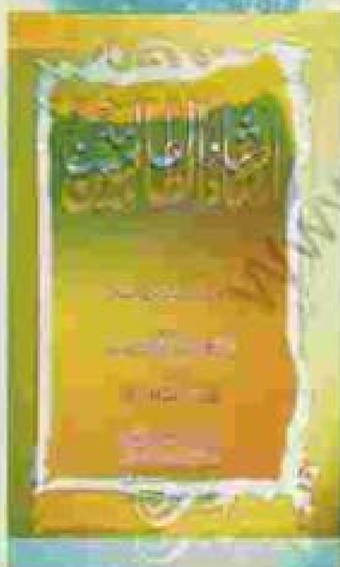


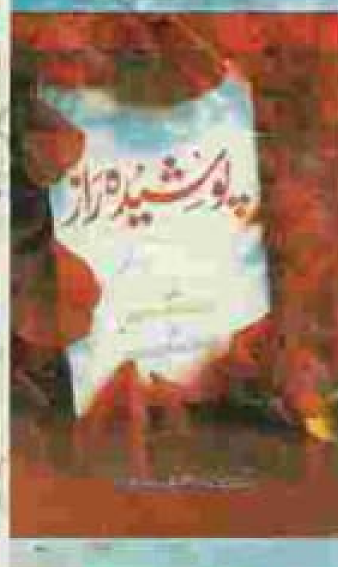


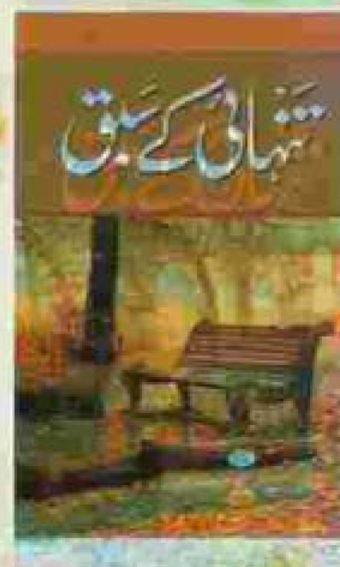














NAIMIA BOOK DEPOT

DEOBAND-247554 (U.P.) INDIA

Ph: (01336) [illegible] (FAX)

e-mail - naimiabookdepot@yahoo.com

Rs. 200/-